١٢٢٦

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھا کہ انجولس نہ آیا کہ [illegible] علمی معنی مین محسن اور انکو
یہ بھی منظور نہ تھا کہ [illegible] کتاب [illegible] عرض کہ اپنی طبیعت
کی وجہ سے عاجز آ کے ان لوگوں سے [illegible]

دوسرا سبب یہ [illegible] کہ اکثر کلیسیا [illegible] نے چاہا کہ یہ صحیفہ ان جماعتوں مین علانیہ پڑھا جاسے
لہذا اس سبب سے بعض نے یہ گمان کیا [illegible] کہ یہ صحیفہ رسول موصوف کے تصنیف نہیں ہے

اس صحیفہ کی تصنیف کا وقت اوّل اُسکا بیرونی ثبوت

اِس امر کا پہلا گواہ ایک مشہور معلم آئرینیاس نامی ہے جو دوسری صدی کے اواسط
مین حیات تھا اُسنے یہ لکھا ہے کہ اِس مکاشفہ کی رویت کو کچھ بہت عرصہ نہیں گذرا بلکہ اُسکے
تصنیف قریباً اسی پشت مین ہوئی یہ مکاشفہ دومیتیان نامی رومی بادشاہ کی اخیر سلطنت

لیکن یہہ [illegible] لحاظ کے سبب کہ ارینیاس بہت بزرگ نے اس صحیفہ کی شہادت بالتفصیل
دی ہے اور یسی [illegible] بہ اتفاق سے اسکا ذکر کیا ہے جس سے یہہ صریح نتیجہ نکلتا ہے کہ اسکے زمانہ مین
[illegible] اسیطرح کا شک نہ تہا ⁂

[illegible] صدی کے [illegible] شہادتیں ہین کہ اس کلام یعنے
[illegible] ⁂

ارگنس [illegible] موجود تہا [illegible] سکا
بپتسما پایا چنانچہ یعقوب کو تو ہیرودیس نے تلوار سے مروا ڈالا اور یوحنا کو رومیون نے [illegible]
کی کلام پر گواہی دینے کے سبب قید کرکے پتموس ٹاپو مین بہیجدیا ارگنس کی یہہ شہادت کلیسیا کی تواتر رائے
سے مطابق ہے بلکہ خود یوحنا رسول نے بہی اسی ہی صحیفہ مین ایسا ہی بیان کیا ہے ⁂

یوسیبی نامی کلیسیا کے مشہور مورخ نے اس صحیفہ کے بارے مین کلیسیا مین اختلاف رائے کے ہونیکا
کہین اشارہ تک نہین کیا بلکہ یہہ کہتا ہے کہ کل کلیسیا متفق الرائے ہے کہ یہہ صحیفہ پتموس ٹاپو مین تصنیف
ہوا اگرچہ یہہ مورخ چوتہی صدی مین ہے پر اسکا یہہ خاصہ تہا کہ اُسنے بڑی تلاش سے اس بات کو دریافت کیا
کہ کلیسیا کی رائے متواتر اسکے بارے مین کیا تہی بلکہ اپنی ہر ایک بات کی نسبت یہہ صاف صاف بتلا دیا کہ
مینے یہہ بات فلان کتاب مین پائی ⁂

ایک اور مشہور معلم ہیرونم نامی چوتہی صدی مین موجود تہا اور اس نے بہی یوسیبی کیطرح بڑی
تلاش کرکے بیبل کے صحیفون کا حال لکہا مگر مکاشفہ کی نسبت شک ہونے یا دوسیطرح کی رائے کے اختلاف
کی نسبت کچہہ بہی نہین لکہا ہے ⁂

دوم اُسکی تصنیف کے وقت کا اندرونی ثبوت

پہلا ثبوت۔ اُن سات خطون کے ملاحظہ کرنے سے جو اس صحیفہ مین درج ہوئے ہین یہہ صاف معلوم
ہوجاتا ہے کہ اُن ساتون کلیسیاؤن کا حال جنکے نام یہہ خط لکہے گئے ہین پولوس رسول کے زمانہ کی نسبت
بہت ہی بگڑا ہوا تہا اور خداوند مسیح کی وہ بات [illegible] مین پوری ہونی لگی تہی جو کہ متی ۲۴ باب کی
۱۲ آیت مین پائی جاتی ہے کہ بد راستی کے پہیلنے کے سبب اکثرون کی محبت [illegible]

خطوں میں سے جو خط کہ افسس کے کلیسیا کے نام لکھا گیا اس میں خداوند نے یہہ فرمایا ہے کہ تو نے اپنی
پہلی محبت کو چھوڑ دیا۔ لیکن پولوس رسول کے اُس وعظ سے جو کہ افسس کے بزرگوں کے روبرو کیا جس کا
مذکور اعمال کی کتاب ۲۰ باب میں ہوا ہے یہہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اُس وقت افسس کی کلیسیا کا
حال ہرگز بگڑا نہ تھا اگرچہ اُس وقت یہہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ انکا ایسا حال جلد نہ ہونے والا تھا پھر رسول
[illegible]

[illegible]

لکھتا ہے [illegible] ایمان [illegible] محبت کو [illegible] شکرگذار ہوں ٭

پھر کلسیون کے خط کے ۲ باب کی ۳ آیت میں بھی کلسیون کا حال ویسا ہی بتلایا گیا ہے جیسا
افسیون کے خط میں مذکور ہوا اور پھر اسی خط کے ۲ باب کی ۵ آیت میں انکی ترتیبی حالت اور مسیح پر مضبوط
ایمان رکھنے کا ذکر ہوا ہے ٭

یہہ گمان غالب ہوتا ہے کہ لاؤدیقیا کی کلیسیا کے حال میں کلسّا کے حال سے بہت فرق ہوگا کیونکہ اول
تو لاؤدیقیا کلسا کے بہت قریب تھا اور دوسرے پولوس رسول کلسیوں کو حکم یہہ فرماتے اور اجازت دیتے ہیں کہ
یہہ خط لاؤدیقیا کے کلیسیا میں بھی سنایا جاوے اور انکا خط خود بھی پڑھو پس اس امر سے ان دونوں کلیسیاؤں کی یکجہتی
اور نیکبختی دونوں بخوبی عیاں و آشکارا ہیں لیکن مکاشفہ کے صحیفہ کی تصنیف کے وقت لاؤدیقیا کی کلیسیا کا
حال متغیر ہو گیا تھا اور یہہ لاؤدیقیا کے خط سے صاف ظاہر ہے۔ پس ان دونوں متذکرہ بالا وقتوں کے اوقات
سے یہہ نتیجہ آسانی نکلتا ہے کہ مکاشفہ کے صحیفہ کی تصنیف کے وقت تک وہاں کے مسیحیوں کی ایک نئی
پشت ہو گئی ہوگی اور اُس کلیسیا کا حال بنی اسرائیل کے اُس پشت کے حال سے مشابہ ہو گیا ہوگا کہ
جس نے اگلی پشت کے لوگوں اور بزرگوں اور یہوشوع کے گذر جانے کے بعد خداوند کو بھلا دیا (قضاۃ
۲ باب ۷ و ۱۰ آیات) پس اگر ہم بیرونی شہادتوں کے موافق یہہ بات مان لیں کہ یہہ صحیفہ دومتیان
شاہ روم کی اخیر سلطنت میں اور پولوس کے خطوں کے لکھے جانے کے ۳۰ برس بعد تصنیف
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مسیحیون کو ستاتے تھے اور اس سے مسیحیون کے لئے یہہ بڑا اندیشہ تھا کہ مبادا وہ مسیحی دین کو چھوڑ کر یہودیون مین شامل ہو جائیں ویسا ہی مکاشفات کی تصنیف کی وقت تک غیر مذہب والی مسیحیون کو ستانے لگے تھے ۔

جن غلطیون کا سامہنا پولوس رسول اپنے خطون مین کرتا ہے وہ اکثر یہودیون کی طرف سے پیدا ہوئی تھین چنانچہ اسکا ذکر گلطیاؤں کے خط کے ۲ باب کے ۱۷ اور ۱۸ آیتون مین ہوا ہے گو اتنا [illegible] [illegible] [illegible] اسکی بنیاد دیر لگی تھی اور مقدس پطرس کی وفات کیوقت کچھہ زیادہ ہوئی تھی جیسا کہ پطرس کے ۲ خط کو ۲ باب سے ظاہر ہے اسی خط کے ۳ باب سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ اس خرابی کا یہہ سبب تھا کہ مسیحی لوگ مسیح کی دوسری آمد کی امید چھوڑنے لگے تھے اور اغلب ہے کہ یہہ خیال غیر مذہب لوگ کے ستانے کے سبب سے پیدا ہوا یہوداہ کے خط کی تصنیف کے وقت تک یہہ خرابی اور زیادہ بڑھ گئی تھی گو اپنے خط کی چوتھی آیت مین اتنا ہی لکھتا ہے کہ بعض خراب لوگ کلیسیا مین چھپ کر گھس آئے تھے ۔

پس ان مذکورہ بالا بیانون سے یہہ عیان ہے کہ غیر مذہب کا وہ علاقہ جسکا ذکر اس صحیفہ مین ہوا ہے کہ وہ کلیسیا پر زبردستی کرتے تھے نہ تو پولوس رسول نہ پطرس رسول اور نہ یہوداہ کے وقت تک تھا بلکہ اُس وقت صرف اُس کا شروع تھا پر ان مقدسون کے بعد اُنکو یہہ زور حاصل ہوا ۔ غرض کہ اس سے بھی یہہ قرینہ نکلتا ہے اور یہہ بات درست آتی ہے کہ لوگون کی عام رائی کے مطابق یہہ صحیفہ شاید ۹۶ عیسوی مین تصنیف ہوا ۔

دوسرا ثبوت مکاشفات کی کتاب کے پہلے باب کی ۹ آیت سے یہہ ظاہر ہے کہ یوحنا رسول پتموس ٹاپو مین تھا یہہ ٹاپو بہت چھوٹا ہے اور اسکی وسعت کل [illegible] میل ہے اور اُسمین پہاڑ [illegible] بہت ہوتی ہے بعض کا یہہ گمان ہے کہ رسول وہان انجیل سنانے گیا اور اپنی خوشی سے وہان رہا یہہ بات درست معلوم نہیں ہوتی [illegible] [illegible] [illegible]

بھیجا گیا اور یہودی وہان رہا۔ مگر اس بات کا بھی کہین پتا نہین ملتا ہے کہ دومتیان شاہ روم
سے پیشتر کبھی کوئی مسیحی اسیر کر کے یون جلاوطن کیا گیا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ رسول اسی بادشاہ کے
حکم سے اسیر ہو کے پتموس ٹاپو مین بھیجا گیا ◆

پھر اگر یوحنا ۲۱ باب ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ آیت پر ملاحظہ کیا جائے جہان کہا ہے کہ خداوند
نے کہا کہ یوحنا پطرس کی طرح باندھ کے مارا نہ جائیگا تو اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یوحنا
باندھ کے مارا نہین گیا بلکہ پتموس مین قید رہا ◆

تیسرا ثبوت ۔ مکاشفات کی کتاب کے مطالعہ کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ
اسکی تصنیف کیوقت غیر مذہب والے بادشاہتون کے لوگ کلیسیا کی سخت مخالفت کرنے
لگے تھے اور تواریخ سے یہہ بات ظاہر ہے کہ شاہ روم دومتیان سے پیشتر نیرو بادشاہ نے
مسیحیون کو ستانا شروع کر دیا تھا۔ البتہ ان دونون بادشاہون کی ایذا رسانی کے سببون مین
بہت کچھہ فرق تھا نیرو بادشاہ نے اول صرف شہر روما ہی مین مسیحیون کو قتل کیا دوسرے
اُس نے مسیحیون کو صرف قتل کیا پر کبھی کسی کو اسیر کر کے کہین نہین بھیجا تیسرے یہہ کہ نیرو نے
مسیحیون کو مسیحی ہونیکے سبب سے قتل نہین کیا بلکہ محض اس سبب سے کہ ان دنون یہہ افواہ عام
ہو گئی تھی کہ مسیحیون ہی نے پہلے شہر روما مین آگ لگائی تھی چنانچہ ان سببون سے یہہ
راے نادرست معلوم ہوتی ہے کہ یوحنا رسول نیرو بادشاہ کی سلطنت کے عہد مین اسیر
ہو کے پتموس ٹاپو مین بھیجا گیا ہو پر دومتیان بادشاہ نے مسیحیون کو دو ہی سبب سے ستایا
پہلا سبب یہہ تھا کہ غیر مذہب والے اس بات سے بخوبی آگاہ ہو گئے تھے کہ مسیحی مذہب پہیلتا
جاتی [illegible] اگر [illegible] غلبہ ہوگا تو ہم لوگ بالکل نیست و نابود ہو جاوینگے [illegible]
ساری بادشاہت کے کل مسیحیون کو ستانا شروع کر دیا۔ دوسرا سبب یہہ تھا کہ رومی بادشاہون
مین سے اول دومتیان نے اپنے تئین خدا کہا اور اسکی یہہ خواہش تھی کہ لوگ مجھے خدا کہین
یہان تک کہ اپنے فرمانون کے شروع مین یہہ لکھا کرتا تھا کہ خداوند خدا یون فرماتا ہے اور
اور یہہ حکم جاری کر دیا تھا کہ لوگ مجھہ کو اپنی تحریرون مین اسی طور پر خطاب کیا کرین اور خدا
کی سی [illegible] اپنی مورتین [illegible] مندرون کی مخصوص جگہون مین نصب کرواتا تھا اور حکم تھا

سبب اُنکو سمجھہ کر یہ لیکن مسیحی اِس حکم کو کب مانسکتے تھے چنانچہ اُنکا ستایا جانا امر ضروری سمجھا گیا
اور اِس ظلم کی کئی مثالین ہنوز تواریخون مین موجود ہین چنانچہ لکھا ہے کہ شاہنشاہ دومتیان
نے کلیمنٹ نامے ایک شخص کو جو کہ بادشاہ کا چچا یا ماموں تھا قتل کروا ڈالا اور اُسکی بیوی فلاویا ڈومیتلا
کو جو شاہنشاہ کے رشتہ دارون مین سے تھی اسیر کر کے ایک ٹاپو مین بھیجدیا مورخ لکھتا ہے
کہ اِن دونون کو اِس بیدینی کے سبب یہہ سزا ملی کہ اُن دونون نے یہودی دستورات کی پیروی کی
کیونکہ اِس بادشاہ کے زمانہ مین یہودی نہایت ہی ذلیل اور حقیر سمجھے جاتے تھے اور اِسلئے ممکن
نہ تھا کہ کوئی رومی امیر یہودی ہو جائے روے مورخ اُسوقت تک مسیحیون کو یہودیون کا ایک
ایک فرقہ سمجھتے تھے اِسلئے ہو سکتا ہے کہ مورخ اُن دونون کو بھی یہودی کہین پھر بھی مورخ
کلیمنٹ کو ایک کاہل اور سست آدمی کہتا ہے اور اُن دونون غیر مذہب والے مسیحیون کو کاہل اور سست
کہتے تھے اِس لئے کہ وہ دنیا سے الگ اور پرے رہتے تھے۔ پھر اُسی مقام پر مورخ نے ایک اور آدمی
کا ذکر کیا ہے کہ اُسنے شاہنشاہ کو خداوند خدا کہکے خوش کیا اِس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مورخ کا
لفظ بیدینی سے کیا مطلب تھا یعنے شاہنشاہ کو خداوند خدا کہنے سے انکار کرنا۔ پس اِن باتون
سے ثابت ہے کہ کلیمنٹ مسیحی ہونے کے سبب سے قتل ہوا اور اُسکی بیوی اسیر ہو گئی اور یوحنا رسول
بھی صرف مسیحی مذہب کے سبب سے بحکم شاہنشاہ دومتیان اسیر کر کے پتموس ٹاپو مین بھیجدیا گیا
لیکن معترض کہہ سکتا ہے کہ دومتیان کے پہلے تو نہین پر شاید اُسکے بعد کسی اور بادشاہ نے یوحنا
رسول کو اسیر کر کے اُس ٹاپو مین بھیجدیا ہو تو عجب نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ تاریخ سے یہہ بات
بھی مسلم الثبوت ہے کہ دومتیان کی بادشاہت کے آخری سال مین تو بہت مسیحی قتل کئے گئے لیکن یہہ
بھی ظاہر ہے کہ اُسکی وفات ہی سے مسیحیونکا ستایا جانا بھی موقوف ہو گیا ✦

چوتھا ثبوت۔ مکاشفات کی کتاب سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایشیا کی کلیسیا مین
یوحنا رسول کو اپنا ایک خاص بزرگ سمجھتی تھین تو اب دیکھنا چاہیے کہ ایسا خاص علاقہ کب ہو وے
آیا پولوس رسول کے زمانہ مین کہین اِس باتکا ذکر بھی نہین ہوا کہ یوحنا رسول پولوس کے جیتے جی مین [حیات مین]
بھی وہان گیا ہو بلکہ یہہ ممکن بھی نہین معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا نے پولوس کی زندگی مین اُسکے کام مین
لیاقت پر دخل دیا ہو تو ضرور ہے کہ یہہ علاقہ پولوس رسول کی وفات کے بعد پیدا ہوا [illegible]

صرف چند روز کا کام نہیں ہے بلکہ ضرور ہے کہ انہیں بہت عرصہ لگا ہو پس یوحنا کا عمل
شاہنشاہ نیرو کی سلطنت کی آخری برس مین یعنے قریباً ۶۶ [illegible] ۷۰ کے درمیان مین شروع
ہوا سو اگر بموجب روایت کے مکاشفہ کی تصنیف کا وقت ۹۵ یا ۹۶ء قرار دین تو اتنی کلیسیاؤن
کے ساتھہ اسطرح کا علاقہ پیدا ہونے کے لئے کچھہ بہت مدت نہوگی ۔

پانچوان ثبوت ۔ مکاشفات کی کتاب [illegible] بہت [illegible] بلکہ
[illegible] ہیکل کے نام سے نامزد ہوئی [illegible] اگر یروشلیم و ہیکل ابھی اپنی اصلی حالت
مین موجود ہوتین تو ایسا ذکر کرنا بالکل بیفائدہ ہوتا بلکہ حزقیل نبی کی رویت کے مطابق نئی یروشلیم اور ہیکل کی
رویت نبی کو اُسی وقت دکھلائی گئی کہ جب یروشلیم اور ہیکل کی بربادی کا بیان ہو چکا ۔ دیکھو حزقیل نبی
کی کتاب کا ۴۰ باب ۔

چھٹا ثبوت ۔ ہماری مرقس کی آخری پیش خبری سے یہہ معلوم نہین ہوا تھا کہ خداوند
کی دوسری آمد کتنی مدت کے بعد ہوگی بلکہ اُسکا ذکر یروشلیم کی بربادی کے ساتھہ ساتھہ ملا ہوا تھا کہ
کہ خود رسول بھی بخوبی نہ جان سکتے تھے کہ آیا خداوند ہمارے ہی وقت مین آئیگا یا نہین لیکن جب یروشلیم برباد
ہو چکا تو کلیسیا پر یہہ بات بخوبی آشکارا ہو گئی ہوگی کہ دنیا کا خاتمہ بڑی مدت کے بعد آنیوالا ہے اور اسکا صاف
ذکر مکاشفات کی کتاب مین ہوا ہے پس ثابت ہے کہ یہہ صحیفہ یروشلیم کی بربادی کے بعد تصنیف ہوا ۔

اِس صحیفہ کی تقسیم

پہلے باب کی تین آئتین اس صحیفہ کا دیباچہ ہین ۔ پہلے باب کی چوتھی آیت سے تیسرے
باب کے آخر تک خطوط ہین جو ایشیا کی سات کلیسیاؤن کے نام پر لکھی گئی ہے [illegible] کتاب کے
آخر تک کل ایک ہی حصہ تصور ہو سکتا ہے اور اس بڑے حصہ مین خصوصاً پیش خبریان ہین [illegible] اس حصہ
کے متعلق کئے اور حصے متصور ہین ۔ **اوّل حصہ** ۴ باب ہے جو اس کل بڑے حصہ کا دیباچہ ہے
دوسرا حصہ ۵ باب کی پہلی آیت سے ۸ باب کی پہلی آیت تک ہے جسمین سات مہرون کے
ہونیکا بیان ہے لیکن ۷ باب اس حصہ مین ایک بڑا جملہ معترضہ ہے **تیسرا حصہ** ۸ باب کی پہلے
[illegible]
[illegible] **چوتھا حصہ** [illegible]

[illegible] حصّہ میں ۱۵-۱۰ [illegible]
جنمین ساتھ پیالون کلیسیا کے دشمنون پر انڈیلی جانیکا بیان ہوا ہے چھٹے حصّہ میں ۱۷ باب کی ۱۹
ایت سے ۲۰ باب کے آخر تک ہے جنمین کلیسیا کے تینون دشمنون کی آخری ہلاکت کا بیان ہوا ہے ساتوین
حصّہ میں ۲۱ اور ۲۲ باب ہین جن مین کلیسیا کے ابدی جلال کا بیان ہے +

پہلا باب

۱) ایت- اکثر لوگ تو اس کتاب کو یوحنا کا مکاشفہ کہتے ہین لیکن یوحنا خود اسکو اپنا مکاشفہ نہین
کہتا ہے بلکہ یسوع مسیح کا مکاشفہ کہتا ہے اور یہہ بات تو فی الحقیقت سچ ہے (یسوع مسیح کا مکاشفہ
اسکا مطلب ہے وہ مکاشفہ جو مسیح کیطرف سے ظاہر کیا گیا- نہ کہ جو یسوع مسیح کی نسبت یا اسکی بابت ظاہر
کیا گیا- ان لفظون کا ٹھیک یہی استعمال گلاتیونکو ۱ باب ۱۲- آیت مین ہوا ہے- پولوس فرماتا ہے کہ یہہ انجیل مجھکو یسوع
مسیح کے مکاشفہ کے وسیلہ سے ملی- یعنے اُس مکاشفہ کے وسیلہ سے جو یسوع مسیح نے مجھپر ظاہر کیا +
یونانی مین جو لفظ مکاشفہ کے لئے آیا وہ پیشتر اُسمین نہ تھا- اسکی ایجاد مسیحیون ہی سے ہوئی- کیونکہ اور مذہبون
مین تو کشف ہوتا ہے نہین تھا وہان تو سب کچھہ بھید اور تاریکی مین مبتلا تھا +
جسکو خدا نے اُسے دیا) یہہ اُس بات کے موافق ہے جو مسیح نے بار بار جبکہ وہ اس دنیا مین تھا کہی
تھی کہ جو کچھہ مین کہتا ہون وہ میرا کلام نہین بلکہ میرے باپ کا کلام ہے- سو وہ مقام جو سب سے زیادہ اس سے ملتا
ہو وہ یوحنا ۷ باب ۸- آیت ہے +
دکھانے کے لئے) اس لئے کہ اس کتاب مین اکثر باتین رویت کی ہین جنکا دکھانا ضرور ہے +
اُسکے بندونکو) یہان اسکا خاص مطلب نبی اور ملہم لوگون سے ہے جیسے پرانے عہدنامہ مین
نبی بندے کہلاتے ہین +
وہ باتین جو جلد ہونیوالی ہین) اسکے دو مطلب ہین پہلا یہ کہ وہ سب کچھہ جسکی [illegible]
[illegible] ہونیوالا ہے- خدا کے سامنے بہت جلد ہونیوالا تھا گو ہماری نظرون مین [illegible]

ہے خلاصہ اس کتاب کا خاص مضمون یہہ ہے کہ خدا اپنی کلیسیا کو دکھ اور درد میں سے ہر زمانہ میں یہہ مخلصی پوری
طور سے مسیح کی دوسری آمد اور مردوں کی جی اٹھنے کے وقت پوری ہونے والی تھی مگر اب بھی ہر زمانہ میں تمام طور پر
یہہ مخلصی تھوڑی تھوڑی ہوتی جاتی ہے بار بار یہہ بات پوری ہوتی ہے کہ مسیح آتا ہے اور اپنی کلیسیا کو مخلصی دیتا
ہے جیسا کہ یروشلم کی بربادی کے وسیلہ خدا نے اپنی کلیسیا کو مخلصی دی ◆

اس قسم کی مخلصی دینے میں خدا اتنی بھی دیر نہیں کرتا ہے جتنی قیامت کی بابت [illegible] ہے۔ اصلی کلیسیا کو
جاننا چاہئے کہ جب کبھی وہ ستائی جاتے ہے تو خدا اسکو ضرور [illegible] گو اسکی حق میں یوں کہا گیا ہے
(جلد) لوقا ۱۸ باب ۱ سے ۸ آیت تک کا مضمون اس کتاب [illegible] ہے چنانچہ اسی طرح
کتاب میں اس مقام کا لحاظ رکھنا ضرور ہے۔ خصوصاً وہ آیات میں اس کتاب کا خلاصہ ہے یعنی (جلد
انتقام لیگا) اور اسکی ضرورت یسعیاہ ۴۵ باب ۲۷ آیت میں پائی جاتی ہے ◆

(اپنے فرشتہ کی وسیلہ آگاہی) اس فرشتہ کا ذکر پہلے ۱۸ بابوں میں مطلق نہیں معلوم ہوتا ہے کہ
اس فرشتہ کا کام یہہ تہا کہ یوحنا کو الہامی حالت میں رکھے تاکہ وہ ان باتوں کا مطلب سمجہا دے جنہیں وہ دیکہتا تہا لیکن
۱۷ باب سے آخر تک وہ بار بار نظر آتا ہے تاکہ یوحنا کو ان باتوں کا مطلب سمجہا وے جنہیں
وہ دیکہتا تہا اسیطرح کا کام جبرائیل دانیال کے ساتھ کرتا تہا اور اسیطرح ذکریا کو بھی ایک فرشتہ نظر آتا
ہے جسکو وہ اپنا ساتھی فرشتہ کہتا ہے (اپنے بندہ یوحنا کو) پیشتر مذکور ہوا کہ مسیح کو مکاشفہ
ہوا تہا تاکہ عموماً اپنے بندوں پر ظاہر کرے مگر مسیح نے اسکو اپنے بندہ یوحنا پر خصوصاً کہولدیا کہ وہ
سکے اور بندوں پر اسکو ظاہر کرے۔ کیا سبب ہے کہ رسول یہاں اپنا نام لیتا ہے کیونکہ اپنی اور خطوں
میں تو اپنے میں نہیں لیا اسکا سبب یہہ ہے کہ تواریخ کی سچائی انکے ہم عصروں سے ثابت ہوتی ہے مگر نبی کی باتوں
سچائی صرف اسی پر اور اسکی کتاب پر موقوف ہے اسلئے ضرور تہا کہ اس کتاب میں یوحنا اپنا نام بتلا دے
پرانے عہدنامہ میں بہی یہی قاعدہ جاری ہے کہ تواریخ میں انکے نویسندوں کا نام نہیں مگر نبوت کی کتاب
میں ہر ایک نبی اپنا نام لکہتا ہے ◆

۲ (جسنے گواہی دی) یوحنا نے اپنے کو آپ برابر گواہ کہا ہے اور اس لفظ کا استعمال انجیل
میں بہت سا ہے اگرچہ یہہ لفظ (گواہی دی) زمانہ ماضی میں ہے مگر اسکا مطلب اسی کتاب سے
ہے۔ کیا اس میں مستعمل ہے گواہی دی میں اسکا سبب یہہ ہے کہ یونانی لکھنے والوں کا یہہ دستور تہا کہ اپنی تحریر

کے وقت کو ماضی مین بیان کرتے تھے کیونکہ پیشینگوئی کے وقت کی بہ نسبت انکا وقت ماضی ہوتا تہا (یسوع مسیح کی گواہی پر) یعنے یسوع مسیح نے یوحنا کے سامہنے ان باتون کی جو اس کتاب مین ذکر ہین گواہی دی اور یوحنا رسول نے اس گواہی پر گواہی دی کہ یہہ راست اور برحق ہے ✚

(جو کچہہ یا جتنا دیکہا) چونکہ رسول نے گواہی کا ذکر کیا اب اسکے ثبوت کے لئے اسکا ذکر ہے کرتا ہے کہ جو کچہہ یا جتنا دیکہا ۹۹ جیسا کہ اُس نے اپنی انجیل مین اُن باتون [illegible] دی جو انہون [illegible]

[illegible]

[illegible] مستعمل مین لاتا ہے

اسکے برعکس ۲۲ باب ۱۸ و ۱۹ آیت مین اس شخص کی لعنت کا ذکر ہے جو اسکو بد استعمال مین لاتا ہے ۔

(جو سنتے ہین) یہہ جماعت کے لوگ ہونگے جبکہ وہ پڑہا جاتا ہے تو وہ سنتے ہین ۔ اور اس سے یہہ بہی نکلتا ہے کہ عام جماعت مین اس کتاب کا پڑہا جائے ۔ کہ جیسا اگلے دنون کو اسکا برملا پڑہا جانا اچہا نہ لگا ۔ کیونکہ دشتو مین اہی سے یہہ نکلتا ہے کہ نہ صرف دل مین پڑہے بلکہ ایسا کہ اور بہی سُن سکین ۲۲ باب ۱۸ آیت مین اسکے سننے والون کا ذکر ہے ✚

(اس نبوّت کی باتون) یہان یہہ کتاب نبوت کہلاتی ہے اسکا سبب یہہ ہے کہ اس کتاب کی خصوصیت ہے کہ اسمین تمام بائبل مین سے کوئی مقام نقل نہین ہوا گو اشارہ ہوا اسیطرح پرانے عہد نامہ کی نبیون کی کتابون مین توریت کی طرف اشارہ تو ہے کوئی آیت اُن مین نقل نہین کی گئی کیونکہ نبوت کا الہام سب سے اعلیٰ درجہ کا الہام ہے انجیلون و خطون کے لکہنے کی لئے الہام کی متعدد ہدایتین درکار تہی کہ کیونکر کسی غلطی نہ ہونے پاوے لیکن نبوت کا الہام ایسا نہین تہا اس مین کیفیت الہامی کے سبب سے خود ہوجاتا تہا اسلئے جیکہ موقعہ ہو کہ یاد کرکے اور سوچ سوچ کر لکہا جاتا تو مناسب ہے کہ پہلی کتابون مین سے کچہہ نقل کیا جاتا مگر نبوت کا الہام تو ایسا نہین تہا کہ اوس مین نقل ہی نہین ہوسکتی ✚

(حفاظت کرتے ہین) اس پر نہایت زور ہے ۲۲ باب ۷ آیت مین بہی مذکور ہے کہ مبارک وہ جو حفاظت کرتا ہے کیونکہ (وقت نزدیک ہی) یعنے وہ وقت جسکی طرف اس نبوت مین خاص اشارہ ہے ۔ اسلئے جو اسکے حفاظت کرتے ہین انکے اجر کا روز جو اس سے غافل رہتے ہین انکی سزا کا وقت نزدیک ہی ہے ۔ آیت ۳ آیت تک پہلا حصہ کا دیباچہ ہے ✚

(۴) سات کلیسیاؤنکو (اس سے بہی ایک معقول ثبوت نکلتا ہے کہ یہہ کتاب یوحنا رسول کی لکہی

کیونکہ ممکن نہ تہا کہ یہہ سات کلیسیائین کسی غیر شخص سے ان خطون کے مضامین کو قبول کر سکیں زیادہ تر اسلئے
کہ ان خطون مین اکثر ایسی سخت ملامت ہی کہ بغیر رسول کے ہمکا کسی غیر شخص کی طرف سی بہیجا جانا [illegible]
تہا غرض ضرور تہا کہ ایسے خطوط [illegible] با اختیار رسول کیجانب سی کلیسیاؤن کو لکہے جاتے [illegible]
انکو لکہتا تو ضرور تہا کہ اپنا کچہہ حال [illegible] مگر چونکہ یہہ نام ایسا عام اور مشہور [illegible]
شخص کو سب لوگ اسی نام سے بخوبی پہچانتے ہین [illegible] یوحنا رسول کے سوا اور کوئی شخص ایسا نہین تہا کہ
جسکو وے کلیسیائین سمجہ لی جانتی تہین اور اسمین تو کچہہ شک نہین ہے کہ یوحنا رسول ایکخاص علاقہ ایشیا
کے کلیسیائیون سی رکہتا تہا اسلئے (جب کہ یہہ خط انہین کلیسیاؤن کو لکہے گئے جو کہ اپنے ایسے معزز رسول کو چہوڑکر
اور کسی سے ایسی باتین قبول نہ کر سکتی تہین) تو یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ خطوط یوحنا رسول سے لکہے گئے۔ البتہ اگر
اور کلیسیاؤن کے پاس یہہ خطوط بہیجے جاتے تو ممکن ہوتا کہ کوئی اور یوحنا انکو لکہتا لیکن چونکہ ایشیا کی کلیسیاؤن
کو لکہے گئے اسلئے لازم آتا ہے کہ یوحنا رسول ہی نے انکو لکہا ❖

اب یہہ شک پیش آتا ہے کہ ایشیا مین تو ان سات کلیسیاؤن کے سوا اور بہت سی کلیسیائین تہین مثلاً
کلسا۔ ہیراپولی۔ تہرلی۔ مگنیشیا۔ ٹیلط۔ وغیرہ معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا رسول کسی نہ کسی طرح سی انہین
سات کلیسیاؤن سی خاص علاقہ رکہتا تہا اور خاص انکا ہی سردار اسقف تہا ❖

ترتلیان یہہ شہادت دیتا ہے کہ ایشیا مین ایسی کلیسیائین تہین جو مگر یوحنا رسول کے بچی کہلاتی تہین ❖

نئے عہدنامہ مین کل ۲۱ خطوط ہین جن سے ۱۴ پولوس رسول نے اور سات یعقوب کا خط اور پطرس
کے دو خط اور یوحنا رسول کے تین خط اور یہوداہ کا خط ہین۔ اور باقی جو سات یہہ ہین جو یوحنا رسول
کی معرفت بہیجے گئے ہین۔ اور وہ ہین کے معلم چند روز کے بعد اس کتاب کا ذکر کرتے ہین ❖

یوحنا رسول کا سلام پولوس رسول کے سلام سے بہت ملتا ہے اور یہہ کچہہ تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ
رسول ان کلیسیاؤن کو یہہ خط لکہتا ہے جنہون نے پولوس رسول سے تعلیم پائی تہی ❖

(جو ہی اور جو تہا اور آنیوالا ہی) ان تینون صفات سی ستائی ہوئی کلیسیاؤن کو بڑی تسلی ملتی ہے
کہ اگرچہ کل دنیا کے لوگون سی ستائی جاتی ہے اور دکہہ پاتی ہے مگر اسکا چہوڑانیوالا ہے اور نہ صرف
ہے بلکہ وہ تہا ہی اور اسی نے گذشتہ زمانہ مین اسکی رہائی کا بندوبست کیا اور مادسکو رہائی دینی
اور بعد آنیوالا ہے یعنی اسکی رہائی [illegible] ظاہر ہوگا ❖

(اور سات روحون سی) ان سات روحون کا مطلب ہے روح القدس کیونکہ ان روحون کا تذکرہ باپ
ہے اوسکے جو ہے اور تہا اور آنیوالا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی مخلوق شے نہین ہے سب
مران سات خطون کے خاتمہ مین ایک ہی روح کا ذکر ہے - پس یہان روح القدس کے اس علاقہ کا کچھ
ذکر نہین ہے جو وہ باپ اور بیٹے سے رکہتا ہے ورنہ ضرور یہان واحد ہوتا مگر یہان روح القدس کے
نامون کا ذکر ہے چونکہ روح کے بہت سے کام ہین اور بے نہایت تاثیرات کی اُس مین جمعیت ہی اسلئے یہان
جمع کرکے مذکور ہوا - یہہ بہی کلیسیا کے لئے بڑی تسلی کا باعث ہی کہ وہ روح جو کلیسیا کے کامون کو انجام
دیتی ہے اور کلیسیا کے دشمنون کی بڑی جماعت کا مقابلہ کرتی ہے - وہ واحد او تنہا نہین ہے بلکہ بہت
سے تاثیرات کا اُس مین اجتماع ہے - اسلئے ہر وقت اور کہین کلیسیا کی ضروریات کے رفع کرنے کے لئے
وہ وافی و کافی ہے مگر سات کیون ؟ پہلا جواب تو یہہ ہو کہ سات کلیسیاؤن کو یہہ کتاب لکہی گئی مگر خصوصاً
یہہ کہ بائبل مین سات کاملیت کا نشان ہے اس مین اشارہ ہے ذکریاہ ۴ باب ۱۰ آیت کی طرف
جہان خدا کی سات آنکہون کا ذکر ہے اور ۴ باب ۶ آیت مین خدا کی روح کا ذکر ہے یعنے وہ سات آنکہین
اور خدا کی روح ایک ہی ہے اور اُنکے سیر کرنیکا سبب ۲ تواریخ ۱۶ باب ۹ آیت مین مذکور ہے کہ خدا کی
آنکہین اسلئے دوڑتی پہرتی ہین کہ اپنے متوکلون کی مدد کرین ؁

(۵) (اور یسوع مسیح سی جو ایماندار اور سچا گواہ ہی) اگرچہ یہہ صفت ادنیٰ تو معلوم ہوتی
ہے مگر خود مسیح اس صفت کو نسبتاً پسند کرتا تہا - جیسا پلاطس کو سامنے کہا کہ مین اسلئے آیا کہ حق پر گواہی
دون یوحنا ۱۸ باب ۳۷ آیت اور یوحنا ۳ باب ۱۱ آیت مین نیقودیمس سے کہا کہ جو کچھ ہم نے دیکہا اور جانا
اس پر گواہی دیتے ہین اسکی اصل جگہ یسعیاہ ۵۵ باب ۴ آیت ہے اسمین گواہ اور رہنما اور فرمانروا وغیرہ
مذکور ہوئے ہین جیسا خود مسیح نے کہا کہ مین گواہ بہی ہون اور بادشاہ بہی ہون اور بیان ہی شاہ کا
سرزمین کا سر کہا ہے جسکی اصل جگہ ۸۹ زبور کی ۲۷ آیت ہے جو داؤد کی نسل کی بابت کہا گیا مگر اسکی
اصل کا پہل مسیح تہا - مُردون مین پہلوٹہا جیسے کلسیے ۱ باب ۱۸ آیت مین مذکور ہے ؁

ان تین مذکورہ بالا باتون سے یہہ تسلی ملتی ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا اسپر کامل یقین اور بہروسہ کیساتھ
ایمان لا سکتے ہین کیونکہ وہ سچا گواہ ہے جو کبہی بیوفا نہین ہو سکتا پہر یہہ کہ کلیسیا کہین ہو [illegible]
مین کسقدر [illegible] اسکے ساتہ [illegible] مُردون [illegible]

ہی سخت مقابلہ کیون کرین اور ستاوین پر اُسکو کچہ خطرہ نہین ہے کیونکہ اُسکا بادشاہ تمام شاہان زمین
کا سردار ہے +

(جسنے ہمین پیار کیا تھا) اور اب تک بھی ہمکو پیار کرتا ہے اور محفوظ رکہتا ہی پس اگر ہم نا امید ہوین
تو یہ اسکی محبت پر شک کرنا ہے۔ کیون نا اُمید ہووین یا شک لاوین کیا وہ انکو چہوڑیگا جنکو اُسنے
اپنے [illegible] اپنا [illegible] ہے +

(۶) (ہمکو بادشاہ اور کاہن [illegible] بنایا تھا) یعنی ہمکو اپنے خدا اور باپ کے لئے
بادشاہ اور کاہن بنایا۔ اصل مین یہی عبارت ہے اسبات کی کہ ہمکو تشفی بہت ہی کہ پہر اگر ہم اپنے پر
نظر کرین تو شک لا سکتے ہین۔ مگر چونکہ وہ سچا گواہ ہے اسلئے ہم اِس ہماری بات کو بہی اپنے حق مین
سچ مان سکتے ہین اور ایسے جلال اور بزرگی کی امید مین خوش ہو سکتے ہین پہر اِس بادشاہت اور
کہانت کے دو وجہ ہین +

(اوّل) تو اب ہم کاہن اور بادشاہ ہین +

(دوم) ہم پوری طور سے اُس جلال مین بہی ہونگے بشرطیکہ اسکے انتظار مین قایم رہین +

(۷) (دیکہو وہ بادلون کے ساتھ الخ) جیسا کہ متی ۲۴ باب ۳۰ آیت اور دانیال ۷ باب ۱۳ آیت اور
ذکریا ۱۲ باب ۱۰ آیت مین ذکر ہوا دانیال مین اِسی بات کی پیشین گوئی کی گئی جسکا ذکر یہان یوحنا بہی بیان
کرتا ہی یعنے مسیح کی دوسری آمد کی پیشین گوئی مگر ذکریا ۱۲ باب ۱۰ آیت کی پیشین گوئی مسیح کی دونون
آمدون کی بابت ہی جیسا کہ خود یوحنا نے ۱۹ باب ۳۷ آیت مین ذکر کیا کہ مسیح کی موت سے ذکریا کی یہ پیشین
گوئی پوری ہوئی۔ چنانچہ لوقا ۲۳ باب ۴۸ آیت مین کہا ہے سب لوگ وغیرہ چہاتی پیٹتے پہرے اور جب
پطرس رسول نے یہودیون کو کہا کہ جسکو تم نے صلیب پر کہینچا وہ خدا کا مسیح ہے تو وہ دلون مین چہِد گئے
شرقت اور ہر زمانہ مین ایسی ہی توبہ شروع ہوتی ہے کہ جتنے اپنے گناہون سے خدا کے بیٹے کو چہیدا وغیرہ
ذکریا مین صرف اتنا مذکور ہے جسے انہون نے چہیدا مگر یوحنا کہتا ہی کہ ہر ایک آنکہ الخ انہین سے وہی بہی
سمجہے جنہون نے اوسے چہیدا۔ اور دوسرے یہی کہ تمام زمین کے قبیلے بہی کہ اگر وہ وہان نہ تہے تو ضرور چہیدنے مین
مزاج سے انکے چہیدنے مین شریک ہین سو سب قومین چہاتی پیٹین گی) اسکا مطلب یہ نہین ہی کہ سب
[illegible]

جیسا مذکور ہوا ✦

بادلون کے ساتھ (یہ) بادل اکثر غضب کا نشان ہین یعنے وہ غضب کے ساتھ منکرون پر آتا ہے چنانچہ [ز]بور مین مذکور ہے کہ خدا راستی ورزون کے لئے بادلون پر سوار ہو کر آیا پہر یسعیاہ ۱۹ باب ۱ آیت مین [و]یسا ہی ذکر [ہو]ا ہے ✦

[illegible] الفا و امیگا کا معنی [illegible] وہ مین تہا وہی آخر مین ہی ہون یعنے لاتبدیل [illegible] ہے یعنے آج کا کہ اگر یہہ وہ غائب [illegible] تو بھی وجود ہے [illegible] جیسے تک [illegible] مین [illegible] تیرے [illegible] امید رکہو نہ ہے اُنکا ہونے پر [illegible] کہتا ہون کہ تو [illegible] ✦

۹ وین آیت سے ۲۰ - آیت تک کا خلاصہ

ان مین مسیح اپنے تئین یوحنا پر ظاہر کرتا ہے اور جب کہ اُن خطون مین ناامیدون کو ڈراتا اور اُسوقت اور مضطرب لوگون کو دلاسا دینا مذکور ہے ویسا ہی ان آیات مین بہی ذکر ہوا ہے ✦

(۹) مین یوحنا (رسول) کا یہہ کہنا دانیل نبی کے دستور کے موافق ہے چنانچہ دانیل بار بار کہتا ہے کہ مین دانیل الخ اور کسی نبی کا یہہ دستور نہین ہے - اور اپنے خطون مین تو رسول نے اپنے تئین اُنکا باپ اور استاد کہا مگر یہان اپنے تئین انکا بہائی کہتا ہے اسکا باعث یہہ ہوگا کہ یہہ صحیفہ محض او رکمل الہام سے لکہا گیا ہے - اور اس الہام مین کچہہ عقل کا دخل نہین ہے اسلئے اُسنے بہائی کہا - ماسوای اسکے بہائی کہنے سے شراکت زیادہ صراحتاً ظہور پاتی ہے جیسا کہ باپ مین نہین - رسول یہان تین نوع کی شراکت کا بیان کرتا ہے ✦

اول مسیح کی دکھون مین شراکت (دوم) اُسکی بادشاہت مین (سوم) اُسکی برداشت یعنے صبر مین شراکت ۱ ع ۲ باب ۲۲ - آیت مین بہی ایسا ہی مذکور ہوا - صبر کو تکلیف و مصیبت اور بادشاہت کے بعد بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ مصیبت کا پہل تو بادشاہت ہے جو سب ہی کو ملیگی مگر اُسکے حصول کے پیشتر صبر کا ذکر کہنا ضروری ہے - اور اگر صبر نکرین تو کچہہ بہی نہین ملنے کا - مسیح کی مصیبت کو کہہ کیا ہے کہ یہہ وہی ہے جسکا ذکر کلسیون کے ۱ باب ۲۴ - آیت مین آیا ہے کہ [illegible]

جو خود مسیح نے اُٹھائے اُسکے دُکھ ہین بلکہ کلیسیا کے دُکھ بہی مسیح کے دُکھ ہین کیونکہ مسیح کلیسیا کا سر ہے اور جو دُکھ کلیسیا پر آتے ہین اُنسے اُسکو دُکھ ہوتا ہے جیسا کہ ساؤل ستاتا تو کلیسیا کو تہا پر خداوند نے کہا تو مجہے کیون ستاتا ہے اور یہہ مسیح کے بدن یعنی کلیسیا کے دُکھ تب تک ہوتے رہینگے جب تک کہ خداوند پہر نہ آوے اور ہر ایک مسیحی آدمی [illegible] اسکے [illegible] خاص خادم تہا اسلئے وہ کلیسیون [illegible]

[illegible]

[illegible] مسیح کا دُکھ اُٹہاتی ہے تاکہ کمال تک پہونچے اور ویساہی بہی [illegible] صبر کرتی ہے جیسا کہ مسیح نے کیا کیونکہ کلیسیا اسکا بدن ہے

(میں اُس ٹاپو میں ہوا) یعنے نہ بہیجا گیا اور نہ پہنچایا گیا بلکہ خدا کی ایسی مرضی ہوئی کہ ایسی حالت میں میں وہان ہوا +

(پتموس) معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مشہور جگہہ نہ تہی کیونکہ پہلے تو رسول نے کہا کہ وہ ایک جزیرہ ہی اور ساتہہ ہی یہہ بہی کہا کہ وہ یہہ کہلاتا ہے یعنے غیر مشہور +

(خدا کی کلام اور یسوع مسیح کی گواہی کے سبب) دیکہو دوسری آیت کو +

(۱۰) (میں روح میں آگیا) روح میں آنے کا مطلب یہہ ہے کہ آدمی کی روح کے سامہنے دنیا کا ظاہری حال غائب ہوجائے گویا اُسکی آنکہہ اُسکی طرف سے بند ہوجاوے اور آسمانی باتون کا انکشاف اُسکی روح پر ہوجاوے اور اُسکی آنکہہ صرف انہین باتون کی طرف کہولی جاوے +

(خداوند کے دن) ایسا محاورہ اور کہین نہین ملتا ہے مگر ایک پرانی مشہور روایت متواتر چلی آتی ہے کہ اتوار کا دن خداوند کا دن کہلاتا ہے اور اسی باب مین مسیح کے جی اُٹہنے کا دو دفعہ ذکر ہے یعنے ۵ اور ۱۸ آیات مین جس کے سبب اور بہی زیادہ گمان غالب ہوتا ہے کہ وہی دن ہے یعنے اتوار مگر بعض سمجہتے ہین کہ نہ صرف عام اتوار بلکہ مسیح کے جی اُٹہنے کا خاص اتوار تہا کیونکہ قدیم ہی کلیسیا مین یہہ دستور تہا کہ مسیح کے جی اُٹہنے کی یادگاری کے دن کو بہی خداوند کا دن کہتے تہے [illegible] بیشک کلیسیا [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

(بڑی آواز سے) یعنی آواز اس لئے ہوئی کہ اگر پہلے یوحنا کسی قدر بے ہوش ہو گیا ہو تو سنکر پھر
پھر شنیدگی کی تاب باقی نہ رہتی اس لئے اس آواز نے سننے کے لئے اسکو متنبہ کیا ۔

(نرسنگے کیسی آواز) بنی اسرائیل میں یہ دستور تھا کہ جب لوگوں کو کچھ کہنا یا سنانا چاہتے تھے تو نرسنگا
بجا کے سب اسرائیل کو جمع کرتے تھے گنتی کے ۱۰ باب میں ویسا ہی لکھا ہے چونکہ خداوند اپنی کلیسیا
کو کچھ کہنا چاہتا ہے اسلئے نرسنگے کی آواز ہوتی ہے ۔

(۱۱) یہ سات شہر [illegible]

سلسلہ سے وہاں جا سکتا ہے ۔ [illegible]
جاوے تو سمرنا اور پرگام اسکے راستہ میں ملیگا اور اگر وہاں سے ہو کر جنوب اور مشرق سے کونے کی طرف
چلا جائے تو باقی چار شہر اسی سلسلہ سے ملینگے ۔

(۱۲) اور میں دیکھنے کے لئے کہ کسکی آواز ہے پھرا تو پھرتے ہی سات شمعدانوں کو دیکھا اور بعد ازاں ۱۳ آیت
میں مرقوم ہے اس نے مسیح کو دیکھا ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے پہلے کلیسیا ہی کو دیکھا نہ مسیح کو کیونکہ کلیسیا ایک گھر
ہے جسمیں مسیح رہتا ہے اور اسی میں وہ اپنا ظہور کرتا ہے تو دیکھنے والے کو پہلے گھر ہی نظر آویگا اور بعد ازاں
جو اسمیں رہتا ہے اور اس سے مسیح کی نسبت اور تعلق کلیسیا کے ساتھ بخوبی ظاہر ہوتی ہے ۔

(سات شمعدان) یہ خروج ۲۵ باب سے علاقہ رکھتا ہے وہاں شمعدان کا ذکر ہے جو پاک خیمہ میں
رکھا گیا تھا اور زکریاہ ۴ باب ۲ آیت میں سات شاخہ شمعدان کی تشبیہ ہے جس سے وہاں مراد کلیسیا ہے
تو کیا سبب ہے کہ کل کلیسیا جو ایک ہے اسکو سات شمعدانوں سے تشبیہ دی گئی ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ
شمعدان کل کلیسیا کی تشبیہ نہیں بلکہ صرف ان سات کلیسیاؤں کی تشبیہ ہیں جنکو یہ خط لکھے گئے ۔

(۱۲) مسیح کی پہلی آمد کے پیشتر تو کلیسیا کا ایسا حال تھا کہ وہ ایک ہی جگہ تھی اور ایک ہی قوم میں
تھی مسیح کی آمد کے بعد ایسا حال نہیں [illegible] کلیسیا تو ایک ہی ہے مگر [illegible] حال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

یہہ کاملیت کا نشان ہے سو مطلب ہے کہ الگ الگ کلیسیا اون کو تو دیکہا مگر کل اور تمام کلیسیا کو بہی پہنا ہوا
(۱۳) (ابن آدم) اسکا اصل مقام دانیل ۷ باب ۱۳ و ۱۴ آیات ہین - اور یہہ جو یوحنا نے کہا ابن آدم
سا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف ابن آدم تہا بلکہ کچہہ اور بہی تہا - اور (پاؤن تک لمبی
پوشاک) نہ صرف کاہنون کا لباس تہا بلکہ بادشاہون کی پوشاک بہی ہے اور جب یسعیاہ نبی نے
۶ باب ۱ آیت مین رویا دیکہا تو یہوواہ کو ایسی ہی پوشاک سے ملبس دیکہا (سونہلا سینہ بند) جو سینہ
پر بندہا تہا اسکا ٹہیک مطلب تو معلوم نہین ہے مگر شاید حشمت و جلال کا نشان تہا +

(۱۴) اسکا سر اور بال نہ صرف سفید تہے بلکہ چمکنے والے بہی تہے یعنے جلیل اور اُسکی آنکہین آگ کے شعلہ
کی مانند تہین جو خوبصورتی کے لئے نہین بلکہ خوفناکی اور رعب کے لئے ہین گویا کہ وہ انکو اپنی نگاہون
ہی سے ہلاک کرسکتا ہے ۱۹ باب ۱۲ آیت مین جو مسیح کے شبیہ نظر آئی تہی اسکا مطلب بہی یہی ہے
کہ وہ اپنی کلیسیا کے دشمنون کے ہلاک کرنے کے لئے تیار اور مستعد ہی اور نہ صرف اُن دشمنون کو جو باہر
ہین بلکہ یہان اُسکا مطلب ہے کہ وہ بہی جو کلیسیا مین تو ہین پر باہر والون کے کام کرتے ہین چنانچہ پرانے
عہدنامہ مین بنی اسرائیل مین بعض اسیطرح دشمن کے طور پر ذکر ہوئے اور اُنکی ہلاکت بہی مذکور ہے دیکہو

(۱۵) (اُسکے پاؤن تائی ہوئی پیتل کی مانند) یہہ اس بات کا نشان ہے کہ وہ اپنے دشمنون کو
کچل کے اور پایمال کرکے ہلاک کرتا ہے اور اسیطرح اپنے اعدا کو اپنے پاؤن تلے روندتا ہے جیسا کوئی
جلتے پیتل سے کسی چیز کو روندے اور اُسکی آواز ایسی تہی جیسے بڑے پانیون کی آواز جیسے ۹۳ زبور کی
۳ و ۴ آیات مین آیا ہے - اور یہہ اُسکی آواز ہے جس نے بڑے پانیون کی آواز کو تہا دیا +

(۱۶) (اُسکے دہنے ہاتہہ مین سات ستارہ ہین) پرانے عہدنامہ مین ستارہ بزرگان
حاکمون اور سردارون کا نشان ہے - اور دہنے ہاتہہ سے دو باتین نکلتے ہین (۱) یہہ کہ اگر اُسکے خادم
اُس سے بیوفائی کرین تو انکی سزا سے انہین کون چہوڑا سکیگا کیونکہ وہ تو اسی کے ہاتہہ مین ہین اور
اسکے قبضہ اور اختیار مین ہین (۲) یہہ کہ اگر وہ امانتدار اور وفادار رہین تو کون انہین
اُسکے ہاتہہ سے چہین لے سکتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ان سات ستارون کو یوحنا نے مسیح کے ہاتہہ
مین ایک لڑی کی طرح پروئی ہوئی دیکہا (اُسکے مُنہہ سے دو دہاری تلوار نکلتی تہی)
جب ہم اسکو عبرانی ۴ باب ۱۲ آیت سے مقابلہ کرتے ہین تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دو دہاری تلوار

مسیح کا کلام ہے جو اُسکے منہہ سے نکلتا ہے۔ اِس دو دہاری تلوار کے دو کام ہین (۱) یہہ کہ جو اُسکو مانتے اور قبول کرتے ہین ان کے دلون کے سب پوشیدہ اور پنہانی خیالات اور نیتون کو ظاہر کرتی اور انکو دکہاتی ہے (۲) یہہ کہ جو اُسکو نہین مانتے ہین اُنکی وہ ہلاکت کا باعث ہو جیسا خود مسیح نے فرمایا کہ جو مین نے کہا وہی کلام آخری دن اُنکو (یوحنا ۱۲ باب ۴۸ آیت) اُسکی اصل یسعیاہ ۔ ۴۹ باب ۲ ۔ آیت مین ہے ❊

(اُسکا چہرہ آفتاب سا) اور نبیون کو جب الہام ہوا تو مسیح کی صورت انکو ایسی دکہائی دی جیسی بادلون سے ڈہنپا ہوا آفتاب مگر یوحنا رسول کو مسیح کا چہرہ جلالی نظر آیا اسکا سبب یہہ ہے کہ اِس کتاب کا الہام خالص الہام ہے۔ جیسا مذکور ہوا اور اِس سے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندون کو پورے جلال مین دکہائی دیگا ❊

ستارے تو کلیسیا کے سردار ہین مگر مسیح اُنسے ایسا مقدم ہے جیسا سورج ستارون سے مقدم ہے ❊

(۱۷) (مین دیکھکر ڈر گیا) معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا فی الحقیقت گر گیا اور بیہوش ہو گیا ۔ (مین مردہ سا ہو گیا) اس جملہ کی تفسیر یوحنا ۱ باب ۸ ۔ آیت مین پائی جاتی ہے۔ اگر اُس مین گناہ نہ ہوتا تو کیون اپنے خداوند کو دیکہکر ڈر جاتا جو اُسکا ایسا پیارا تہا اور جسکی گود مین وہ ہمیشہ رہا کرتا تہا الغرض وہ اپنے موت کے دن تک اپنی تئین گنہگار جانتا تہا ۔ اور اسیطرح سے یسعیاہ اور حزقیل اور دانیل بہی خدا کو دیکہکر گر پڑے یسعیاہ ۔ ۶ باب ۱ ۔ آیت حزقیل ۱ باب ۲۸ ۔ آیت دانیل ۸ باب ۱۷ و ۱۸ ۔ آیتین اور ۱۰ باب ۷ ۔ آیت اور جس نے اِس دنیا مین مجسم ہوئی اپنا دہنا ہاتہہ بڑہا کر بہت سے مریضون کو چنگا کیا اور کمزورون کو قوت دی اور بار بار اپنے شاگردون کو کہا کہ مت ڈرو ویسا ہی اب اپنے شاگرد یوحنا کو کہتا ہے کہ مت ڈر خصوصاً متی ۱۴ باب ۲۷ ۔ آیت سے اُسکا مقابلہ کرنا چاہئے۔ البتہ مسیح کی یہہ صورت تو ہیبت ناک تہی مگر مسیح کہتا ہے مت ڈر تو اسکا سبب یہہ ہوگا کہ اُسکی صورت ایسی تہی کہ جو اُس سے ڈرتے ہین اُنہین وہ امن دے اور جو نہین ڈرتے ہین انکو ڈرا دے۔ چنانچہ متی ۲۸ باب ۴ و ۵ ۔ آیات مین فرشتہ کہتا ہے کہ ۔ وے ڈرین تو ڈرین پر تم کو نہین ڈرنا چاہئے کیونکہ تم تو مسیح کو ڈہونڈہتے ہو ❊

میں جو زندہ ہون ۔ ہمیشہ مین ہی اپنے مین زندگی رکہتا ہون اور مین ہی زندہ ہون [illegible]

پستہ حال ہو گیا تھا سو ترے میں بھی اگر کلیسیا بھی ہو جائے اور پست حال سے تو پشیمان جانے کہ
ہم بھی ہاتھ ملیں گے اور ہمیشہ ایسی پستہ حالی نہ ہوگی پر شاملات اور دوت کی کنجیاں الخ) یعنے اختیار کل
میرا ہے اسلئے میں اپنے دشمنوں سے ضرور بدلہ لونگا اور انہیں بند کر دونگا اور اپنے لوگوں کو جو سہیں
جانے نہ دونگا بلکہ انہیں رہائی بھی دونگا ۔

(۱۹) (لکھ لے) یعنے وہ حلیہ جو تو نے ۱۲ سے ۱۶ آیات تک دیکھا اسکو قلمبند کر (جو باتیں ہیں)
گزشتہ زمانہ کے انبیا کا بھی یہہ کام تھا۔ کہ وے نہ صرف نبوت کرتے تھے بلکہ اس حالت کو بھی بیان
کرتے تھے جو اس وقت کلیسیا کی تھی ویسا ہی یہاں حکم ہوتا ہے کہ کلیسیا کو اپنی اس حالت سے آگاہی
بخشے جو فی الحال اسکی ہے۔ اور اسکے کام اس سے بیان کرے مثلاً ۳ باب ۱۷ آیت میں لاودیکیا
کا فرشتہ کہتا ہے کہ میں دولتمند ہوں پر مسیح کہتا ہے کہ نہیں تو غریب ہے پر تو نہیں جانتا (جو
ہونیوالی ہیں) یعنے جو وعدے اور وعید انہیں سات کلیسیاؤں کی بابت ہیں۔ اور جو اسی
کتاب میں مذکور ہیں وہی یہاں ہونیوالی باتیں کہلاتی ہیں بعض خیال کرتے ہیں کہ (جو باتیں ہیں) یہہ
ان سات کلیسیاؤں کا احوال ہے جو ان خطوں میں مندرج ہے اور (جو ہونیوالی ہیں) سو ان خطوں کے
سوا باقی کتاب ہے مگر یہہ درست نہیں کیونکہ ایک تو یہہ الفاظ مکاشفہ کے اس حصہ کے بیچ پائے جاتے ہیں جسمیں
صرف ساتوں کلیسیاؤں کا ذکر ہے اور دوم یہہ کہ ۲۰ آیت اور یا کسی ایسے لفظ کے وسیلہ سے ان مذکور الفاظ
کے ساتھ ملائی نہیں گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سات ستاروں کے بھید میں وہ باتیں شامل ہیں جو ہونیوالی ہیں ۔

(۲۰) (ستارے ستاروں سات فرشتگان ہیں) انکی بابت تین رائیں ہیں (۱) یہہ کہ فرشتگان ہیں جو آسمان
پر ہیں جنکا ذکر دانیئیل ۱۰ باب ۲۱ اور ۲۲-۲۳ آیتوں میں آیا ہے اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ متفرق قوموں کے
لئے متفرق فرشتگان ہیں اسیطرح سے متفرق کلیسیاؤں کے لئے متفرق فرشتگان ہیں جو ان کے
لئے مقرر کئے گئے۔ مگر اس رائے کی تردید کی یہہ دلیل ہے کہ یہاں فرشتگان کا ذکر نہیں ہو سکتا کیونکہ
ان فرشتوں کو تو کہا جاتا ہے کہ تم توبہ کرو اور مرتے دم تک قایم رہو سو ان دونوں باتوں میں
سے کوئی بات آسمانی فرشتوں پر صادق نہیں آتی [illegible] آسمانی فرشتوں کی بالکل [illegible]
(۲) یہہ کہ یہہ سات فرشتگان اپنے لفظوں کے مطابق سات قاصد ہیں جو سات کلیسیاؤں کی طرف سے
بھیجے گئے تھے [illegible] کے ثبوت کے لئے یہہ دلیل [illegible]

یہودی جماعت کی طرف سے عبادت خانہ مین ایک شخص مقرر کیا جاتا تہا جسکو شلیح صبور کہتے
تہے یعنی جماعت کا قاصد دیکہو نیانڈر ۲۲۱ وٹرنگا ۹۱۴ کہتے تہے یہہ شخص عبادتخانہ مین چہوٹا عہدہ دار
ہوتا تہا اس کی تردید یہہ ہے کہ اول تو کچہہ پتا نہین ہے کہ ایسا عہدہ کلیسیا مین کبہی مقرر ہوا ہو
اسکے یہہ بات بہی ممکن نہین معلوم ہوتی کہ کلیسیا کے ایسے چہوٹے عہدہ دار کو نام خط لکہا جاوے
دوسری تردید یہہ ہے چونکہ یہہ شخص آسمانی فرشتہ کے نام سے کہلاتے ہین اسلئے انسان کے بہیجے
ہوئے نہین ہو سکتے بلکہ خدا کے کسی نہ کسی طرح کے پیغمبر ہونگے ÷

(۳) یہہ کہ یہہ فرشتگان کلیسیاؤن کے خادم الدین ہین جنکو ہم لوگ اسقف کہتے ہین - اور وہ
فرشتے اسلئے کہلاتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ وہ خدا کی طرف سے اُسکی کلیسیا کی خدمت کے لئے مقرر کئے
گئے ہین اور اس ماننے سے ایک بات اور بہی نکلتی ہے کہ خادم الدین نہ صرف کلیسیا کی طرف سے
مقرر کیا جاتا ہے بلکہ خدا کی طرف سے وہ کلیسیا کی خدمت کرنیکو بہیجا جاتا ہے اور یہہ رای کہ انکا
تقرر صرف کلیسیا ہی کیطرف سے ہونا چاہئے درست نہین کیونکہ پولس نے افسیون کے خط
مین لکہا کہ مسیح نے خادم الدینون کا انتظام کلیسیا کو دیا ان خطون مین یہہ بات بہی قابل لحاظ کے
ہے کہ یہہ خطوط نہ صرف فرشتگان کیطرف لکہے جاتے ہین بلکہ انکی کلیسیا بہی اُن کے ساتہہ شامل کیجاتی
ہے گویا دونو کا حال ایک ہی ہے یعنے جبکہ کلیسیا کی خوبی کا بیان ہوتا ہے تو اسکا فرشتہ بہی اسمین
شریک سمجہا جاتا ہے اور جب برائی کا بیان ہوتا ہے تو بہی دونون اسمین شامل ہوتے ہین
اور عبرانی ۱۳ باب ۱۷ آیت مین بہی خادم الدین اور کلیسیا کے علاقہ کا ذکر ہے کہ خادم الدین
کلیسیا کے محافظ ہین اور اُنکے جوابدہی اُنکے ذمہ ہے اسلئے انکو چاہئے کہ وے جاگتے رہین
اور کلیسیا کو ضرور ہے کہ اپنے ہادیون کی پیروی کرتے رہے ÷

دوسرا باب

پہلے یہان ان سات خطون کا خلاصہ کیا جاتا ہے ان مین [illegible]

ہر کلیسیا کے فرشتہ کو [illegible] (۲-۳) باب کو آپ [illegible] ہر ایک [illegible]
کے فرشتہ کو نصیحت کیجاتی ہے اور پھر ایک نصیحت مین [illegible] ہین [illegible] اوسکا حال
بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کیسا ہے دوسرے توبہ یا استقامت کی نصیحت دی جاتی (۳) یہہ کہا
جاتا ہے کہ خداوند اُس سے کیا کریگا (۴) یہہ کہ غالب کو ایک وعدہ دیا جاتا ہے جس وعدہ
کے ساتھہ ہمیشہ یہہ الفاظ لکھے جاتے ہین کہ جس کے کان ہون سنے کہ روح کلیسیا کو کیا کہتی ہے

ان سات کلیسیاؤن مین سے دو کلیسیاؤن کا حال بہت اچھا تھا یعنے سمرنا و فلدلفیا
کی کلیسیاؤن کا اور دو کا حال بہت بُرا تھا یعنے سارڈس اور لاؤدیقیا کے کلیسیاؤن کا اور باقی
تین کا حال قدرے اچھا اور قدرے بُرا تھا۔ یعنے افسس پرگامس اور تھیوتیرا کا لیکن ان کے
حال مین بھی فرق ہے +

ان سات کلیسیاؤن کے مختلف حالات سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہہ کلیسیائین کل روے
زمین کے کلیسیاؤن کے لئے نمونہ بن گئین۔ کہ کوئی کلیسیا ایسی نہین بلکہ کوئی مقرر بھی ایسا
نہین ہوگا کہ جسکا حال ان ساتون کلیسیاؤن سے کسی ایک کے موافق نہوا اور وہ اُسکو اپنے
حالات کا عکس نہ بنا سکے +

ان سات خطون کے بعد اور جن چیزون کا ذکر ہے سو سات سات ہین اور اُنکے
بیان کا قاعدہ ہے کہ پہلے اُن مین سے چار کا بیان ہوتا ہے اور پھر تین کا۔ مگر ان
خطون کے بیان کا طریقہ اُنکے برعکس ہے کہ پہلے تین کا بیان ہوا پھر چار کا اور ان چار و تین
کی تقسیم بھی پہلے تین [illegible] موافق ہوتی ہے مگر تھوڑا اختلاف ہے کہ پہلے [illegible] ہین [illegible] جسکے کان ہون
پہلے [illegible] اور پیچھے [illegible] باقی [illegible] اُنکے برعکس پہلے [illegible] اور پھر پیچھے جسکے کان
ہون وغیرہ +

جو باتین ان سات خطون مین ہین انکا مفصل بیان باقی کل کتاب مین پایا جاتا ہے
حتیٰ کہ اگر صرف یہی خطوط ہمارے پاس موجود ہوتے تو کبھی انکا کل مطلب مفہوم نہ ہوتا
سو ان خطون مین جو بات اشارتاً کی گئی اُسکا مفصل بیان دوسری جگہہ کیا
گیا ہے۔

خط اول باہل افسس

(۱) چونکہ یہہ پہلا خط ہے سیلئے خداوند مسیح اپنا بیان ایسا کرتا ہے جو ساتون سے متعلق
کہتا ہے (ساتون ستارون کو پکڑے رہتا ہی) باب ۱- ۱۶ آیت مین صرف کہلے
رکہتا ہی اگر بیان نہائت تاکید اور زور سے کہتا ہے کہ پکڑے رہتا ہے اسیطرح باب
۱- ۱۳ آیت مین ساتون شمعدانون مین دکہائی دیا مگر بیان نہ صرف یہہ کہ اُن مین ہے بلکہ
اُن مین چلتا پہرتا ہے اس سے یہہ مطلب نکلتا ہے کہ وہ اپنی کلیساؤن مین نہ صرف موجود
ہے بلکہ انہین کام بہی کرتا ہی ہر ایک کی پاس جاتا ہے اور اُسکی کام کو دیکہتا ہے اور ہر ایک کی نزدیک رہتا ہی +

خداوند اس خط مین پہلے اُنہین باتون کا ذکر کرتا ہے جو اچہے اور قابل
تعریف ہین اور نہ صرف عموماً ذکر کرتا ہے- بلکہ طوالت کے ساتہہ انکا بیان
بہی کرتا ہے یعنے ۲ و ۳- آیات مین یہہ طوالت اس لئے نہین ہے کہ کلیسیا اپنی تعریف
کو سنکر غافل ہو جائے بلکہ اس لئے کہ ملامت سننے کے لئے وہ تیار ہو جائے اور اس بات
کو بہی بخوبی جان لیوے کہ وہ بے سبب سختی سے ملامت نہین کرتا ہے بلکہ سچائی سے ملامت کرتا ہی +

اس کلیسیا مین جو اچہی باتین تہین انکا مجملا بیان ۶- آیت مین یون ہوا ہے کہ وہ
نکولائیتون کے کام سے دشمنی کرتی تہی- اور دوسری آیت مین اسبات کا مفصل بیان ہے
کہ کلیسیا اور اسکا اسقف اسطرح اُن سے دشمنی کرتا تہا یعنے وہ انکی برداشت نہین کرتا تہا بلکہ
اُنکو جہٹلاتا تہا- اور تیسری آیت مین خداوند کہتا ہے کہ اس کام کے کرنے مین نہ صرف
وہ یہہ کرتا تہا کہ انکو جہٹلائے بلکہ اسمین انکو بہت دکہہ اور تکلیف بہی ملتی تہی- اور اس دکہہ
کی وہ برداشت کرتا تہا- الغرض دوسری اور تیسری اور ۶- وین آیات مین ایک ہی بات
کا بیان ہے پہلے ۶- آیت مین دل کا کام بیان ہوا کہ وہ اُنسے دشمنی کرتا تہا- اور اسکا نتیجہ
دوسری آیت مین ہے کہ وہ انکو جہٹلاتا تہا اور پہر تیسری مین اس کا بہی نتیجہ ہے کہ اس
کام کے کرنے سے اُسکو دکہہ ہوتا تہا +

اب ذرہ اس بات کو دریافت کریں کہ نیکولائیتی کون تھے۔ بعض نے سمجھا کہ اعمال ۶ باب ۵ آئیت مین جو سات خادمون کا ذکر ہے اُنمین ایک نیکولس تہے اور یہہ لوگ اُسی نیکولا کے پیرو ہوئے مگر یہہ راے بالکل بے ثبوت ہے اور بے ثبوت اسبات کو ماننا نہایت مشکل ہے کہ ایسا نیک آدمی جو کلیسیا سے ایک خاص کام کے لئے چُنا گیا۔ ایسا خراب ہو گیا کہ ایسے بڑے فرقہ کا بانی ہو گیا ۔

البتہ غالباً یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یونانیون مین کوئی شخص بنام نیکولا ہوگا وہ اس فرقہ کا بانی ہوا اور یونانیون مین یہہ نام مشہور تہا۔ مگر ۲ باب ۱۴ اور ۱۵ آیات کے مقابلہ سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہہ دونون [illegible] سے تعلق رکھتے تھے اس لحاظ سے ہو سکتا ہے کہ یہہ نام تمثیلی ہو یعنے بلعام کا یونانی ترجمہ جیسے اس کتاب کا یہہ دستور ہے کہ عبرانی لفظ کا یونانی ترجمہ ہو بلعام دو عبرانی الفاظ کا مرکب ہے یعنے בלע اور עם کا۔ بلع کے معنے ہے نگلنا یا ہلاک کرنا اور עם کے معنے ہے اُمت اور جب واحد ہو تو مطلب ہے خدا کی اُمت سو اس نام کا مطلب ہوا اُمت کا نگلنے والا یا ہلاک کرنیوالا۔ چنانچہ بلعام نے اپنے نام کے مقصد کو کچہہ حاصل بھی کیا۔ اسیطرح نیکولا یونانی نام بھی دو یونانی الفاظ سے مرکب ہے [illegible] معنے جیتنا اور [illegible] معنے اُمت یعنے اُمت کا جیتنے والا۔ البتہ بلعام کا نیکولا ٹہیک ترجمہ نہین مگر قریب قریب ہے اور ٹہیک ترجمہ نکرنیکا شائد یہہ سبب ہوگا کہ نیکولا نامی شخص یونانیون مین بہت تہے۔ پس نیکولائیتون کا مطلب ہوگا نیکولا یعنے بلعام کے پیرو۔ اور یہہ لوگ خدا کی کلیسیا کو بالکل برباد کرنا چاہتے تھے اور ان کے برباد کرنے کا ڈہنگ ٹہیک بلعام کا سا تہا یعنے انکا یہہ مطلب تہا۔ کہ کلیسیا اور غیر مذہب کے بیچ جو حد ہے اسکو توڑ ڈالین۔ اور غیر مذہب اور کلیسیا کو باہم ملا دیوین اور غیر مذہب کی نجاستون سے کلیسیا کو آلودہ کرین۔ اُسوقت یہودیون کیطرف سے کلیسیا کو کچہہ خطرہ باقی نرہا تہا جیسا کہ پولوس رسول اپنے خطون مین یہودی غلطیات کا مقابلہ کرتا ہے مگر اسوقت خصوصاً غیر مذہب والون سے کلیسیا کو زیادہ خطرہ تہا۔ کہ مبادا اُنکی خرابیان کلیسیا مین گُہس آوین ۔

(۲) مین صبر کا مطلب ہے کام کرنے مین صبر۔ اور تیسری آئیت مین صبر کا مطلب ہے دُکہہ سہنے کا صبر یعنے کام کرنے مین صبر سے یہہ مطلب ہے کہ تو اُن کے آزمائش مین صبر کے ساتہہ بلاناغہ لگا رہا اور دُکہہ سہنے کا صبر سے [illegible]

ہ جب دکھ ہوا تو نے صبر سے اُسکی برداشت کی اور لفظ برداشت بھی ان آیات مین مختلف معنون
مین مستعمل ہوا ہے۔ یعنے دوسری آیت مین برداشت کا مطلب ہے۔ اُن کی برائیون
سے غافل اور بےفکر ہونا پس خداوند اس کلیسیا کے فرشتہ کو فرماتا ہے کہ تو نے انکی برداشت
نہ کی یعنے اُنکے احوال سے غافل رہا بلکہ انکو صبر کے ساتھہ ترساتا رہا۔ یہہ تیرا کام قابل
تعریف کے ہے اور تیسری آیت مین برداشت کا مطلب ہے دکھہ مین برداشت کرنا اور
دوسرے ... برداشت احسنت کے قابل ہے۔ مگر جیسا کہ دیان نے نزدیک ...
... غافل ... معلوم ہوتا ہے ...
ہوتین بلکہ یہہ سراسر برا ہے (تو نے اونکو آزمایا) سکا حکم یوحنا ۴ باب ۱ آیت مین دیا گیا۔ اور
نیسی لوگون کے کام سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے پولوس کی اُن باتون کو جو اعمال ۲۰ باب
۲۹ و ۳۰ وغیرہ آیتون مین ہین خوب مان لیا کہ جب یہی لوگ اونہین اوٹھے اُنہون نے اُنکو
جھوٹا ٹھہرایا اور برا کہا کیونکہ یہہ لوگ اپنے تئین رسول کہتے تھے اور الہام کا دعوے کرتے
تھے اور کہتے تھے کہ ہم مسیح کے رسول ہین کیونکہ رسول کے لفظ کا اسیطرح کا استعمال کلیسیا
مین ہوتا تھا۔ اور جب یہہ اُسقف انکی مخالفت کرتا تو اوسکو دکھہ سہنا ہوتا تھا کیونکہ یہہ
بات لازم و ملزوم ہین کہ جو کوئی مسیح کے نام پر بدی کی مخالفت کرتا ہے اُسکو ضرور دکھہ سہنا
ہوتا ہے اور جب لوگ اور کچھہ نکر سکینگے تو جھوٹھہ موٹھہ بدنام ہی کرینگے ✦

۴ (مگر تیری برخلاف بھی کچھہ مین رکھتا ہون) یہہ محاورہ متی ۵ باب ۲۳ آیت
مین پایا جاتا ہے کہ تیرے بھائی کو تجھہ پر شکایت کا کوئی سبب ہے یعنے تو نے اسکا کچھہ
نقصان کیا ہے اسلیئے اسکا گلہ تجھپر ہے۔ وہ گلہ کیا ہے؟ یہہ کہ (تو نے اپنی سابقہ محبت کو
چھوڑ دیا ہے) خداوند اسطرح سے یہہ کہتا ہے جیسا کوئی خصم اپنی جورو سے کہتا ہے جو
پہلے تو اسکو پیار کرتی تہی۔ مگر پیچھے اُسکی محبت سرد ہوگئی اس خیال کی اصل یرمیاہ ۲ باب
۲ آیت مین ہے کہ کس طرح سے اُس نے پہلے محبت کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ ایک طرح سے تو
یہہ کلیسیا محبت کرتی تھی دیکھو دوسری اور تیسری آیات مین مذکور ہوا کیونکہ ایسے کام بھی تو خدا کی محبت
ہی سے ہوتے ہین۔ مگر اسکا مطلب یہہ ہے کہ جب شادی ہوتی ہے تو جورو سارے دل سے اپنے شوہر کو پیار کرتی ہے اور مگر

کہ یہ دن کے بعد پیار تو کرے مگر اپنے سارے دل سے ویسا نہ کرے جیسا پہلے کرتی تھی۔ دیکھو
یہ کلیسیا بدعتوں کی مخالفت تو کرتی تھی اور مسیح کے نام کی بڑی غیرتمند تھی صرف ایک ہی بات میں
اسکی محبت رہ گئی اور باتوں میں [illegible] کی نگاہ اور [illegible] سے بند ہو گئی [illegible]
ایسا ہی [illegible] [illegible] گے لئے اسکا بہت خطرہ [illegible]
ایک دن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جاری [illegible]
[illegible] ہو گئے [illegible] [illegible]
خوش دل سے [illegible] جاری [illegible] [illegible]
[illegible]
اسی [illegible] [illegible]
اس [illegible] ہو گئی [illegible] اس علم میں مبتلا ہوا۔
[illegible] سمجھتا ہے *

[illegible] اس کلیسیا [illegible] اس نصیحت [illegible]
قبول [illegible] بہت [illegible] کو بہت سمجھتی [illegible] [illegible] دیا ہے تو یہ
[illegible] نہیں [illegible] وہ کلیسیا بھی [illegible] نہیں رہتی بلکہ کلیسیا اون کے [illegible]
لیکن اس نصیحت [illegible] کی کلیسیا [illegible] یہ بات [illegible] کے مجمع کے واقعات
پر غور کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے وہ مجمع [illegible] بات کے انفصال کے لئے جمع
ہوا کہ مسیح کی الوہیت اور انسانیت میں کیا علاقہ ہے مگر اس کے کلیسیا نے بالکل [illegible]
نصیحت کے خلاف چال کر اس مجمع میں ڈاکیوں کے جبر کے وسیلہ اپنی [illegible] کے موافق
اس بات کا فیصلہ کرایا۔ الغرض یہ مجمع بالکل [illegible] خلاف [illegible] اور کسی بات کی کچھ [illegible]
ہی سوا اسکے [illegible] عقیدہ کیا ہے *

اب افسس کا یہہ حال ہے کہ کلیسیا تو وہان نہین مگر شہر کی جگہ پر چہوٹی چہوٹی
جہونپڑیان ہین اور بالکل اجاڑ پڑا ہوا ہے +

آیت

(۶) خداوند اس کلیسیا کے برخلاف اتنا کہکر پہر اُسکی خوبی کا بیان کرتا ہے یہہ تو خداوند نے
نہین کہا کہ تو نیکولائیتوں سے دشمنی رکہتا ہے بلکہ یہہ کہ اُن کے کامون سے وغیرہ۔ اِس
[illegible] کہتے تہے کہ یہہ [illegible]
[illegible]
[illegible] خداوند یہان [illegible]
[illegible] سبب یہہ ہے کہ عہد عتیق کے زمانہ [illegible] اور اُنکو [illegible]
[illegible] دشمنی رکہتے تہے مگر عہد جدید میں ان دونون کا فرق ظاہر ہو گیا۔ اسلئے اب کو مومنین
صرف کامون سے کینہ رکہتے ہین فاعل سے نہین۔ عہد عتیق کے زمانہ مین فعل اور فاعل مین
اسلئے فرق نہین کیا جاتا تہا کہ مبادا فاعلون کی محبت سے انکے فعلون کی محبت بہی پیدا ہو
جائے چاہئیے کہ دونون سے نفرت کیجائے البتہ یہہ خطرہ تو ہمارے لئے بہی ہے مگر ہم کو چاہیئے
کہ فعلون سے تو پوری عداوت رکہین اور اُن کے فاعلون سے کامل محبت اسکا عمل اور
اس خطرہ سے رہائی صرف روح القدس کے وسیلہ سے ہو سکتی ہے ویسے ہی مسیح نے
خود اسی آیت مین کہا کہ مین اُن کے کامون سے نفرت رکہتا ہون +

آیت

(۷) (جو کان رکہتا ہی) یہہ محاورہ ہمارا خداوند اکثر۔ تمت عمل مین لاتا جب وہ اس
دنیا مین تہا اب بہی آسمان پر ہو کے کام مین لاتا ہے اور یہان کان سے مراد ہے اندرونے
کان (روح کیا کہتی ہی) یعنے مسیح کی روح کیا کہتی ہی کیونکہ جب سے خداوند آسمان پر گیا
تب سے وہ جو کچہ آسمان پر سے کرتا ہے وہ روح کے وسیلہ سے کرتا ہے (جو غالب ہوتا ہی الخ)
یعنے نہ صرف نیکولائیتوں کے کامون پر بلکہ ساری برائی پر غالب آتا ہے اُسکو مین یہہ دونگا کہ
وہ زندگی کے درخت سے کہائے بہی وعدہ۔ یوحنا ۶-۲۵ مین مذکور ہوا مگر یہان کہانے
کی مثال سے اُسکا بیان ہوا ہے شاید اسکا سبب یہہ ہوگا کہ نیکولائیتی لوگ بتون کی چڑہاون
کو کہاتے تہے اور جو کچہ دل چاہتا تہا سو ہی کہاتے تہے +

اور لوگ اُنکی مخالفت کرنے تھے [illegible] خدا وند کہتا ہے کہ مین تمہین [illegible] کہان [illegible]
وہ لکہا ہوا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]
اصل پوچھنا [illegible] باب [illegible]

خط دوم سمرنا کی کلیسیا

(۸) سمرنا افسس سے ۴۰ میل اوتر [illegible] [illegible] [illegible] کی بستی تہی
اور مسیح سے ۶۲۴ برس قبل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] برس تک اسی [illegible]
رہا سکندر کے ایام مین وہ از سر نو تعمیر ہوا [illegible] [illegible] شہر تہا اسکی آبادی
ایک لاکہ ۳۰ ہزار کی ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس خط مین تو کچھ عیب [illegible] [illegible] [illegible] دیکہا تی -

وہان کا فرشتہ یعنے خادم الدین [illegible] [illegible] اسوقت پولیکارپ تہا [illegible]
یہہ ہے کہ [illegible] مین جب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] برس [illegible]
کا خادم ہوا یعنے [illegible] سے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] برس بعد یہہ کتاب لکہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] برس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
اوس نے بہی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] رسولون کا ایک شاگرد [illegible]
مین تہا اُسنے خود [illegible] [illegible] [illegible] والون کے ہاتہ سے شہیدی پائی -
اور یہہ بات بہی معلوم ہے کہ [illegible] نے [illegible] مین اسکو سمرنا کا اسقف پایا اور اسکی [illegible]
گواہی ہی اس سے متفق ہے - خداوند نے جو اپنا بیان اس آیت مین کیا کلیسیا کے [illegible]
تسلی کا بیان ہے یعنے یہہ کہ وہ اول و آخر ہے اگرچہ وہ بیچ مین تو مردہ سا تہا اور تکلیف [illegible]
ہوگیا تہا پہر جی اُٹہا ہے اسیطرح اسکی کلیسیا بیچ مین اگرچہ مصیبت زدہ ہو [illegible] [illegible]

جی اُٹھے گی اور آخر تک جیتی رہیگی +

(۹) اسکو یعقوب ۲ باب ۵- آیت سے ۷ تک سے مقابلہ کرنا چاہیئے اس آیت مین تین چیز کا
ذکر ہے اول ظاہری غریبی دوم حقیقی دولتمندی سیوم بدگوئی مگر بدگوئی کے لئے جو اصل لفظ
ہے اُسمین خدا کی بدگوئی اور انسان کی بدگوئی دونون شامل ہین لیکن یہان تو آدمیون کی بدگوئی
کا ذکر ہے اور یعقوب مین مسیح کی بدگوئی کا ذکر ہے یہہ بدگوئی اور نیز اُنکی غریبی کے سبب سے
ہوئی جیسا کہ یعقوب مین لکہا ہے کہ یہودی مسیحیون کو کچہری مین کہینچتے تہے اور مسیحی لوگ ایسے
غریب تہے کہ اپنا بچاؤ بہی نہین کرسکتے تہے۔ اور یہودیون کا ظلم بہی اسی سبب سے تہا
کہ وے غریب تہے پر خداوند کہتا ہے کہ نہین فی الحقیقت تو دولتمند ہے یعقوب مین ذکر
ہے کہ یہہ دولت ایمان کی دولت ہے کیونکہ جسکے پاس یہہ دولت ہے اُسکے پاس
خدا کے سارے خزانے ہین اور ایمان ہی اُنکے حاصل کرنے کا وسیلہ ہے +

جب سے یروسلم لے لیا گیا یہودی کمزور رہتے گئے مگر مکاشفہ کے وقت اُنکا
زور ایسا کم ہوگیا تہا کہ خود تو مسیحیون پر ہرگز ظلم نہین کرسکتے تہے۔ البتہ بدگوئی کرنے
اور تہمت لگانے کی طاقت تو اُن مین تہی اور اسطرح سے مسیحیون کو دُکہ دے سکتے تہے
اوسیبی اس لکہتا ہے کہ جب پولیکارپ شہید ہوا تب سمرنا شہر کے سب باشندگان عام
اس سے کہ یہودی ہون اور غیر مذہب بڑے غصہ اور بلند آواز سے ساتہہ چلاتے تہے
[illegible] تو [illegible] یہودی لوگ [illegible]
[illegible]
[illegible] خداوند کی [illegible]
وہ یہودی نہین کہہ سکتا ہے [illegible] نہایت [illegible] ٹہیک ویسا ہی پولوس
رسول رومی ۲ باب ۲۸ و ۲۹- آیت مین یہودی نام کی بابت کہتا ہے اور اسکی تعریف کرتا ہے
شاید رسول اسمین یہوداہ کے نام کیطرف اشارہ کرتا ہے جسکے معنی تعریف کے ہین +

(شیطان کی جماعت) جماعت کے لئے جو اصل لفظ ہے وہ توریت مین کثرت
سے پایا جاتا ہے اور اُسکا مطلب کبھی اسرائیلیون کی جماعت ہے اور کبھی خدا کی جماعت

اور پیچھے اس لفظ کا مطلب عبادت خانہ کا ہو گیا جیسا کہ چرچ کلیسیا اور مگر جا دونون کے لئے مستعمل ہے اور یعقوب کے جواب ۲ - آیت مین یہہ لفظ سیحون سے عبادت خانہ کے لئے مستعمل ہوا مگر صرف مذکورہ مقام مین اس لفظ کا یہہ مطلب ہے اور کہتے ہین بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ رسولون نے اور خود خداوند نے بہی اس لفظ کو سیحون کی جماعت وغیرہ کے لئے استعمال کرنا ناپسند کیا ہے پر ایک اور لفظ یعنے کلیسیا کو اس کام کے لئے چن لیا جو یہودیت مین مستعمل نہ تہا - آخر کار یہہ دونون الفاظ دونون مذہبون کی پہچان کے نشان ٹہرے - یہودی اب ہم اپنے تئین یہوواہ کی جماعت کہتے ہین مگر خداوند کہتا ہے کہ نہین وہ یہوواہ کی جماعت نہین بلکہ شیطان کی جماعت ہین ✤

(۱۰) ابلیس تم مین سی بعضون کو قید مین ڈالنا چاہتا ہی تاکہ آزمائی جاؤ) یعنے شیطان کا مطلب اس آزمایش سے یہہ ہے کہ بدی کیطرف رجوع کرین - مگر خداوند کا مطلب اس مین یہہ ہے کہ تائے اور پرکھے جائین (دس دن تک مصیبت اوٹھاؤ گے) یعنے نہ بہت دیر تک اور نہ بہت تہوڑی دیر تک لیکن دس روز تک تو ضرور تم مصیبت اوٹہاؤ گے پیدایش ۲۴ - ۵۵ - اسموئیل ۲۵ - ۳۸ - دانیل ۱ - ۱۲ مین دس کا مطلب یہی ہے (موت تک وفادار رہ) یعنے ایسا وفادار کہ میرے لئے تجھے موت کو بہی اوٹہانا پڑے تو اُسکے اٹھانے کو تیار ہو دوسرا مطلب کہ موت کے وقت تک درست ہی چنانچہ فلپی ۲ - ۸ مین مسیح کی وفاداری کے بابت لکہا ہے کہ یہانتک فرمانبردار رہا کہ موت اوٹہائی (ہو) یعنے جب اس وفاداری کی ضرورت پڑے تب تیار پایا جاوے ✤

خداوند کی اس نصیحت کو پولیکارپ سمرنا کے اسقف نے دل سے مان لیا کہ خداوند کے نام پر جان دے دی اور راوسبی کی تواریخ مین لکہا ہے کہ اُسکی موت کے بعد تواریخ مین ماون جو اس خط مین مذکور ہوئی تمام ہو گئی یعنے اس کے بعد بہت دنون تک کلیسیا ستائی گئی (۱۱) اس خط مین خداوند یہہ وعدہ کرتا ہے کہ جو جسمانی موت کے ڈر پر غالب آتا ہے وہ دوسرے موت یعنے روحانی موت سے کچھ نقصان نہ اٹھاویگا یہہ مطابق ہے متی ۱۰ - ۲۸ - تہیت اور مکاشفہ ۲۰ باب ۶ - آیت ✤

خط سوم پرگامس کے کلیسیا

آیت (۱۲) پرگامس سمرنا کی اوتر کیجانب ہے اُسمین ایک قدرتی گڑھ ہے سکندر کے ایک سپہ سالار کیورسیکہ نامی نے اوس گڑھ کو اپنے خزانہ کے لئے بیت المال بنایا تھا اور اپنے ایک خوجہ فلائی تیرو نامی کو سپرد کر دیا تہا۔ وہ خوجہ ۲۸۳ق م مین سرکش ہوگیا اور خود مختار بادشاہ بن بیٹھا۔ اور پرگامس کو اپنا دار السلطنت بنایا۔ اور وہ بادشاہت ڈیڑہ سو برس تک قایم رہی آخرش آتل سوم شاہ پرگامس نے ۱۳۳ق م مین اپنی وصیت سے اوسکو رومیون کے سپرد کیا وہان ایک کتب خانہ تہا۔ جسکو آدمیس شاہ پرگامس نے جو ۱۵۹ق م سے ۱۹۷ق م تک بادشاہ رہا۔ تعمیر کروا دیا تہا بعد ازان اُس کتب خانہ کی کتابین سکندریہ مین رکہی گئین اور خلیفہ عمرؓ کے حکم سے قران کے برخلاف ہونے کے الزام سبب جلائی گئین وہان ایک سکولاپی دیوتا کا ایک بڑا مندر تہا جو طبابت کا دیوتا کہلاتا تہا۔ اب اسمین قریباً ۳ ہزار مسیحی آباد ہین ؛

آیت (۱۳) یہان تو رہتا ہے وہان شیطان کا تخت ہے) اسکا کافی سبب تو معلوم نہین شاید اُس مندر کے سبب سے یا اس وقت وہان کے مسیحی کسی سبب سے ستائے جاتے تھے مگر شہید کا ذکر صرف اسی خط مین ہے اور کسی مین نہین شاید اسی ظلم کے سبب جو اُن پر ہوتا تہا یہی پہلا شہید ہوا (انتیپاس شہید) بعضون نے سمجہا کہ یہہ تمثیلی نام ہے اگر یہہ درست ہو تو اسکا مطلب یہہ ہوگا اصل زبان مین یہہ لفظ دو لفظون سے مرکب ہے انتی [illegible] بمعنی برخلاف اور پانت [illegible] بمعنے سب کے یعنی سب کے برخلاف۔ اور جو مسیحی یا مسیحی معلم سچا اور راستباز ہو وہ اس نام سے بخوبی نامزد ہو سکتا ہے کیونکہ جو مسیح کا وفادار بندہ ہوگا وہ سب کے برخلاف نظر آویگا اور فی الحقیقت بہی ہوگا اگرچہ وہ اپنے دل سے سب کی نجات چاہتا ہو ؛

آیت (۱۴) یہان تک اس کلیسیا کی خوبیون کا بیان ہوا اب خداوند کہتا ہے کہ مین کچہہ شکایت بہی رکہتا ہون وہ یہہ ہے کہ تیرے پاس وہ لوگ ہین جو بلعام کی تعلیم کو مانتے ہین

اگرچہ معلوم ہے کہ اس کلیسیا کے فرشتہ نے انکی طرفداری تو نہین کی مگر غفلت کے سبب سے
انہون نے کلیسیا مین دخل پایا۔ اگر کوشش کیجاتی تو وے دخل نہ پاتے اور نہ اونپر موثر
ہوتے (جو بلق کے لئے سکہاتا تھا) بلق کے اس بیان مین جو گنتی کی کتاب مین ۲۴ کو ہے
دیکہی سکتے ہین یہہ محاورہ بہت اتا ہے (جب بلعام بنی اسرائیل کے حق مین بد دعا نہ
دے سکا تو بلق کا مطلب پورا کرنیکے لئے اس نے [illegible] جو بیان نہ ہو [illegible]
گنتی ۲۵ باب ۱ و ۲ وغیرہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کا [illegible] ہوئی
غیرون کا کہانا بلعام کے سکہانے سے ہوا +

ان لوگون کا ذکر ۲ پطرس ۲ باب ۱۵۔ آیت مین ہے جو ظاہر تو مسیحی کلیسیا مین شامل ہین
مگر انکے دل بلعام کے سے ہین جو بلق کی دولت کی لالچ کے سبب خدا کے لوگون سے
لعنت کرنے پر مستعد ہوا۔ اور یہودہ کے خط کی ۱۱۔ آیت مین ایسے لوگون کا ذکر ہے اور اوس آیت
مین کہا ہے کہ (وے بلعام کے گمراہی مین) معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ غیرمذہب والے دولتمندون
اور معززون کی خوشامد کرتے تھے اس سے کلیسیا کا نقصان ہوتا تھا +
بتون کی قربانی کہانا کلیسیا کے پہلے مجمع مین منع ہوا جو سنہ ۵۰ع مین یروشلم مین ہوا
تھا اعمال ۱۵ باب اور قرنتیون کے پہلے خط سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اسکا کہانا منع ہے
کیونکہ جب رسول نے اس مقدمہ پر بحث کی تو یہہ نتیجہ نکالا کہ اگرچہ یہہ ازخود یا بذاتہ حرام تو نہین
مگر ہرگز کہانا نہ چاہئے اور ممانعت کے معقول سبب وہان بتلائے گئے ہین۔ اسوقت تک دیندار
لوگ نہین کہاتے تھے مگر گنوسٹک لوگ جو یوحنا رسول کے دنون مین پیدا ہوئے اسکے کہانے
پر بہت زور دیتے تھے۔ بلکہ پولوس رسول کے وقت بہی یہہ فساد ہونیوالا تہا۔ ایک
یہودی نے مسیحی پر یہہ عیب لگایا ہے کہ یہہ لوگ بتون کی قربانیان کہاتے ہین تو [illegible]
ایک مشہور کلیسیا کا معلم اپنی کتاب مین اسکا جواب یون دیتا ہے۔ کہ ایسے لوگ اگرچہ مسیحی
کہلاوین مگر کلیسیا سے خارج ہین ارنیاس کہتا ہے کہ غیرمذہب والون کے ہر ایک مذہبی میلا
مین سب سے پیشتر یہی گنوسٹک لوگ حاضر ہوتے ہین۔ حرامکاری [illegible] کسی مجمع مین [illegible]
[illegible] بتون کی قربانی کے ساتھ حرامکاری بھی ہوتی تہی +

(جس سے مین عداوت رکھتا ہون) کے عوض اہل نسخون مین ہے المسیطح پہلے اور
اسیطرح تیری آن ہی ایسے لوگ ہین وغیرہ ✤

۱۶ آیت

(۱۶) (مونہہ کی تلوار) اس مین ۱۲ وین آیت کی طرف اشارہ ہے مگر بلعام کے ذکر مین
ہی ذکر تھی [illegible] ذرا ہو سیٹنے زرست تلوار لیکر ہو ہو اہوا [illegible] قتل
کیا گیا وغیرہ (تو بہ) دین نہین تو مین آتی ہے۔ آجہہ لڑونگا یعنے اگر تو اب ہوشیار ہی نکرے
اور انکو کلیسیا سے دور نہ رکہے تو جب مین خود اُسکے ساتہہ لڑنے آونگا تو تیرے ساتہہ ہی لڑونگا پس
اگر اب ہوشیاری کرے تو تو بچیگا ✤

۱۷ آیت

(۱۷) مین نعمتون کا ذکر ہے (پوشیدہ من اور سفید پتہر) ان دونون موجود چیزون
کے ساتہہ پوشیدگی ہے۔ اس مین شاید اشارہ ہے گنوسٹکون کے قول کیطرف کیونکہ وہ کہتے
تہے کہ ہمارے پاس ایک راز ہے جو عام مسیحی نہین سمجہہ سکتے ہین اور اس پر بڑا فخر کرتے تہے
خداوند کہتا ہے کہ اُنکے پاس تو یہہ راز نہین ہے مگر جو انپر غالب آتا ہے اُسکو یہہ حقیقی راز
ملیگا اور یہہ میرے پاس ہے اور مین ہی دونگا مگر صرف غالب کو نہ مغلوب کو (من) مین اُسبات
کی طرف اشارہ ہے کہ وہ آسمانی کہانا تہا ✤

اسکا مطلب یہہ ہے کہ یوحنا ۶ باب مین مسیح نے اپنے تئین حقیقی من کہا اور وہان
مطلب ہے مسیح خود اور اُسکی رفاقت یہان بہی یہی مطلب ہے کہ غالب کو مسیح اپنی رفاقت
دیتا ہے جو ایسی شیرین ہے کہ اُسکے چکہنے والے کے سوائے اور کوئی اُسکی شیرینی کو نہین
جان سکتا جیسا کہ اُس نام کی بابت کہا جو اُس پتہر پر کہودا ہوا تہا اور جیسا مسیح نے خود اپنے
شاگردون کو کہا کہ میرے پاس ایسا کہانا ہے جسکو تم نہین جانتے اسیطرح کلیسیا ہی اب دنیا
کے لوگون سے کہہ سکتی ہے کہ ہمارے پاس ایسا کہانا ہے جسکو تم جانتے نہین ہو لیکن
یہہ شیرین رفاقت موت کے بعد کامل ہوگی اسی رفاقت کی طرف یہان اشارہ ہے جسکا مزہ
بتون کی رفاقت سے کہین شیرین تر ہے پتہرون پر نام کندہ کرتے تہے چنانچہ یونانیون
مین دستور تہا کہ ہر ایک بات کا فیصلہ نصف سے زیادہ رای پر موقوف تہا اور لوگون کو پتہر
[illegible] ملجاتے تہے جن پر اپنا نام کندہ کر کے صندوق مین ڈالتے تہے (دنیا نام) [illegible]

مین بہت سی نئی چیزون کا ذکر ہے بلکہ ۱۷ باب کی ۵-آیت مین خداوند کہتا ہے کہ مین سب کچھ نیا بناتا ہون اسکی اصل جگہہ یسعیاہ ۴۳ باب ۱۹-آیت مین ہے اور ۶۵ باب کی ۱۵-آیت مین جو دوسرا نام ہے وہ وہی ہے جو ۶۲ باب مین نیا نام کہلایا ؛

ان دونون مقامون کا مطلب ہے مسیحی کلیسیا-تو یہان مطلب ہے کہ جیسا خدا وند کی ... مین نام نیا ہو گیا اور حال بہی بدل گیا اور بہی زیادہ اسپر ترقی ہوگی اور جو کچھ مکاشفہ ... سب جاتا رہیگا. (پانیوالی کی سوا اور کوئی نہین جانتا) ... ۱۱ باب ۱۰-آیت اگرچہ آسمان پر ایسی خوشی ہوگی جسمین سب شریک ہوسکینگے مگر تو بہی اجنبی اُس مین کبہی شریک نہ ہوسکیگا ؛

خط چہارم تہیوتیرا کی کلیسیا

(۱۸) یہہ شہر پرگامس سے جنوب اور مشرق کیجانب تہا اور مقدنیون کی ایک بستی تہی اب اوسکا نام اکہسار ہے اور ۲۰۰ ہزار مسیحی اُس مین بستے ہین اعمال ۱۶ باب ۱۴-آیت مین اس شہر کا کچھ ذکر ہے وہان کی ایک قرمز بیچنے والی عورت لدیا نامی فلپی مین آئی اور پولوس کی باتون پر دل لگایا اور مسیح پر ایمان لائی-فلپی اور تہیوتیرا کی آمد رفت کا خاص سبب یہی ہوگا کہ وہ مقدونیون کی آبادی ہوئی بستی تہی اور شاید لدیا کے ذریعہ سے تہیوتیرا کی کلیسیا کی بنیاد ڈالی گئی کیونکہ اُسکی بڑی سرگرمی اس سے ظاہر ہوتی ہے غالب ہے کہ اُسنے فلپی سے آکر وہان انجیل کی بشارت دی) کہ جب وہ ایمان لائے تو پولوس رسول اور اوسکے ساتہیون کو اپنے گہر مین رکہا اور انکی خدمت کی اِس مین خداوند اپنے تئین خدا کا بیٹا کہتا ہے اسکی اصل دوسری زبور مین ہے اور ۲ سموئیل ۷ باب ۱۴-آیت کی طرف اشارہ ہے ۱۸ ، ۲۷-آیت کا مضمون بہی دوسری زبور سے نقل کیا گیا ہے یہان خداوند اپنے تئین خدا کا بیٹا اس مطلب سے کہتا ہے کہ لوگ ڈرین کہ مین خدا کا بیٹا ہون اسلئے نہایت ہولناک ہون سارے دشمنون کو اس سے ڈرنا چاہئے اور دوسرے زبور مین بہی اسکا یہی مطلب

ہے یعنے مخالف ڈرائے جاوینگے اور یہی مطلب اِس آیت کے باقی جملون سے بہی ظاہر
ہوتا ہے کہ اِسکے آنکہین آگ کے شعلہ کی طرح یعنے ڈرانیکے لئے اور پاؤن پیتل کیطرح
روندنے کے لئے ۔ پس خداوند اُس کلیسیا کو کہتا ہے کہ تو غیر قومون سے ڈرتی ہے اور
ڈر کر مجہسے بیوفائی کرتی ہے کیا یہہ تو نہین جانتی کہ مین اُنسے بہت ہی ہیبتناک ہون
کیونکہ مین خدا کا بیٹا ہون ❊

(۱۵) اِس کلیسیا مین جو کچہہ خوبی تہی ایک لفظ سے ظاہر ہے جسکا مطلب ہے خدمت
اور خدمت کا وہی مطلب ہے جو پہلے زمانہ کی کلیسیا مین تہا ۔ یعنے غلامون کو چہوڑانا
لاشون کو دفن کرنا اور بہائیون کی خدمت کرنا انہین کامون کی اِس کلیسیا مین ترقی ہوئی
تہی اور یہی کام اُس کلیسیا کا زیور تہی چنانچہ اُسی آیت مین ہے کہ پہلے کام اگلے کامون سے
زیادہ ہوے لئے سو اُنکا حال اُنکے برعکس تہا جنکا ذکر ۲ پطرس ۲ باب ۲۰ آیت مین ہے ❊

اِس کلیسیا کا عیب یہہ تہا کہ جہوٹہی تعلیم کو اپنے بیچ مین گہسنے دیتی تہی اس کلیسیا
کا حال افسس کی کلیسیا کا عین ضد تہا ۔ کہ وہ جہوٹہی تعلیم کی ایسی مخالفت کرتی تہی کہ اسی
مین مصروف ہوکر محبت کے کامون کو بہول گئی ۔ اور یہہ محبت کے کامون مین تو بڑی سرگرم
تہی پر جہوٹہی تعلیم کی اِنسداد مین غافل تہی ۔ آجکل اِن دونون کلیسیاؤن کا حال ہندوستان
اور یورپ کے کلیسیاؤن سے مشابہ ہے تہواتیرا کے کلیسیا کا خطرہ تو یورپ کے کلیسیا کے
لئے ہے کہ وہ محبت کے کامون مین ایسے مصروف ہوئی ہے کہ انکے نمونہ سے غیر مذاہب
والے لوگ بہی ایسے کامون کے لئے اوبہارے گئے اور بہت خطرہ ہے کہ عقائد
تعلیم کے معاملہ مین غافل رہے مگر اس کے برعکس ہندوستان کا حال [illegible]
معاملہ مین [illegible] کامون مین بہت سست ❊

(۲۰) [illegible] اصحاب کی [illegible] ۱ سلاطین ۱۶ باب [illegible] آیت مین اسکا ذکر ہے
کلیسیا کا پہلا دشمن اور بگاڑنے والا تو بلعام تہا ۔ مگر اُسکے بعد یہی عورت کلیسیا کے بگاڑنے
والی ہوئی اور اُس نے اسی طرح سے کلیسیا کو بگاڑا کہ غیر قومون کی خرابیان اسرائیل مین
لے آئی اور جاری کین یہہ نام یعنے ایزابل نکولائیتون کا بہت عمدہ نام ہے [illegible]

کیونکہ یہہ لوگ فرشتہ کی جورو کہلاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نہ صرف
پرگامس کی کلیسیا کی طرح کلیسیا مین گھس آئے تھے بلکہ اس قدر ترقی کی کہ کلیسیا کی حکومت بھی ان کے ہاتھ
مین لی۔ اور اس فرشتہ نے بھی ان کو ایسا اختیار دیا کہ ستارہ کی حالت ہوگئی اور ایسے ہی خاص
یہہ لوگ جو جورو کہلاتے تھے اُس سے بہت نزدیک آگئے ۔

اس فرشتہ پر وہی عیب لگایا جاتا ہے جو اخی اب پر لگایا جاتا تھا کہ اخی اب سب سے بُرا
آدمی تھا اور اصل تو وہ سب سے بُرا نہ تھا۔ مگر یہی اُسکا قصور تھا جیسا ۱ سلاطین ۲۱ باب ۲۵ آیت
مین کہا ہے کہ اُسنے اپنے تئین اپنے اختیار مین نہ رکھا۔ بلکہ اپنے تئین اپنی بیوی کے ہاتھ بیچ
دیا۔ اور اُسکو بُرے کام کرنے دیتا تھا۔ اصل مین آیت کا فعل سب سے اول آیا ہے کہ اس پر
زور ہو۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ یہہ کچھ خفیف سا نہ تھا بلکہ نہایت سخت ۔

(اپنی تئین نبیہ کہتی ہے) ایزبل کے اس نام سے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ایزبل کا باپ صیدون
کا بادشاہ تھا مگر یوسیفس کی تواریخ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایزبل کا باپ عستارات کا سردار کاہن
تھا اور ۲ سلاطین ۹ باب ۲۲ آیت مین ایزبل کی جادوگریون کا ذکر ہے۔ جو اس آیت کے موافق ہے
(۲۲) (مین بستر پر ڈالونگا) یعنے جو زناکاری کے بستر کو پسند کرتی ہے۔ وہ ایک اور بستر پر
ڈالی جاویگی جو زناکاری کا تو نہیں مگر دکھ اور بیماری کے بستر پر (اُسکی ساتھ زنا کرنیوالی)
زنا ایک خاص لفظ ہے اور اس مطلب کے لئے ہے کہ اپنے خصم کو چھوڑ کر اوروں سے بدکاری
کرنا۔ سو یہان مطلب ہے کہ خداوند فرماتا ہے کہ مین اُسکا خصم تھا اُس نے مجھے ترک کیا اور غیرون
سے حرامکاری کی ۔

(۲۳) (اُسکے بچے وہ سب ہین جو اُس کی سنتے ہین اور مانتے ہین یسعیاہ ۵۷ باب ۳ آیت)
(مین اُنکو موت سے مارونگا) یہہ عبرانی محاورہ ہے اور احبار ۲۰ باب ۱۰ آیت مین بھی
(تب سب کلیسیائین مجکو جانینگی یعنے عبرت کرینگی مین دلون اور گردون کا جانچنے والا ہون) یہہ محاورہ
۷ زبور ۹ آیت مین اور یرمیاہ ۱۷ باب ۱۰ آیت اور ۲۰ باب ۱۲ آیت مین ملتا ہے پُرانے
عہدنامہ کے مذکورہ مقامون مین یہہ صفت یہوداہ کی ہے اور یہان وہی صفت خداوند مسیح
کیطرف منسوب کی گئی (سب کلیسیائین) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خطوط صرف اپنے

مکتوب علیہ کی طرف نہیں لکہے گئے بلکہ مطلب یہی تہا کہ سب کلیسیاؤں ان سے فایدہ اوٹہائیں
رہ اپنے کر اسکی کاموں کی موافق بدلا دونگا۔ [illegible] تمہارے حقیقی [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] اور جانتا ہوں ✦

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شیطان کی [illegible] باتیں جیسا کہ وے کہتی ہیں) چنانچہ
لوگ آپ صاف صاف یہہ کہتے تہے کہ ہم شیطان کی گہری باتوں کی تلاش کرتے ہیں اور پایہہ
لیکے ہیں علاوہ [illegible] یہہ آخری فقرہ (جیسا کہ وے کہتی ہیں) صرف گہری باتوں سے
علاقہ رکہتا ہے یعنے وے لوگ کہتے ہیں کہ یہہ خداوند کے ہیں خداوند کہتا ہے۔ ہیں یہہ ہرگز
ہرگز نہیں بلکہ شیطان کی گہری باتیں ہیں اور یہہ ای گنوسٹک لوگون کا یون بیان کرتے ہیں
[illegible] ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ ہم نے [illegible] کی گہری باتیں پاتے ہیں [illegible]
اور [illegible] یون بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی انسے پوچہتا ہے کہ تمہارا کیا عقیدہ ہی
تو چین بجبین ہو کر [illegible] چڑہا کر کہتے ہیں کہ نہایت عمیق ہے (میں اور کچہ بوجہہ تمپر نہین
ڈالونگا) یہہ بات خداوندان کو کہتا ہے جو پاک رہے اور آلودہ نہوئے یہی قول اعمال ۱۵ باب
۲۸۔ آیت میں ہے۔ کلیسیا کی پہلی مجمع نے (جو یروسلیم میں ہوا) جو آزادی غیر قوم والے
مسیحون کو دی تہی گنوسٹک حد سے زیادہ بڑہانا چاہتے تہے اور جو اوس تہوڑے سے
بوجہہ کی بہی جو اس مجمع نے کلیساؤن پر ڈالا تہا نیچے۔ بہا نہیں چاہتے تہے اور برا مانتے
تہے اور وفادار مسیحون کی حقارت کرتے تہے اور کہتے تہے کہ تم ہنوز آزاد نہیں ہوئے
ابتک غلامی کا جوا تمہارے اوپر ہے وہ آزادی صرف ہم ہی کو ملی۔ ان کو خداوند کہتا ہی
[illegible] مت ڈرو اس بوجہہ کے سوا جو تمپر اور تمہارے [illegible] بوجہہ تمپر نہیں ڈالونگا تمہاری حقیقی آزادی محفوظ رہیگی
(۲۵) مین مسیح کہتا ہے کہ تمہارے لئے ضرور ہے کہ جو بوجہہ تم پر ہے اور جسے یعنے تم پر ڈالا
ہے اسکو پکڑے رہو خبردار ان لوگون کے کہنے سے مت پہینکو۔ اب اگر اس بوجہہ

تم رہائی پاؤ تو میری آمد کے دن حقیقی رہائی تمہاری نہیں ہوگی پر اگر اُٹھائے رہو تو
میں اگر وہ بوجھ بھی تم پر سے اُتار پھینکونگا ۔

(۲۶) اور خطوں میں صرف یہہ کہا ہے جو غالب آتا ہے، مگر اس میں جو غالب آتا ہے
اور میرے کاموں کی حفاظت آخر تک کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب خطوں
میں غلبہ سے مراد ہے آخری غلبہ یعنے زندگی کے آخر میں موت کے وقت جس کے بعد
کوئی شکست نہ ہوگی (میری کاموں کو) ۲۲ - آیت میں [illegible] نے کہا کہ اگر تو اپنے کاموں سے
توبہ نکرے مگر اُسکے برعکس یہاں کہتا ہے کہ اُن کاموں کو محفوظ رکھے جو میں اس دنیا میں
کرتا ہوں اور جیسا حکم میں نے اپنے شاگردوں کو دیا ہے (اُسکو میں غیر قوموں پر
اختیار دونگا) یعنے جو کلیسیا یا فرد مسیح کے ساتھ وفادار رہتا ہے اور دنیاکی آلایش سے
آلودہ نہیں ہے اُسکا مآل یہہ ہوگا کہ اس دنیا پر اختیار رکھیگا اس دنیا پر اُسکا اختیار رہے جو اس سے
الگ رہتا ہے اور پاک رہتا ہے نہ اسکا جو گنوسٹک اور نیکولائیوں کیطرح دنیا میں پھنسے ہوئے
ہیں ۱ قرنتی ۶ باب ۱۲ - آیت میں رسول فرماتا ہے کہ سب پر میرا اختیار ہے لیکن میں کسیکے
اختیار میں نہیں ہوں - پولوس تو اچھے معنوں سے اُسکو کہ "سب پر میرا اختیار ہے"
اپنے پر صادق لاتا ہے مگر ایسی بات کو گنوسٹک لوگ برے مطلب سے اپنے پر صادق
لاتے تھے اور یہہ مثال دیتے تھے کہ ایک چھوٹی سی جھیل تھوڑی سی مٹی پھینکنے سے گندی
ہو جاتی ہے مگر سمندر میں کتنی ہی میل کیوں نہ ڈالیں کبھی میلا نہ ہوگا اسی طرح جو آدمی
بدی سے برا ہوا جاتا ہے وہ برا نہیں جسکہ سمندر ہی بلکہ ایک چھوٹی سی جھیل ہے مگر ہم سمندر یعنی [illegible]
سمندر کی مانند کبھی برائی سے برا نہیں ہو جاتا ہم لوگ تو ناپاکی کے کام کرتے [illegible]
نے ناپاکی کا کام نہیں کیا اور غالب ہوا تو ہمیں [illegible]
غالب آوے کلیسیا کا شروع سے یہہ حال ہے کہ جہاں تک وہ غیر مذہب [illegible]
تک اُس سے مغلوب ہوئی اور جہاں تک اس سے الگ رہی وہاں تک اسپر غالب آ گئے ۔

(۲۷) چوپانی کریگا کے عوض زبور میں جہاں سے یہہ اقتباس کیا گیا (توڑیگا) ہے کل
مترجمین نے سپٹواجنٹ کے ترجمہ میں چوپانی کرے گا آیا ہے ان دونوں لفظوں کے

عبرانی الفاظ باہم بہت مشابہ ہین صرف حرکات کا فرق ہے حرفون کا کچہہ فرق نہین ہے- سو سترون کی نقل بیان ہے ◆

(۲۸) مین صبح کا ستارہ دون گا) ۲۲ باب ۱۶- آیت خود خداوند صبح کا ستارہ کہلایا اس کا سبب یہہ ہے کہ ابدی بادشاہت اُس کے ساتہہ ہے اور خداوند کہتا ہے کہ جیسی بادشاہت مین جیتنے والون کو دون گا اور اس ستارہ کی ایک اور تعریف ہے کہ اس کے آنے سے ہمیشہ دن سے گویا یہہ ستارہ دن کا اشتہار لانے والا ہے ◆

باب سوم

خط پنجم سارڈی کی کلیسیا

شہر سارڈی کے مشہور ہونے کا سبب خاص یہہ ہے کہ وہ لوڈیا کی بادشاہت کا دار السلطنت تہا اشوری اور بابلی بادشاہتون کے آخر مین یہہ سلطنت بڑی وسیع اور قوی ہو گئی تہی چنانچہ قریباً سارا ایشیا کوچک اُس کے اختیار مین تہا- جب خورس شاہ فارس نے بابل کو لے لیا تو اوس سلطنت پر چڑہائی کی اُن ایام مین لوڈیا کا بادشاہ کروسس کہلاتا تہا جو اپنی دولت مندی کے باعث سے ضرب المثل ہو گیا- اُن دنون مین ایک مشہور اور نہائیت عالم حکیم سُلون نامی تہا اور اکثر اُسکا یہہ قول تہا کہ (آخر کو دیکہو) جب تک کہ کام کا انجام معلوم نہو- تب تک اُسکو خوش وقت اور اقبالمند مت کہو ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ کروسس شاہ لوڈیا سے ملاقات کرنے گیا بادشاہ نے اپنے کل خزانے اُسکو دکہا کر اُس سے پوچہا کہ کس کو خوشحال کہتا ہے اُسنے سمجہا تہا کہ

ضرور مجھ ہی کو کہیگا کہ تو خوش وقت ہو مگر اُس نے ایک گمنام اتھینی کا ذکر کیا۔ بادشاہ بہت متعجب
ہوا نقل ہے جبکہ خورس شاہ فارس نے اسکو فتح کیا اور بادشاہ کو گرفتار کر لیا تو خورس نے حکم
دیا کہ ایک چتا بنائی جاوے اور کروسس جیتا اُسپر جلا دیا جائے جب یہہ تیار ہو چکا اور کروسس اس
چتا پر رکہا گیا تو اسوقت یہہ سلون اُسکو یاد آیا اور اُسکا نام پکار پکار کہنے لگا سلون سلون۔ جب
خورس نے یہہ سُنا تو مطلب دریافت کیا اس نے سارا ماجرا کہ وہ بادشاہ کہہ سنایا خورس نے اُس
کے دل کی تبدیلی پر ترس کہا کر اُسکے چھوڑ دینے کا حکم دیا اور تب سے خورس نے کروسس
کو برابر اپنے پاس رکہا۔ یہہ ایک نہایت عجیب بات ہے جو شہر سارڈس کا نام سنتے ہی
یاد آجاتی ہے اور بہت مفید بھی ہے اور اس خط سے موافقت بھی رکہتی ہے کہ ہر
مین خداوند سلون سے بھی بہتر کر اپنے شین لوگون کے جانچنے والا اور انجام کو
دیکھنے والا بیان کرتا ہے طبیری قیصر کے وقت یہہ شہر زلزلہ سے برباد ہو گیا قیصر
نے اسکو سر نو تعمیر کرایا گیا۔ ہوین صدی مین ترکون نے اُسکو لے لیا اور تیرہوین صدی مین
تیمور لنگ نے اسکو بالکل نیست و نابود کر دیا اس کے ویرانہ پر اب ایک گانو سارت نام بستا ہے +

(۱) (جو خدا کے سات روحون کو رکہتا ہے) خداوند کے اُس حلیہ مین جو یوحنا رسول کو پہلے
باب مین دکہایا گیا یہہ صورت خداوند کے مرقوم نہین البتہ پہلے باب کی ۴ آیت مین سات
روحون کا ذکر ہے اور ۴ باب کی ۵ آیت مین سات روحین خدا کی کہلاتی ہین اور یہان
سات روحین مسیح کی کہلاتی ہین اس سے باپ اور بیٹے کی شراکت روح القدس مین معلوم
ہوتی ہے اور یہہ کہ وہ ان دونون [illegible] مطلب یہہ ہے کہ مین سب کچھ
دیکھتا ہون اور سب پر [illegible] تو جیتا ہے [illegible] معنی ہے اور
یسی نام کے ساتھ زندگی شامل ہے [illegible] تو جیتا ہے مگر فی الحقیقت تو مردہ
ہے۔ یہان مردہ کا مطلب کلیتہً یہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ اگر بالکل بے حس و حرکت ہو جاتا
تو اُس سے بولنا لاحاصل ہوتا مگر مطلب ہے کہ تو مردہ کی حالت کے نہایت نزدیک پہونچا ہوا ہے
(۲) اس مین خداوند اُس کو کہتا ہے کہ تو ان چیزون کو مضبوط کر جو مرنے پر ہین اس حکم سے
بھی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ زندگی تو اس مین ضرور تھی اور مرنے پر ہونے کا مطلب بھی اسی حیثیت سے کے

آخر سے بخوبی ظاہر ہے کہ مین نے تیرے کامون کو خدا کے سامنے پورا نہ پایا یعنی
ظاہر تو وہ خوب اور زندہ معلوم ہوتے تھے [illegible] ظاہر اُن [illegible] مگر [illegible]
[illegible] جھکے [illegible] [illegible] درحقیقت [illegible]
[illegible] زندگی [illegible] ہے
[illegible] فسی ۵ باب ۱۴ آیت مین بیداری
[illegible] اور [illegible] کا علاقہ بخوبی عیان ہے۔ ویسا ہی بیداری اور زندگی
کا ویسا ہی علاقہ بیان ہوا کہ بیدار ہونا زندہ ہونا ہے +

(۳) [illegible] (مکاشفات ۳ باب) آیت مین یہی مطلب ہے کہ [illegible]
پایا ویسا چلو اور جو کچھ پایا ہے اسکو [illegible] سے [illegible]
کئی جگہ [illegible] باب [illegible] آیت [illegible] باب [illegible] مین [illegible]
[illegible] مثال دیتا ہے اور [illegible] آیت مین [illegible] اور یہہ بات [illegible]
[illegible] ہے کہ بار بار اُسکا ذکر کرتے ہین اس قسم مین دو باتین شامل
ہین اول یہہ کہ چور اچانک آتا ہے۔ دوم [illegible] نقصان کرنے کے واسطے آتا ہے جیسا
کہ [illegible] فرمایا کہ دوسری آمد کے وقت جو لوگ بیدار نہ پائے جائینگے اُنکا نقصان
ہوگا +

(۴) اس [illegible] بھی خداوند یہوع تیرا کے خط کی طرح اُن کے طرف مخاطب ہوتا ہے جو
[illegible] ہے اگرچہ یہہ کلیسیا تھیوتیرا کے کلیسیا کی نسبت زیادہ بگڑگئی تھی تو بھی ایسے
[illegible] لوگ اس مین تھے اُس سے باہر نہین نکل گئے تھے +

(۵) جنہون نے پوشاک سفید کی) شروع مین دستور تھا کہ اصطباغ کے وقت سفید کپڑے
پہنتے تھے البتہ اب بھی سفید ہی کپڑے پہنتے ہین مگر یہہ کچھ مقرر دستور نہین ہے مطلب یہ
کہ جس حال مین وہ مسیح کے پاس آئے اُسی حال مین اب تک ہین اور وہ میرے ساتھ چلتے
پھرتے [illegible] کے خیال سے یہہ کہا گیا کہ وہ آسمان مین میرے ساتھ چلتے پھرینگے
[illegible] ساتھ) جیسا کہ یوحنا ۱۷ باب [illegible] آیت مین مسیح نے دعا مانگی کہ وے میرے

ساتھ ہو وینگے (اسلیئے کہ وہ لائق ہین) اُن کی لیاقت صرف اتنی ہی ہے کہ مسیح کے اُسی آنے کے وقت جبتک مسیح سے نہین ملینگے تب تک اُنہون نے حفاظت سے رکھا۔ اور [illegible] مطابق [illegible] وقت ہوا لیکن اُنہون نے یہہ پہلے نہین [illegible]

شہیر ہے +

(۵) اسکی اصل جگہ خروج ۳۲-۳۳-باب ۳۲ و ۳۳ آیات اور ۶۹-زبور ۲۸ آیت مین خروج مین ایک کتاب کا ذکر ہے جسکا مطلب وہان ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتاب زندگی کی کتاب ہے اور زبور مین تو صاف زندگی کی کتاب کا ذکر ہوتا ہے۔ اس آیت کا دوسرا فقرہ پہلے فقرہ کی تفسیر ہے۔ یعنے سفید پوشاک پہنا لینے کا مطلب یہہ ہے کہ مین اُنکا نام کتاب حیات سے کاٹ نہ ڈالونگا اور اپنے باپ کے حضور اُن کا اقرار کرونگا۔ یہہ بات تو اس وعدے سے خودبخود نکلتی ہے کہ جو اپنی پوشاک میلا ہونے دیگا۔ اُسکو مین [illegible] اپنی کتاب حیات سے کاٹ ڈالونگا (فرشتون کے آگے) متی ۱۰ باب ۳۲ و ۳۳ آیت لوقا ۱۲-۸ و ۹ پر یہہ [illegible] موقوف تھے جنمین باپ کا ذکر ہے اور لوقا مین صرف فرشتون کا پر بیان اُن دونون کا [illegible] خط مین نام بہت بار آیا اول۔ چہارم پنجم آیات مین پہلی آیت مین تو خالی نام ہی کا ذکر رہا مگر چوتھی اور پانچوین آیات مین جنمین ایمانداروں کے نام مذکور ہوئے ہین وہ خالی نام ہی نہین بلکہ اُن کے جیسے نام ہین ویسے ہی کام بھی ہین +

مکتوب ششم فلادلفیا کی کلیسیا

یہہ شہر پرگام کے ایک بادشاہ نے بنایا تھا جسکا نام اٹلس فلادلف تھا اُس نے اپنا نام اِس شہر کو دیا بہت دنون تک تو یہہ ترکون سے محفوظ رہا پر آخر کو ۱۳۹۰ سنہ مین بایزید نامی ترک کے ایک سپہ سالار نے اُسکو لے لیا اب اُسکا نام النہ شہر ہے یہان چوبیس گرجے گہرون کے کہنڈر مین

(۷) اِس مین خداوند اپنا بیان یون کرتا ہے (وہ جو پاک ہے وہی جو سچا ہے) جب خداوند زمین پہنچا تو پہلے شیاطین نے اور پہر بطرس نے پہچانا کہ "یہہ خدا کا قدوس ہے"۔ لیکن

یہان خداوند اپنے تئین خدا کا قدوس نہین کہتا اِس مین پرانے عہد نامہ کی اُن آیات کی طرف اشارہ ہے جہان خدا اسرائیل کا قدوس کہلایا ہے - البتہ فرشتگان بہی پاک ہین مگر خدا کے سوائے اور کوئی کبہی [illegible] یعنی پاک نہین کہلایا یعنے پاک تو اور بہی کہلاتے ہین مگر آرٹیکل کے ساتہہ کبہی کوئی خدا کے سوائے نہین کہلایا اِس سے مسیح کی الوہیت اظہر من الشمس ہے - ۱ یوحنا ۵ - باب ۲۰ - آیت مین مسیح الحق کہلایا ہے مسیح کے یہہ دونون مرقومہ بالا صفات کلیسیا کے لئے نہایت تسلی کی باعث ہین کیونکہ کلیسیا یہودیون سے ستائی جاتی تہی - اِس دُکہہ کی حالت مین خداوند کلیسیا کو کہتا ہے کہ تو مت ڈر کیونکہ مین وہ ہون جو قدوس ہے اور جو حق ہے اِس لئے یہہ ناپاک یہودی تجہپر غالب نہ آسکین گے اور جب تجہپر غالب نہ آوین گے تو تجہہ پر کیونکر آسکین گے (داؤد کی چابی) اِسمین اشارہ ہے یسعیاہ - ۲۲ باب ۲۲ - آیت کیطرف جس مین الیاقیم کے کندہے پر داؤد کی چابی رکہنے کا وعدہ ہے اور وہان الیاقیم سے مراد ہے مسیح ●

داؤد کی چابی یعنے داؤد کے گہر کی چابی - داؤد کا گہر خاندان شاہی تہا سو جس کے پاس اُسکے گہر کی کُنجی ہے وہ اُس کی بادشاہت مین لوگون کو داخل بہی کر سکتا ہے - اور روک بہی سکتا ہے اور جب کہ سارے وعدے داؤد اور اُس کے خاندان کے ساتہہ کئے گئے تہے جو کوئی اُن وعدون مین شریک ہونا اور خدا کی رضامندی چاہتا ہے کیونکہ اُنہین وعدون کے ذریعے رضامندی ہے اُسکے لئے ضرور ہے کہ داؤد کے گہرانے سے علاقہ رکہے - پس داؤد کی چابی کا مطلب نجات کی چابی ہے اُسکو مسیح نے آسمان کی چابی کہا ہے متی ۱۶ - ۱۹ - آیت - سمتام سے رومی کلیسیا کا ایک عقیدہ غلط ٹہرتا ہے کیونکہ مسیح نے پطرس کو آسمان کی کُنجی ایسی نہین دی کہ اُس کے ہاتہہ مین بالکل نہین رہی کیونکہ ستے برس کے بعد خداوند کہتا ہے کہ وہ چابی میرے پاس ہے ●

۸ (کہلا ہوا دروازہ) اِس کے دو مطلب ہین ایک تو ساتوین آیت سے علاقہ رکہتا ہے اور دوم نوین آیت سے اوّل یہہ کہ مین نے تیرے لئے آسمان کی بادشاہت کا دروازہ کہولا ہوا ہے اب یہہ یہودی لوگ اِس کو بند نہین کر سکتے ہین دوم یہہ کہ مین نے تیرے [illegible] اور [illegible] پیغام کرنے [illegible] کہولا ہے کہ تو خدا کی بادشاہت کو اُن مین پہیلا دے سبیا [illegible]

۱۔ کر نتھیون ۱۶ باب ۹ آیت پولس کہتا ہے کہ میرے لئے ایک دروازہ بڑی کام کرنے کا وسیع کہلا ہے۔ اور مخالف بہت سے ہین۔ (تیرے پاس تہوڑا ہی زور ہے) متی ۲۵ باب ۱۵ آیت مین جو تمثیل ہے اُس سے یہہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ خداوند ہماری طاقت اور لیاقت کے موافق ہمارا انصاف نہین کریگا بلکہ اُس کام کے موافق جو ہمنے اپنی حیثیت کے موافق کیا۔ تمثیل مین تو اُس تہوڑی طاقت والے نے کچہہ کام نہین کیا مگر اس کلیسیا نے اپنی تہوڑی ہی طاقت سے بہت سا کام کیا اور نکرنا اور خود کہنے سے کہ تو نے میری کلام کی حفاظت کی اور میرے نام کا انکار نہین کیا۔ اِس کلیسیا کے حق مین مسیح کا وہ وعدہ پورا ہوا کہ جس کے پاس ہے اُسکو دیا جاویگا ✦

(۹) (دیکہہ مین بعضون کو شیطان کی جماعت مین سے دیتا ہون) یعنے مین اُس مین سے بعضونکو تجہہ مین ملاونگا اور میرے علیین اس کام کا کرتا ہے اور اِس ارادہ کے پورا ہونے کے وقت پر گویا کہڑا ہو کر کہتا ہے کہ مین ایسا کرونگا۔ اِس آیت کا آخری حصہ یسعیاہ ۶۰ باب ۱۴ آیت اور ۴۰ باب ۱۴ آیت سے ملتا ہے اور اِس مین جو فروتنی ہے یہہ ظاہری نہین بلکہ خداوند کی اطاعت اور فرمان برداری کی فروتنی ہے ✦

(۱۰) (صبر کا کلام) یعنے وہ کلام کہ جس مین مین نے صبر کرنے کی نصیحت کی خصوصاً متی ۲۴ باب ۱۳ آیت مین کہ جو آخر تک سہے الخ اِس لئے (مین بہی تجہے حفاظت سے رکہونگا) جیساکہ نوح نے خدا کی کلام کو مانا اور جبکہ اور لوگ ہنستے اور ٹہٹہہ کرتے تہے اُسوقت اُسنے کلام کو تہامتا پہر اُسکو تو خدا نے محفوظ رکہا پر اور لوگ ہلاک ہو گئے۔ لوقا ۲۱ باب ۳۶ آیت بہی اس کے موافق ہے (اُس آزمایش کی گہڑی سے الخ) یعنے یا تو وہ گہڑی تجہہ پر آویگی پر تو سلامتی سے اُس مین سے نکل آویگا۔ اور یا اُس مین آنے نپاویگا یعنے وہ گہڑی تجہہ پر نہین آویگی۔ یہہ گہڑی کون سی ہے البتہ بہت گہڑیان تو ہین لیکن خاص کر کے عدالت کے پیشتر ایک گہڑی آویگی جو سخت آزمایش کی ہوگی جسکا ذکر مسیح نے متی ۲۴ باب ۲۱ آیت مین کیا ہے کہ دنیا کی پیدایش سے اب تک ایسی گہڑی نہین آئی اور اُن بہت سی گہڑیون مین سے چند گہڑیان مثلاً یروشلم کی بربادی کی گہڑی اور رومی بادشاہت کی بربادی اور گذشتہ صدی مین جو فرانس کا غدر ہوا۔ یہہ گہڑی سبہون کے امتحان کرنے کو ہے (جہان کے سب باشندون کو) جو دنیا دارون کے امتحان کیلئے ہی ہے تاکہ اُن کی بے

ایمانی بخوبی ظاہر ہو جاوے (زمین کے رہنے والون کے لئے) اِس کتاب مین اِس محاورہ کا مطلب
دنیادار لوگون سے ہے۔ کیونکہ وے نہ صرف اِس زمین پر رہتے ہین بلکہ اُنکا دل اِس زمین مین لگا ہوا ہے۔
جیسا کہ لوقا ۲۱ باب ۳۵ آیت مین ہے کہ وہ جال کی طرح اُنپر پہیل جاوے گا جو زمین پہ بیٹھے ہوئے ہین
تو ہو نہین سکتا کہ اسمین مسیح کے ایمان دار بہی شامل ہون ❖

(۱۱) جیسا کہ تہیوتیرا کی کلیسیا کو کہا ویسے ہی اِس کو بہی خداوند کہتا ہے (کہ وہ جو تیرے پاس ہے
اُس کو پکڑے رہ) یعنے اگر تو اِسکو جو مین نے تجہے دیا ہے مضبوطی سے پکڑے رہے تو مین اُسکو
جو تیرا میرے ہاتہ مین ہے ضرور ہی پکڑے رہونگا (کوئی تیرا تاج نہ لے لے) اِسکا یہہ مطلب نہین کہ
تیرے دشمنون مین سے کوئی اُسکو اپنے واسطے نہ لے لے کیونکہ اُس کو تو کسی صورت سے لے جا
نہین سکتا۔ مگر یہہ کہ مبادا کوئی تجہ سے چہین لے یعنے تجہ کو ایسا بہکاوے کہ تو اُس سے
محروم رہے ❖

(۱۲) یہان ہیکل کا ذکر ہے نئے عہدنامہ کے اور مقامات مین جہان کہین ہیکل کا ذکر ہے تو اِسکا مطلب
خدا کی کلیسیا سے ہی جو اب موجود ہے۔ مگر یہان اِسکا مطلب اُس کلیسیا کا ہے جو آسمان پر ہونیوالی
ہے ۲۱ باب ۲۲ آیت مین جہان نئے یروسلم کا ذکر ہے وہان ہیکل کا ذکر نہین ہے مگر تو بہی وہ آیت
اِس آیت سے مختلف نہین ہے کیونکہ وہان ہیکل کا اِس لئے مذکور نہین ہوا کہ نئے یروسلم سراسر خود
ہیکل ہے۔ اور وہی ہیکل یہان مذکور ہے۔ اب تک تو مسیحی لوگ اُس ہیکل کے پتہر کہلاتے پر یہان
ستون کہلاتے ہین۔ ممکن ہے کہ پتہر دیوار مین سے نکل جاوے مگر ستون کسی طرح نہین نکل سکتا
جب تک کہ گہر نہ ڈہایا جاوے پس کلیسیا ابدالآباد رہیگی اور اُسکے ساتہ سچے مسیحی لوگ
بہی ابدالآباد رہینگے الغرض اب جو اُس ہیکل سے دور ہو جانیکا خوف ہے وہ بہت باقی [illegible]
بعضون نے سمجہا کہ اِس وعدہ کے بیان کئے جانے کا خاص سبب یہہ ہے کہ فلادلفیا مین بہونچال
بہت ہوتے تہے تو خداوند وعدہ کرتا ہے کہ تو ستون کے مانند ہوگا اور بہونچالون سے گریگا
نہین (اور اُسپر تین نام لکہونگا یعنے خدا کا نام اپنا نام اور نئے یروسلم کا نام) یہہ نام ابدالآباد تک
اُس پر قائم دائم رہینگے اور جیسا کہ کوئی اپنی چیز پر اپنا نام کہدواتا ہے کہ اُس کی ملکیت [illegible]
ہو ویسے ہی یہہ نام اِس بات کے نشان ہونگے کہ یہہ میری ہی خدا کا نام ہے [illegible]

خدا نے کہا کہ مین اُن کا خدا ہوونگا اور وے میرے لوگ ہونگے اور جب خدا کے شہر کا نام اُس پر
لکہا جاویگا تو یہہ ظاہر ہوگا کہ یہہ شہر خدا کا ہے ۔ اور شہر کے تمام حقوق اپنے مالک پر ہوتے
[illegible] وارث ہوگا اپنا نیا نام جیسا ۲ باب ۱۷ آیت مین جسکو کوئی نہین [illegible] ہم ماتہی پلیس پہ نام کی کلیسیا
[illegible] دلگا جیسا [illegible] اسنے دا [illegible] کہا جاتا ہے الوتس
[illegible]
[illegible] بیان ہو [illegible] کیا ہوگا ۔

مکتوب ہفتم لاودیقیا کی کلیسیا

لاودیقیا کا اصل نام دیوس پولی تہا جب وہ کچہہ ویران ہوگیا تہا تب انطاکیہ کے ایک بادشاہ نے اُس کو بسایا اور اپنی بی بی کے نام پر اُس کا نام لاودیقیا رکہا ۔ مسیح کے زمانہ کے قریب وہ بڑا وسیع اور نامور شہر تہا ۔ لیکن ۶۰ سنہ عیسوی مین ایک بڑے بہونچال سے برباد ہوگیا ۔ وہان کے باشندگان ایسے دولتمند تہے کہ بغیر کسی سرکاری مدد لینے کے اُنہون نے خود اُس شہر کو ازسرنو تعمیر کیا ۔ بعد ازان ترکون نے اُسکو بیخ و بُن سے اُکہاڑ دیا اب اُس شہر کی کہنڈر دور دور تک ہین اور یہین ایک چہوٹا سا گانون اسکی حصار نام آباد ہے ۔

(۱۴) اس مین مسیح اپنے تئین آمین کہتا ہے اور اشارہ یسعیاہ ۶۵ باب ۱۶ آیت کیطرف ہے جہان "آمین کا خدا" آیا ہے ۔ لفظ آمین کا مطلب تہا سچ ۔ پر اب اُسکا استعمال ہوگیا ہو سچائی سے ۔ یسعیاہ مین جو "آمین کا خدا" ہے اسکا مطلب ہے کہ جو کچہہ وہ کہتا ہے وہ آمین کے لائق ہے کچہہ شک وشبہہ کی جا اُس مین نہین ہے وہ بالکل قابل یقین اور برحق ہے اور یسعیاہ کے اُسی مقام سے یہہ بات بہی ظاہر ہے کہ وہان آخری زمانہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو مسیح کی پہلی آمد سے شروع ہوا یعنے خدا آخری زمانہ مین مسیح مین ہوکے ظاہر ہونے والا ہے ۔ اور آخری زمانہ مین خدا کا ظہور مسیح مین ہوگا ۔ تو وہ مسیح بہی آمین کا خدا ہے کیونکہ اُس مین خدا کی سچائی ایسی ظاہر ہوئی کہ

جیسے آگے کبہی نہین ہوتی تہی - چنانچہ یوحنا رسول فرماتے ہین کہ شریعت تو موسیٰ کی معرفت دی گئی پر فضل
اور سچائی مسیح [illegible] اور پولس رسول فرماتے مین کہ خدا کے جتنے وعدے ہین مسیح مین اُنکی ہان اور
[illegible] کرنتھیون ۱ باب ۲۰ آیت اور یہہ آمین کا خدا جو [illegible] مین ظاہر ہوا تو اپنے اقوال کے ثبوت مین
تو بہی [illegible] یعنی آمین آمین جسکا ترجمہ ہوا سچ سچ کہتا ہون - اِس آیت مین پہلا فقرہ کا
مطلب اِس کے بعد سے کُھلتا ہے - یعنے یہہ کہ اِس خط مین خداوند لاودیقیا کے فرشتہ کو بہت
سرزنش اور ملامت کرنے کو ہے اِس لئے اپنی سچائی اور سچے گواہ ہونے پر زور دیتا ہے کیونکہ اگر وہانکے
فرشتہ کو پہلے یہہ معلوم نہوتا کہ میرا ملامت کرنے والا ایسا سچا ہے تو شاید اُسکی ملامت کی برداشت نہ کرتا
مگر اب چونکہ وہ جانتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے سب راست اور حق ہے لہذا اُس کی ملامت کو اپنے حق
سے زیادہ نہین سمجہتا بلکہ اُسکو اپنا حق جانتا ہے کیونکہ یہہ اُس کی ملامت بہی حق اور سچ ہے پہر نہ صرف
ملامت کی تقویت کے لئے بلکہ وعدہ کی مضبوطی کے لئے بہی جو اِس خط کے آخر مین ہے مسیح اپنے
تئین آمین کہتا ہے - (خدا کی خلقت کا شروع) البتہ اگر یہی فقرہ ہوتا تو ہم یہہ مطلب نکال
سکتے کہ جسکو خدا نے ساری خلقت کے پیشتر پیدا کیا - مگر جب ہم اور سب مقامون کو جو اُسی مضمون مین
ہین اِس سے مقابلہ کرتے ہین تو یہہ مطلب ہرگز نہین نکلتا ہے - اِسی کتاب مین مسیح الفا کہلاتا ہے
پس اگر وہ مخلوق ہوتا تو الفا کیونکر کہلا سکتا یونانی مین شروع کے لئے جو لفظ ہے اُس کا مطلب
اصل بہی ہے - چنانچہ کلسی ۱ - باب ۱۸ - آیت مین قرینہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہان اِس لفظ کا
مطلب اصل ہے نہ شروع پہر سلیمان کی حکمت کی کتاب مین لکہا ہے "کہ بت پرستی تمام بُرائی کی اصل ہے"
اور نیکودیم کی جعلی انجیل مین لکہا ہے کہ شیطان موت کی اصل اور گناہ کی جڑ ہے " - ان سب
مقامون پر یونانی مین وہی لفظ ہے جو یہان ہے اور جسکا ترجمہ شروع ہوا - پس یہان بہی ضرور
اِس لفظ کا مطلب اصل ہے نہ شروع یعنے وہ خدا کی تمام خلقت کی اصل ہے اور اُسی سے خدا نے
ساری خلقت کو پیدا کیا - پس جب کہ یہہ ایسا ہے تو اِس مین بہول یا دہوکہ کا امکان نہین ہو سکتا البتہ
جب پہلے اُس نے اپنے تئین سچا گواہ کہا تو بہی اُس مین دہوکہ کا امکان رہا مگر جبکہ وہ ساری خلقت کا
اصل ٹہیرا تو سارا امکان دور ہو گیا نہ تو وہ دہوکہ کہا سکتا ہے نہ دے سکتا ہے کیونکہ وہ سب کچھ جانتا
ہے جیسا کہ ۲ - باب ۲۳ - آیت مین لکہا ہے کہ مین وہ ہے جو اُن کے دلون کا جانچنے والا ہے

اور جب دلون کا بنانے والا ہے تو سارے کامون اور ارادون کا جاننے والا ہے اور جب وہ لوگ
اصل ہے تو لاودیقیا کی کلیسیا کی بابت دہوکہ کہا نہین سکتا ہے ⁂

(۱۵) گرم سے مراد ہے مسیح کی محبت سے بہرپور اور سرد سے مراد ہے اُس سے خالی ہونا - غزل الغزلات ۸ باب ۶ - آیت مین عشق (اصل مین محبت) آگ کہلاتی ہے - شیر گرمی کیا ہے - گرمی بہی ظاہر ہوتی ہے اور سردی بہی معلوم پڑتی ہے - شیر گرمی وہ ہے جو معلوم نہین ہوتی ہے - ہان حقیقتاً سردی ہے پر معلوم نہین ہوتا کہ سرد ہے یا گرم - اکثرون نے سمجہا کہ یہ درمیانی حالت ہے نہ سرد نہ گرم یعنے نہ مسیح کے بالکل مخالف اور نہ بالکل دوست مگر جبکہ مسیح کہتا ہے کہ کاشکے یا تو گرم یا سرد ہوتا تو اگر اِسکا مطلب درمیانی حالت ہو تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسیح اُس کو جو قدرے اُسکا دوست ہے کہے کہ کاشکے تو بالکل سرد یعنے میرا مخالف ہوتا - کیونکہ بالکل مخالف ہو جانے سے درمیانی حالت تو بہتر ہے اور جو لوگ مسیح کی محبت سے خالی ہین اور اپنی اِس تہی دستی کو جانتے ہین اور اُس حالت سے دکہ بہی پاتے ہین جیسا کہ سردی سے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے پس اُنکی حالت بہتر ہے اُن سے جو غافل ہین اور اپنے تئین جانتے نہین کہ کیسے ہین - چنانچہ خداوند نے بہی کہا کہ مبارک وہ جو غریب ہین "حالانکہ اُن سے بہتر وے ہین جنہون نے حقیقی دولت پائی - ٹہیک اسیطرح یہان بہی کہتا ہے کہ مبارک وے جو سرد ہین یعنے جنکو اپنی سردی معلوم ہوتی ہے حالانکہ زیادہ مبارک وے ہین جو گرم ہین اور سردی کے مبارک حالی آخری فقرہ سے ظاہر ہے - کہ شیر گرم کو مسیح اپنے موہنہ سے نکال پہینکنے پر ہے اور اِس سے نفرت رکہتا ہے ⁂

(۱۷) مین مذکورہ شیر گرمی کی تفسیر ہے - کہ تو کہتا ہے کہ مین دولتمند ہون [illegible] اپنے حال کو نہین پہچانتا ہے کہ تیرا کیسا برا حال ہے جو تجھے بہی [illegible] ۱۱ باب ۵ - آیت مین دولت سے مطلب ہے روحانی دولت - ویسے ہی یہان روحانی دولت کا مطلب ہے - اور اُس کا حال اُس فریسی کا سا تہا جس نے کہا کہ مین شکر کرتا ہون کہ مین ایسا نہین الخ پر ایسون کی بابت مسیح نے کہا (کہ وے بہلے چنگے ہین) یعنے اپنے تئین بہلے چنگے جانتے ہین - پہر - (جو کہتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین ہم بینا ہین) - جن کی نسبت خود مسیح نے فرمایا یوحنا ۹ باب ۴۱ - آیت مین کہ "تمہارا گناہ بنا رہتا ہے - ایسون کو

یہہ سچا گواہ جو دلون اور گردون کو جانچتا ہے کیا کہتا ہے یہ کہ تیرا ایسا خراب حال ہے کہ سب کمبختون سے تو ہی زیادہ کمبخت اور خراب حال ہے اور زیادہ تر تیری کمبختی اور خرابی اس مین ہے کہ تو اپنی اس بُری حالت کو جانتا نہین جیسا کہ وہ بیماریان زیادہ تر مہلک ہین جن [illegible] ہوتا ہے۔ اسی طرح [illegible] زیادہ تر [illegible] [illegible] [illegible] مفلس۔ اندھے [illegible] [illegible] مفلس ہے پر تو اپنے افلاس کو جانتا نہین۔ علے ہذا القیاس +

آیت (۱۸) مین مسیح اُس کی بدحالی پر رحم کر کے اُس کو صلاح دیتا ہے کہ "تو مجھ سے مول لے" مجھ سے کیون کہ میرے ہی پاس ہے۔ اور کہین نہین۔ مول لے فی الحقیقت یہہ قیمتاً نہین ملتا بلکہ بالکل مفت بر عکس اسکے جو کوئی قیمت دینا چاہتا ہے اُس کو مل نہین سکتا۔ جیسا کہ اسی کلیسا نے چاہا پر نہ ملا یہہ قول ملتا ہے یسعیا ۵۵ باب ۱۔ آیت سے واضح ہو کہ وہان بے قیمت مول لے۔ کہا ہے جس سے یہہ ظاہر ہے کہ یہہ مول لینا ایسا ہے کہ جس کے عوض سونا چاندی نہین دیا جاتا جیسا کہ رواج ہے اور اگر یہہ مفت ملتا ہے تو مول لینا کیون کہا اس کا مطلب یہہ ہے کہ اگرچہ گنہگار آدمی مسیح سے مفت فضل پاتا ہے۔ پر اس مفت پانے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ اپنے سے نکالنا ہوتا ہے سو وہ ہمارا اپنا بھروسہ غرور اور دولت کا فخر ہے جیسا کہ اس کلیسا مین تھا۔ پس ان سب کو چھوڑ کر اُس کو لینا ہوتا ہے جو ایک طرح کا لین دین ہے چنانچہ متی ۱۳۔ باب ۴۴ و ۴۵ و ۴۶۔ آیتون مین مذکور ہے کہ وہ اپنا سب کچھ بیچ کر اُس موتی کو خریدتا ہے بغیر بیچنے کے اُس کو وہ موتی نہین مل سکتا سونے سے مراد ہے سچا ایمان جیسا ۱۔ پطرس ۱ باب ۷۔ آیت مین ہے کہ تمہارا ایمان سونے سے بہتر ہے اگرچہ وہ تایا ہوا ہو۔ اور یعقوب ۲ باب ۵۔ آیت مین بھی "سفید پوشاک" سو مطلب ہے سچی راست بازی جو سارو ہی کے خد مین مذکور ہوئی۔ انجن کا مطلب ہے سچی دانائی جو روح القدس سے ملتی ہے۔

آیت (۱۹) جو کوئی اپنے آپ کو غیر محتاج جانتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کچھ کمی نہین ہے وہ ماننے کو

اصلاح کو ہرگز نہین مانتا ہے - یہی حال ودان کے کلیسیا کا تہا - اِس لئے مسیح یہہ بات کہتا ہے
کہ مین جتنون کو پیار کرتا ہون اُنہین کو تنبیہ کرتا ہون اور تجہے بہی تنبیہ کرنا محض
پیار ہی کے سبب سے ہے اِس لئے اُس کو بُرا نہ مان بلکہ پذیرا کر - واہ! کیا ہی عجیب محبت ہے
تنبیہ [illegible] سمجھتے ہین [illegible] کی اصلاح کو پذیرا نہین چاہتے ہین اُن
[illegible]
وہ محبت لزامت ضرور ہے کہ ہمین ملامت بہی کرے اور بے ملامت نہ رہے پس جب ہم
اُس کی ملامت کے شنوا نہین ہوتے تو وہ ہم کو تنبیہ کرتا ہے مگر تو اُس ملامت سے اور
تنبیہ سے یہہ خواہ مخواہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمارا فدر فائدہ ہی ہو سو اِس لئے وہ کہتا ہے
کہ تو بہی اپنا کام کر اور اپنی خود مختاری کو کام مین لا - اُسی حال مین مسیح کی ملامت
اور تنبیہ مفید ہوگی یعنی کہ اپنی سیر گرمی سے توبہ کر جس کا پہلا قدم یہہ ہے کہ اپنی سرد گرمی کو
پہچانے +

(۲۰) اِس کی اصل جگہہ غزل ۵ باب ۲ سے ۶ آیات تک ہے خصوصاً ۲- آیت - اور جو
مسیح کی آواز کے شنوا نہین ہوتے اُن کا حال باقی آیات مین مندرج ہے - اِس
کھٹکھٹانے سے مراد وہی ملامت اور تنبیہ ہے اور مسیح کی جو محبت ۱۹ وین آیت مین
دیکھ چکے وہی اِس آیت مین بہی ہے کہ وہ ہمارے دلون کے دروازون پر کھڑا ہو کر
کھٹکھٹاتا ہے (اگر میری آواز سُنے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نہ صرف
کھٹکھٹاتا ہے بلکہ ساتھ ہی بولتا بہی ہے کہ مین آن اب دل مین - یاد رکھنا چاہئے
کہ جب مسیح کہڑا ہے اور اندر آنا چاہتا ہے تو کیون خود دروازہ نہین کہول لیتا - تاکہ وہ
اندر آجاوے مگر یہہ خیال تو آدمیون کی تہذیب و اخلاق سے بعید ہے کہ بے اجازت
اندر آوے (مین کہانا کہاؤنگا) ہمارے دلون مین کون سی ایسی چیز ہے کہ جسکو
وہ کہانا چاہتا ہے؟ وہ ہماری محبت ہے جس کو وہ اپنی خوراک بنانا چاہتا ہے -
اور دستور تو یہہ ہے کہ جب کوئی کسی کے گہر جاتا ہے تو اُس کے پاس سے کہاتا ہے اپنے
پاس سے نہین کہلاتا مگر جب مسیح ہمارے پاس آتا ہے تو نہ صرف ہمارا کہانا ہے بلکہ

ہم کو اپنے باغ کا پھل کھلاتا بھی ہے ۔ آسودہ کرتا ہے ۔ غزل ۴ باب آخری آیت اور ۵ باب ۱ آیت کی طرف اشارہ ہے اور غزل ۲ باب ۴ آیت میں بھی ذکر ہو چکا ہے ان دونوں مقاموں میں بھی یکدوسرے کے گھر میں کھانے کا ذکر ہے جیسے یہاں اور یوحنا ۱۴ باب ۲۳ آیت [illegible]

[illegible]

[illegible] عمدہ ہے اور لوقا ۱۲ باب ۳۷ آیت میں جو وعدہ ہے وہ بھی بہت عمدہ ہے ۔ البتہ ہمارے خداوند کا ہماری خدمت کرنا نہایت عجیب بات ہے پر اس سے بڑھ کر یہ عجیب ہے کہ اپنے تخت پر ہم کو بٹھاوے اور اپنی بادشاہت میں ہم کو شریک کرے (جیسا کہ میں غالب آیا وغیرہ) یہ کیسی محبت کی بات ہے دیکھو اس کا غلبہ تو کامل پر ہمارا ناقص ہے اور اس کا غلبہ محض اس کے اپنے زور سے ہوا پر ہمارا محض اس کے فضل سے پر تو بھی اپنی محبت کے سبب ہمارے ناقص غلبہ کے پھل کو اپنے کامل غلبہ کے پھل کے برابر کر دیتا ہے ❖

باب چہارم

اس باب سے دو مطلب نکلتے ہیں ۔ اول یہ کہ یہ اس حصہ کا جو ۴ سے ۸ باب تک ہے دیباچہ ہے اور دوم ۔ ہم اس کو ساری کتاب کا دیباچہ بھی کہہ سکتے ہیں اس باب کا خاص مضمون اس مکان اور اس مکان کی آرایش کا بیان ہے ۔ جس میں حاضر ہو کر یوحنا رسول نے یہ رویتیں دیکھیں ۔ کیونکہ رویت کے لئے بھی خواب کی طرح مکان ضرور ہے ۔

اسلئے یہان پہلے اُس مکان کا ذکر آیا جہان آیندہ رویتین دیکھی گیئین۔ گو اُس مکان کے اسباب آیندہ کا
ذکر آگے چلکر لیگا پر تاہم نصف سے زیادہ بیان جہان ہوئے اور آرائیشیر. بھی وہی مطلب
نکلتا ہے - جو اس [illegible] کتاب سے [illegible] آیا ہے [illegible] جیسا کہ تسلی . [illegible]
[illegible]

[illegible]

کر رسول چڑھ گیا مگر لکھا ہے [illegible] روح مین آگیا [illegible] پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
آسمان پر چڑھ جانے اور روح مین آجانے کا ایک ہی مطلب ہے - کیونکہ روح مین آجانے سے
زمینی اشیا غایب ہو جاتی ہین اور آسمانی چیزون کی طرف نظر کہل جاتی ہے حزقیل
ا باب ا و ۳ - آیات مین لکہا ہے کہ آسمان کہل گیا اور تیسری آیت مین یہ تفسیر ہے کہ
کلام پہنچا جیسا کہ پہلے باب مین لکہا ہے کہ مین روح مین آگیا وہی یہان مرقوم ہے اسکا
سبب یہ ہے کہ ان دو رویتون کی علیحدگی ظاہر ہو اور معلوم ہو جاوے کہ ان دونون رویتون کے
بیچمین یوحنا اپنی اصلی حالت مین آگیا تہا - آسمان کی جو کیفیت اس باب مین بیان ہوی سے
یہی کیفیت ہمیشہ آسمان کی نہین رہتی ہے - مگر یہ ایک معین وقت کے موقع کا بیان ہے
یعنی گویا کچہری لگی ہوئی ہے جس کا منصف خداوند ہے اور بزرگ لوگ اُس کے اردگرد بیٹہے
مین اسی طرح اسلاطین ۲۲ باب ۱۹ - آیت مین ہے کہ خداوند تخت نشین ہے اور سب
بزرگ اوس کی خدمت مین استادہ ہین دانیال ۷ باب ۹ و ۱۰ و ۱۳ مین بہی عدالت کا
ذکر ہے ۹ - آیت مین قیصر تے تختون کے لگائے جانے کا ذکر ہے اور جیسا کہ دانیال مین
مذکور ہے کہ یہ تخت خدا باپ کا ہے اور ابن آدم اُس کے پاس آیا - اسی طرح یہان یہ تخت خدا
باپ کا ہے جیسا کہ ۴ باب مین اور ۵ باب مین ذکر ہے کہ ابن آدم اُس کے پاس آیا
برعکس اس کے حزقیل ا باب ۲۶ - آیت مین ابن آدم ہی تخت پر بیٹہا ہوا
دیکہا گیا ہے +

۳ ؛ یہ تخت یشم اور عقیق کی مانند ہے - یشم چمکیلا ہوتا ہے جیسے ۲۱ - ۱۱ مین - یشم سے
مراد جلال اور عقیق سے جو سُرخ رنگ کہا ہے مراد غضب ہے - حزقیل ا باب ۲۸ آیت

اور ۔ باب ۱ ۔ آیت مین خدا کی جو صورت دکہائی دی وہ اوپر سے نورانی اور نیچے سے آتشی تہی ۔ اسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر جگہہ یکسان نہ تہی ۔ یہی خیال ہم بیان کرسکتے ہین کہ اوپر یشب کی اور نیچے عقیق کی تہی ۔ اس تخت کے گرد دہنک کی صورت تہی دہنک خدا کے [illegible] کا نشان ہے ۔ [illegible] مطلب یہ ہوگا کہ عدالت جو ہونے پر ہے اگرچہ اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دونون پر [illegible] [illegible] نکلتی ہے ۔ اگرچہ [illegible] سے کالی گہٹا [illegible] [illegible] ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنا چہرہ چہپا لیا ہے مگر ایسا وقت آتا ہے کہ جس مین بادل دور ہو جائینگے اور خدا کے چہرہ کی روشنی جلوہ گر ہوگی حزقیل ۱ باب ۲۷ و ۲۸ ۔ آیت مین ایسا ہی بیان ہے اور یسعیاہ ۔ ۵۴ باب ۷ سے ۱۰ آیت تک اس مقام سے بہت ملتا ہے ابتہ اُس مین اول مطلب تو اسیری یعنی کہ اسیری کا طوفان مین بہیر لایا ۔ پر اب [illegible] تجہ سے عہد باندہا ہے کہ تجہہ پر فضل کرونگا اور پہر تجہکو نہ چہوڑونگا ۔ یہ دہنک [illegible] اسکا [illegible] مطلب تو نہین ہوگا ۔ بالکل سبز ورنہ وہ دہنک کی مانند نہ ہوتی ۔ بلکہ یہ رنگ اُس [illegible] روشن تہا ۔ یہہ سبز رنگ آنکہون کے لئے فائدہ بخش ہے اور اس سے خدا کی [illegible] ورنرمی اور مہربانی ظاہر ہوتی ہے اگر ہم ہمیشہ خدا کے غضب اور جلال ہی کو [illegible] تو [illegible] کی برداشت نکرسکتے پر اُسکے ساتہ اُس کی نرمی اور مہربانی ہی مین ملنے [illegible] ہے ۔

۴ آیت [illegible] بزرگ [illegible] ہین ؟ بلاشک یہ کلیسیا ہے کیونکہ پرانے عہد نامہ کی کلیسیا یعقوب کے بارہ بیٹون کی بنیاد پر بنے ہوئے تہے اور نئے عہدنامہ کی کلیسیا بارہ رسولون کی بنیاد پر لیکن [illegible] اسکا مطلب ہرگز نہ سمجہنا چاہئے کہ وہ ان صرف یہی چوبیس ہین بلکہ اس کا یہہ مطلب [illegible] [illegible] ایک یا نشت ہے اور یہ چوبیس بزرگ کلیسیا کے وکلا ہین جنکو کلیسیا نے اپنا [illegible] کر کے بہیجا ۔ ان کے وسیلے سے کل کلیسیا یہان حاضر ہین ۔ اسکا مطلب یہہ ہے [illegible] اکی کلیسیا کی [illegible] کے لئے عدالت ترک ہے پر صرف یہہ نہین بلکہ کلیسیا کو اپنی عدالت

کام مین شریک بھی کرتا ہے گویا اُس کی اس کام مین اصلاح لیتا ہو دوسری یہہ بھی ایک وجہ ہے کہ جس سے یوحنا نے اُن کو بزرگون کی صورت مین دیکھا (اپنے اپنے تختون پر آ) عدالت مین اجلاس کا یہ نشان ہے جسفید پوشاک اور سونے کے تاجون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بادشاہ ہین اور حکومت کرتے ہین اس پر یہہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ کیا خدا اپنے مشیرون کے سبب سے اپنے ارادہ و مرضی کو بدل سکتا ہے - جواب عدالت مین مشیر بننے اور شریک ہونے کا اور ہی قاعدہ ہے یعنے یہ کہ کوئی اُس مین شریک نہین ہوسکتا - جب تک کہ اُس کی مرضی خدا کی مرضی کے تابع اور موافق نہو ◆

(۵) بجلیان - گرجین [illegible] اس [illegible] کا نشان ہین کہ عدالت ہونے والی ہے چنانچہ کوہ سینا پر شریعت دینے کے پیشتر یہ تینون وقوع مین آئے اس کا سبب یہ تھا کہ بنی اسرائیل واجب طور سے خدا کا خوف رکھین [illegible] یوحنا ۱۲ باب ۲۸ و ۲۹ آیت مین مذکور ہے کہ جبکہ اورون نے سمجھا کہ بادل گرجا پر یسوع نے اس گرج [illegible] آواز سنی ویسے ہی یہ گرج وغیرہ اورون کے لئے تو غضب کا نشان ہے مگر اُسکی کلیسیا کے لئے اُسکی نوازت اور وہ اُسکو پہچانتی ہے (سات شمعدان [illegible]) یہ خدا کی روح کی کامل تاثیر ہے جو ہر کہین اثر [illegible] سے اور اُس کی عدالت کو کام مین لاتی ہے ◆

(۶) سمندر - یہ بھی شمعدانون کی طرح حق کے ساتھ ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ ان دو چیزون کا مطلب یکسان ہے [illegible] آیت مین کہا ہے کہ یہہ سمندر آگ سے ملا ہوا تھا یہان آگ سے شعلہ کا ایک [illegible] [illegible] آیات [illegible] سے تعاون کا ایک جلوہ [illegible] ایک [illegible] دیتا ہے کہ [illegible] مین انکی بابت [illegible] گیت ہے جو خدا کی عدالتون کے ہوچکنے کا ایک سپاس نامہ ہے - پس اس سمندر سے مراد ہے خدا کی عدالتون کا مجموعہ چنانچہ ۳۶ زبور کی ۶ آیت مین عدالتین بڑا سمندر کہلاتی ہین اور اتھاہ گہراؤ کے لئے اصل مین جو الفاظ ہین وہ پیدائش ۷ باب ۱۱ آیت مین آئے ہین پس زبور نویس کا یہ مطلب ہے کہ تیری عدالتین ایسی گہری ہین جیسے طوفان کیوقت

یعنی ۱۵ ویں اور پہلے باب میں جو گیت ہے وہ موسیٰ کا گیت کہلاتا ہے پر اُسنے عہدنامہ عتیق میں موسیٰ کے دو گیت ہیں ایک خروج ۱۵ باب دوسرا استثنا ۳۲ باب میں مگر اس آیت میں اشارہ ہے خروج ۱۵ کی طرف وہ گیت اُسوقت گایا گیا جب خدا نے بنی اسرائیل کو بحر قلزم کے پار اُتارا تب سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر اُنہوں نے یہ گیت گایا اور اُسوقت خدا کی عدالت سمندر کے ذریعہ ظاہر ہوئی سو اسوقت ساری عدالتوں کے سمندر سے پار ہو کر کلیسیا نے فتح کا گیت گایا۔ یہ بیان مرقوم ہے +

شیشہ کا سمندر سے مطلب ہے عدالت۔ یہ نشانی ہوگی اور اُنکا شفاف ہونا ظاہر ہے بے انصافی کی کدورت اُن میں نہیں (بلور کی مانند) جیسا کہ سمندر سے خدا کی عدالتوں کی محدودی ثابت ہوتی ہے ویسے ہی بلور سے اُسکی خوفناکی نکلتی ہے۔ حزقیل ۱ باب ۲۲ آیت میں بلور وحشت انگیز مذکور ہے حبقوق ۳ باب ۶ آیت میں اُسکا نتیجہ لکھا ہے جب میں نے سنا کہ تو عدالت کے لئے آتا ہے تو میں ڈر گیا اپنے لئے تو نہیں پر ساری دنیا کے لئے ۱۵ باب ۳ و ۴ آیتوں میں اِن تشبیہات کا مطلب صاف لکھا ہے +

یہ سمندر جو خدا کے تخت کے سامنے ہے اگرچہ دنیا کے لئے خوفناک اور ہیبتناک ہے پر کلیسیا کی تسلی کا باعث ہے اور کلیسیا کو چاہئے کہ اپنا سارا غم اُس میں غرق کر دے (چار جاندار تخت کی بیچ) البتہ ہیں تو تخت کے نیچے مگر ایسے نیچے ہیں کہ تخت کے بیچ تک پہنچی ہوئی ہیں یعنے ایسے نہیں کہ ایک کنارہ پر ہوں بلکہ بیچ تک اسطرح وہ سراسر اس کے نیچے ہونگے اور باہر کیطرف بھی نکلے ہوئے ہونگے۔ حزقیل ۱ باب میں بہت طویل بیان اِن جانداروں کا ہے چنانچہ ۵ آیت سے ۲۴ آیت تک چار جانداروں کا مطلب یہ ہے کہ جیسا ۲۴ بزرگ کلیسیا کے وکلا ہیں ویسے ہی یہ چاروں جاندار زمین پر کی کل اشیاء اور اقوام کے وکلا ہیں۔ اُنکے تخت کے نیچے ہونے سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ زمین کی ساری قوتیں خدا کی تخت کے نیچے ہیں + اور حزقیل ۱ باب ۲۶ آیت میں ابن آدم کا تخت اِن کے سر پر دکھائی دیا اور پاکترین مقام میں جو کروبیم تھے اُن کے اوپر خدا کا تخت تھا۔ اِن سب کا مطلب یہ ہے کہ سب قادروں کے اوپر خدا قادر ہے یہ کلیسیا کے لئے نہایت تسلی کا باعث ہے کہ جو اُس کا

مالک ہے وہ سب کا مالک ہے اور سب کچھ اسکے تابع ہے -

جاندارونکی تعداد چار اسلئے ہے کہ زمین کی چار سمتین ہین - چارون سمتون کے وے گویا موکل ہین (آنکھون سے بھرا ہوا) آنکھہ کا مطلب ہے خدا کی روح کی قدرت تو آنکھون سے بھرا ہونے کا مطلب ہوگا کہ خدا کی قدرت کی تاثیر تمام خلقت مین ہے حزقیل ۱-باب ۱۰-اور ۱۰ باب ۱۲-آیت مین مضمون ا[illegible] جسکا مطلب [illegible] ہوتا ہے - اور ان دونون کا مطلب ایسی [illegible] آنکھون سے [illegible] ہین *

[illegible] جاندارون کے [illegible] شبیہ صرف اُن کے منہہ کی ہے اور معلوم ہوتا ہے [illegible] منہہ کے سوا [illegible] آدمی کا سا تھا اس تفسیر کے معاون چند دلایل ہین - اوّل یہہ کہ صرف باقی تین جاندارون کی بابت لکھا ہے کہ فلان کا منہہ شیر کی مانند وغیرہ ویسے تیسرے جاندار کی بابت نہین لکھا ہے صرف لکھا ہے اُسکا منہہ آدمی کا سا تھا - جس سے یہ نکلتا ہے کہ ان تینون کے منہہ حقیقتاً شیر وغیرہ کے نہ تھے صرف اُن کی مانند تھے پر تھے کسی اور کے - اور اُس تیسرے کا منہہ جو آدمی کا سا منہہ تھا یہہ مراد نہین کہ کسی اور کا ہوکر آدمی سے تشبیہ دیا گیا ہے - پھر ۹-آیت مین لکھا ہے ان جاندارون نے سجدہ کیا تو بار بار وہ خود ایسا کرنا آدمی کے سوائے [illegible] دون کا مشکل بالمحال ہے دویم [illegible] پیدائش کی کتاب سے لیکر مکاشفہ تک انسان کا بیان کہین نہین ہوا کہ وہ صرف جاندارون کے ساتھ مین [illegible] ہے بلکہ انکا سرکر کے مذکور ہوا پس اگر ہم مذکورہ بالا تفسیر کو قائم رکہین تو بائبل کا بیان بھی انسان کی بابت اس کے مطابق ملتا ہے جس سے انسان کی سرداری بھی قائم رہتی ہے ورنہ نہین - بعض مفسرون نے سمجھا کہ شیر مرقس ہے اور بیل لوقا ہے اور آدمی متی ہے اور عقاب یوحنا ہے ان چارون مین سے یوحنا تو اس نام کا ٹھیک مصداق ہے کیونکہ جیسا کہ عقاب آفتاب کیطرف اوڑتا ہے ویسا ہی یوحنا آفتاب صداقت کی طرف بہت [illegible] تک اوڑتا ہے چنانچہ پرانی کلیسیا مین یوحنا کا یہی نام تھا - پر باقی تینون پر یہ نام صادق نہین آتے ہین *

شیر سے اسلئے مشابہ کیا گیا - کہ سب درندون سے عمدہ اور افضل تر ہے اور بیل سارے چارپایون

سے عمدہ اور آدمی سب جانداروں سے بزرگ اور عقاب سب پرندوں سے تیز پرواز ہوتے ہیں ۔

(۸) (ان کی چھ چھ پر تھے) جیسے یسعیاہ ۶-۲ آیت میں مذکور ہوا۔ کہ صرافیم کے چھ چھ پر تھے اور ان کا سبب بھی وہاں ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ دو پروں سے اپنے منہ ادب کے سبب ڈھانپتے تھے اور دو پروں سے اپنے پاؤں کو بسبب پستی اور عاجزی کے اور دو سے اڑتے تھے تا کہ خدا کے احکام بجا لاویں ۔

آگے اور اندر آنکھیں اس کا مطلب وہی ہے جو ۶ آیت میں مذکور ہو چکا ہے تاکید کے لئے الفاظ دہرائے گئے اس تاکید سے ... ... خوبی سمجھ لینا ... وہ جو خدا کی قدرتوں سے بہرہ ور ہیں وہ اس قوت کو سب خدا کی حمد و ثنا کے کام میں صرف کرتے ہیں ۱۹ زبور اور ۲۰ آیات میں یہی مطلب ہے کہ خدا کی خلقت بلاناغہ اس کی حمد و ثنا کے کام میں مصروف رہتی ہے اور یہ اس کا شغل خواہ مخواہ کی بات ہے کہ آپ سے آپ اس سے اس کی حمد بیان ہوتی ہے ۔

(قدوس قدوس قدوس الخ) اس کا اصل مقام بھی یسعیاہ ۶ باب ہے یعنے خلقت کے حال ہی سے خدا کی قدوسیت نکلتی ہے ۔ اور یہ مدح خوان اندر و ادب خدا سے مخاطب نہیں بلکہ خود ایک دوسرے سے یہ کہتے ہیں کہ قدوس وہ ہے جیسا ۹۹ زبور ۳ و ۵ و ۹ آیتوں میں تین دفعہ قدوس آیا ہے ۔ پس جبکہ وہ قدوس ہے اور خلقت بھی اس کی مقر ہے تو ضرور ہے کہ آخرکار وہ ظاہر بھی ہو اور کلیسیا کو راضی دیوے ۔

(۹ و ۱۰) (اپنے تاج اوتارتے ہیں) اس بات کے اقرار کے لئے کہ ہماری بادشاہت تیری بادشاہت کے سامنے ہیچ ہے ۔ جیسا ٹیسیس مورخ لکھتا ہے "کہ جب ہیرود اوگسطس قیصر کے پاس روم میں گیا ۔ تو روم میں پہنچتے ہی اس نے اپنا تاج اوتار دیا"۔

(۱۱) جب جانداروں نے تعریف کا گیت گایا تو خدا سے مخاطب نہیں ہوئے مگر چوبیس بزرگ خدا سے مخاطب ہو کر یہ کہتے ہیں کہ "تو لائق ہے" یعنے اس جلال پانے کے تو

لائق ہے۔ اِس آیت کے آخر مین خدا کی خاص صفتون کی تعریف جاندارون کے ستائش نامہ مین ہوگئی جس مین چوبیس بزرگ بھی شریک ہوئے ہیں کیونکہ خدا کے [illegible] کلیسا مین [illegible] ہے کہ [illegible] کی حالت پر ہے جو کوئی خدا کی خلاف [illegible] فائق ہو [illegible] کلیسا کے انجام کو بھی مان لیگا کیونکہ جس نے دنیا کو خلق کیا وہ کلیسا کے انجام کے پورا کرنے پر بھی حاوی ہے۔ ۱۰۴ زبور خدا کے خلقت کا تعریف نامہ ہے یہ زبور اُن زبورون مین سے ایک ہے جو اسیری کے وقت لکھی گئی تھے جبکہ کلیسا کا نہایت پست حال تھا۔ اس ستائش نامہ مین کلیسا نے خود اِس بات سے تسلی پائی کہ کیا جس نے سب کچھ بہم پہنچایا کیا وہ کلیسا کو انجام تک نہ پہنچا سکیگا۔ اور اِس سبب سے وہ آخری آیت مین کہتا ہے کہ شریر نیست ہو جاوینگے اِسی آیت مین اِس ساری زبور کا مطلب کُھل گیا۔

(تیری مرضی کے سبب [illegible]) اِس مین خدا کی خالص خلقیت کا بیان ہے کہ وہ جیسے چاہا کہ ہون اور وے ہوگئے۔

باب پنجم

(کتاب) اِس مین وہ فتوہ لکھا ہوا ہے جو کلیسا کے بچاؤ اور دشمنون کی بربادی کے لئے دیا گیا تھا اور اِسی سبب سے وہ اُسکے ہاتھ مین تھا جو مسند عدالت پر بیٹھا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طومار کے طور پر لپٹی ہوئی تھی۔ اور اتنی باتین اِس مین غلبند تھین کہ اندر اسکی گنجائش نہ تھی اسلئے اُسکے باہر کیطرف بھی بالکل لکھا ہوا تھا اور یہ کثرت

باعظمت اُس فتوحی کی ہے جو خدا نے اپنے دشمنون پر دیا۔ معترض یہہ کہہ سکتا ہے۔ کہ طومار
تو بہت بڑا تھا اور اِس مین کثرت سے لکہا ہوا تھا۔ مگر اُس کا مضمون تو ایک چھوٹی سی باب مین
سما گیا یعنی چھٹوین باب مین۔ جواب اول اِس طومار کا بیان صرف ۶ باب مین نہین ہے مگر اِس
کتاب مکاشفہ کی اور سب رویتون مین اِسکا بیان ہے گو اور رویتون مین اِس طومار کا کچھہ تذکرہ
نہین ہے پر وہ فتوحی جو دشمنون پر دیئے گئے وہ اِسی سے علاقہ رکھتے ہین۔ جواب
دویم یہ ہے کہ نہ صرف اِس چھٹوین ہی باب مین بلکہ کسی مین ہی اُن فتوحون کا مفصل
بیان نہین ہوسکتا ہے جو خدا نے اپنے [illegible] پر دیئے ہین [illegible] باب مین تو صرف
اِس سارے طومار کا ایک لباب مندرج ہوا ہے [illegible] تھے (یعنی اِس بیت
جو فتوحہ تھا وہ بجز خدا کسی کو معلوم نہ تھا [illegible] ان مین سربمہر
یہی مطلب ہے (سات مہرون سے) اسکا مطلب یہ ہرگز وہ کلیۃً سربند تھی [illegible] کا مضمون بالکل مخفی
تھا۔ (زور آور فرشتہ) [illegible] فرشتہ کا زور آور ہونا اسلئے دیکہا تھا کہ اُسکی آواز تو زمین پر اور
اِس کے نیچے اور آسمان پر سُنی جاسکے جیسے [illegible] مین لکہا ہے۔

(۳) اِن تینون باتون سے واضح ہے کہ کوئی اُسکے کہولنے کے قابل نہ تھا۔ [illegible] باب [illegible] آیت مین اِن
تینون جہون کا ذکر ہے [illegible] وہان خدا و مسیح اِن تینون سے علیحدہ مذکور ہوا ہے اور جسے
اِسباب [illegible] بیان ہو چکی کہ اُس کتاب کو کہولے ویسا ہی نہین [illegible] آیت
سے [illegible] اِس کتاب کے رازون کو نہ جانے کچھ بھی [illegible] عجب نہین ہے [illegible]
[illegible] مردون کو [illegible]
[illegible]
[illegible] سونپا گیا اور مین ہی اُن سب [illegible]

(۴) (یوحنا بہت رونے لگا) یہہ کام اُسکی نادانی کے سبب سے ہوا کیونکہ اگر وہ پختہ ایماندار
ہوتا تو اِس واقعہ سے کچھ بھی نہ گھبراتا بلکہ فی الفور مسیح کیطرف رجوع لاتا۔ اُسکے آنسو مریم کے
آنسون کی مانند تھے جو مسیح کی خالی قبر پر روتے تھے اور کہتے تھے کہ لوگ میرے خداوند کو اٹھا کر
لے گئے۔ اور اُن مسافرون کی مانند بھی جو اماؤس کو جاتے تھے کہ ہم نے سمجھا کہ یہ اسرائیل

کا چھڑانے والا ہوگا - کیونکہ یوحنا ہی تو ہے لئے رویا کہ کلیسیا کا بڑا خطرناک حال تھا اور لوگ اسپر
جبر کرتے تھے اور چاروں جانب سے اُسپر لہر آتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ اب کلیسیا مٹ جائیگی
کیونکہ خدا کا ارادہ اس سے کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا تھا پس چنداں حیرانی کا باعث نہیں کہ یوحنا بول
اس ماجرے کو دیکھکر رو پڑا - یوحنا کے اُن انسوؤں کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو یوحنا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کتاب کو کھولکر یوحنا اور کلیسیا کے آنسوؤں کو پونچھا۔ یہی کام ہمیشہ اور ہر وقت خداوند اپنے روح کے
وسیلے سے ہر ایک کلیسیا اور ہر فرد مسیحی کے ساتھ کرتا رہتا ہے -

(۵) (بزرگوں میں سے ایک نے کہا مت ڈر الخ) اگرچہ مسیحی اپنی کم ایمانی کے سبب سے
ڈرتا ہے پر عموماً کلیسیا کا ایمان کبھی جاتا نہیں رہتا (وہ شیر جو فرقہ یہوداہ سے
ہے) پیدائش ۴۹ باب ۹ - آیت میں جب یہوداہ کو شیر ببر سے تشبیہ دی گئی تو کیا تعجب ہے کہ
شیلوہ کو جو اُس سے نکلنے والا تھا اُس سے تشبیہ دی گئی (داؤد کی اصل) اول مطلب تو یہ ہوگا
کہ وہ داؤد سے پہلے تھا یعنے اپنی الوہیت کے رو سے پھر یہ کہ جب داؤد کا درخت کٹ گیا تو ایسی جڑ
سے وہ درخت پھر سرسبز ہوا اسلئے وہ دوسرا داؤد کہلاتا ہے یعنے داؤد کی جو بادشاہت موعودہ
تھی سو اُس سے کبھی قایم نہیں ہوتی بلکہ اسی سے ہوئی - اور یسعیاہ - ۱۱ باب اور ۱۰ آیت
میں وہ ایسی کی اصل کہلاتا ہے (وہ شیر ببر غالب ہوا کہ کھولے) اِس سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس کام کے لئے لڑائی کرنی پڑی کیونکہ جب تک غالب نہ آیا تب تک اِسکو کھول نہ سکا
اور یہ نہیں کہا کہ چونکہ وہ قادر ہے اس لئے کھولے گا بلکہ لکھا ہے کہ غالب آیا تو یہ غلبہ اُس لڑائی
میں ہوا جو اُس کی موت کے وقت ہوئی جسکی طرف اشارہ کرکے اُسنے ۳ باب میں کہا کہ میں
غالب آیا - پھر یہ تو اسکا مطلب نہیں ہے کہ جبتک وہ غالب نہ آیا تب تک اپنی فتوے اُکو جانتا
نہ تھا - مگر یہ کہ جب تک غالب نہ آیا تب تک کلیسیا پر ظاہر نہ کر سکا - اور اس نہ سکنے
کا باعث اُس کی ناتوانی نہیں - بلکہ ہماری کم زوری تھی - گویا اس لڑائی سے

سے اُن فتوؤں کے علم کو اپنی کلیسیا کے لئے کرایا جیسا کہ اُسکی آخری باتوں سے جو یوحنا
۱۶ باب ۱۲ و ۱۳ - آیتوں میں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ "اگر میں جاؤں تو تسلی دینے والا آویگا
... آیندہ کی باتیں تمکو بتا دیگا" [illegible]
[illegible]
[illegible] دکھائی دیا) لفظ
ہے جسکا لفظ یعنے خدا اور کلیسیا کے بیچ میں درمیانی ہوکے وہ دکھائی دیا - اور یہ بات قابل
غور کے ہے کہ جب اس بزرگ نے یوحنا کو مسیح کی خبر دی تو شیر ببر کہا پر جب وہ خود دکھائی دیا
تو برہ کی صورت میں دکھائی دیا جس سے دو باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے - اول حلیمی یعنی اگرچہ
وہ شیر ببر کی مانند زور آور ہے پر توبھی برہ کیطرح حلیم ہے دویم یہ کہ برہ کو دیکھتے ہی اُس
قربانی کا خیال آتا ہے کہ جس کے سبب سے اسکو یہ غلبہ حاصل ہوا یعنے ذبح ہونے ہی سے اُسکو
یہ غلبہ ملا - اور یوحنا کو یہ مذبوح برہ استادہ دکھائی دیا توبھی اُسکے ذبح ہونے کا کوئی نہ کوئی
نشان ہنوز باقی ہے مگر معلوم نہیں کہ یہ کیسے نشان تھے شاید وہ پانچ گھاؤ جو اس دنیا میں
مسیح نے کھائے یوحنا نے دیکھے ہوں - یوحنا بھی اس بات کو صرف تشبیہاً بیان کرتا ہے کہ گویا
ذبح کیا ہوا (خدا کی سات روحیں ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی روح کی
جتنی قدرتیں اور تاثیریں ہیں وہ سب برہ کے اختیار میں ہیں روحوں کا آنکھوں کے استعارہ
سے بیان ہوا ہے - جیسے ۲ تواریخ ۱۶ باب ۹ - آیت خدا کی آنکھیں دوڑتی پھرتی ہیں وغیرہ اور
زکریاہ - ۴ باب ۱۰ - آیت ۵

(۵ ۲) اچاروں جاندار گری) خدا کا تخت اُن جانداروں کے اوپر تو تھا پر اُنپر موقوف
نہیں تھا - ورنہ وہ کیونکر گر سکتے اس سے ایک بات نکلتی ہے کہ خدا کسی پر موقوف نہیں
اگرچہ سب کا آسرا ہے پر سب سے الگ ہے - کہاں گرے؟ برہ کے سامنے - اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے برہ کو خدا مانا کیونکہ چوتھے باب میں لکھا ہے کہ انہوں نے اُسکو
سجدہ کیا جو تخت پر بیٹھا ہے اور وہ خدا ہے اُسی طرح اب برہ کے سامنے گرے تھے یعنی کہ اُنہوں
نے اُسکو بھی خدا جانا تھا - اور اس آیت میں بربط اور پیالوں کو بزرگوں سے منسوب کیا ہے

سجدہ کرنے میں دونوں شریک تھے یعنے جاندار اور بزرگ اور کتاب کا سجدہ پر جانا تو کلیسیا کی خوشحالی
اور اقبالمندی کا نشان تھا پر جاندار بھی کلیسیا کی خوشی میں شریک ہوتے ہیں کیونکہ کلیسیا تو موجودات
کا سر ہے اور جب کلیسیا کی خوشحالی ہوتی ہے تو تمام مخلوقات کی خوشحالی ہوتی ہے اور یہ بزرگ
سفارش تو نہیں کرتے ہیں جیسا بعض نے سمجھا ہے بظاہر تو ایسا ہی [illegible] کی دعاؤں [illegible]
پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مقدسوں کی [illegible] بالی [illegible] کیونکہ وہ مقدسوں کے بزرگ
ہوکے اُن کو پیش کرتے ہیں اور مقدسوں کی دعاؤں کا ذکر بھی اس لئے ہے کہ کلیسیا کا حال پست
ہے جسکی خاطر یہ کتاب لکھی گئی سو اسی پست حالی کے سبب سے کلیسیا دعا مانگتی ہے ٭

(۹) دعاؤں کو بخور سے تشبیہ دی گئی ہے اسکا خاص سبب ۱۴۱ زبور ۲ میں ہے ہیکل اور پاک خیمہ میں
ہمیشہ بخور جلایا جاتا تھا - زبور نویس نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہو کہ وہ بخور کیا ہے - یعنے دعائیں
مگر ان بزرگوں کے ہاتھ میں نہ صرف بخوردان تھے بلکہ بربط بھی تھی - اس کا یہ مطلب ہے کہ کلیسیا
کتنی ہی پست حالی میں غرق کیوں نہو وہ صرف دعا ہی نہیں مانگتی بلکہ ستایش بھی کرتی ہے
چنانچہ فلپیوں ۴ باب ۶ آیت میں رسول فرماتا ہے: صرف خدا کے حضور ہماری دعا ہونی چاہیے
بلکہ شکرگزاری بھی - اور اگر ہم بخور خدا کے سامنے نہیں جلاتے - یعنے دعائیں نہیں مانگتے تو
ہماری بربطیں فضول اور بیکار چھالی ہیں پر اگر ہم برابر دعا مانگتے رہتے ہیں - تو گو دعا مانگنے کے وقت
بربط یعنے شکرگزاری کا سامان کچھ نظر نہ آوے تو بھی بربط کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہئے یا ساتھ
یا در رکھنا ضرور یہ کام میں آوے گی یعنے خدا ہماری دعاؤں کو قبول کریگا اور ہم کو شکرگزاری
کا موقع دیگا - پس چاہئے کہ دعا مانگتے وقت بھی شکرگزاری کے لئے مستعد رہیں - اسیطرح سے
یہ بزرگ دعائیں تو مانگتے تھے پر شکرگزاری کے لئے بھی سست نہ تھے بلکہ اُن کی بربطیں
طیار تھیں - پس ان کی بربطیں کام میں آئیں کیونکہ جب برہ نے اس کتاب کو کھولدیا تو ۹ آیت
میں لکھا ہے کہ انہوں نے ایک نیا گیت گایا - اور یہ گیت نیا کہلاتا ہے کہ اب تازہ رحمت ظاہر ہوئی
اور نیز وہ خدا کی وفاداری سے آگاہ ہوئے ۹ - اور ۱۰ دین آیات میں بزرگوں کا گیت
ہے - جس میں سے ۹ میں تو مفعول جمع متکلم ہے یعنے ہم کو [illegible] اور ۱۰ میں مفعول جمع
غائب ہے انکو [illegible] - یہ دونوں انہی بزرگوں کے قول ہیں جو انہوں نے اپنے اپنے

استھون لئے پر وہ حالتوں ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب وہ ہم کو کہتے تو بھی خود اپنی ذات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور جب اُن کو کہتے ہیں تو اُن کی طرف اشارہ کرتے ہیں جنکے وہ وکیل ہوکر
[illegible] آٹھون مین بار بار
[illegible] کا بیان ہے [illegible]
نسبت مین حاصل ہوا جسمین ہمنے جمع کرنے کا بیان، [illegible] گذاری ہے وے بزرگ کہتے ہین ا
[illegible] تو قومون فرقون وغیرہ مین منتشر ہو لئے تھے پر تو نے پھر ہم کو اکٹھا لیا ہے +

آیت (۱۰) (روی زمین پر بادشاہت کرتے ہین) اس جملہ پر بہت زور ہے مقدس لوگ اگرچہ اس زمین پر سفیرون اور دشمنون سے محصور ہین پر تو بھی تیرے ذریعہ سے وے اُسی زمین پر بادشاہت کرتے ہین۔

اگر ہم بجائے چند نسخون مین ہی (بادشاہت کرینگے) صیغہ مستقبل سمجھین تو اُن باتون کی طرف اشارہ ہوگا جو اس کتاب کے آخر مین درج ہین جب بزرگون نے اس گیت کو ختم کیا۔ تو اُنکے دایرہ کے باہر ایک اور فرشتہ کا دایرہ تھا اب وہ بھی یہی گیت گانے لگے اس دایرہ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتون کی نسبت آدمیون کا دایرہ خدا کے زیادہ تر قریب ہے اسکا سبب یہ ہے کہ جب سے خدا کا بیٹا آدمی بنگیا۔ تب سے خدا کی کلیسیا فرشتون کی نسبت خدا کے تخت کے زیادہ تر قریب ہوگئی بلکہ فرشتگان کلیسیا کی خدمتگذار ہین
(۱۱) دانیل باب ۷ آیت ۱۰ و عبرانیون باب ۱۲ آیت ۲۲ مین فرشتگان کے بے شمار ہونے کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ وہی خدا کے تخت کے سامنے ہین +

آیت (۱۲) یہ بھی خدا کے سات مبارکبادیان مرقوم ہین۔ ۱ تواریخ ۲۹ باب ۱۱ و ۱۲ - آیات مین خدا کی دس مبارکبادیان مذکور ہوئین۔ دس کا عدد بھی سات کی طرح کاملیت کا نشان ہے +

آیت (۱۳) جب فرشتگان بھی اپنے گیت کو ختم کر چکے تو اس دایرہ کے باہر بھی ایک اور مخلوقات کا دایرہ تھا وہ بھی اپنے گیت کو گانے لگے — اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مخلوق اس سے باہر نہین تھا اوپر نیچے وغیرہ جو کچھ ہے اُن سب سے مینے یہ آواز سنی جیسا کہ ۱۴۸ زبور اسے۔ ایک انسان کے سوائے اور سب کو زبور نوین گایا دیا جاتا

ہے کہ خدا کی تعریف کرین اور اُس کی تعظیم بجالاوین ۔ اِس مخلوقات کے گیت مین بہی بلحاظ اِن کی ستون کے چار مبارکبادیان مذکور ہین ✦

جب یہ ستایش کی آواز دنیا کی حد تک پہیل گئی تو ۱۴ آیت مین جانداروں نے آمین کہا اور بزرگون نے سجدہ کیا اور وے اپنے کام مین مصروف ہوگئے ۔ جیسے ہمیشہ رہتے ہین ✦

باب ششم

(۱) ہم پانچوین باب مین اسکا کچھ بیان کر آئے ہین ۔ یہ [illegible] اس باب مین مذکور ہین اور جنہین یوحنا رسول نے مہرون کے توڑے جانے پر ہوتے دیکھا اُن کا مطلب تو ضرور بیش وہی ہوگا جو اِس کتاب کا مطلب ہے جسکو برہ نے لے لیا ۔ لیکن یہ [illegible] ل رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ اِس کتاب مین قلمبند ہے وہ لفظاً بلفظاً اِس باب مین یا بعد ابواب مین مندرج ہے اور یہ بہی خیال کرنا چاہیئے ۔ کہ مہرون کی تعداد کے ٹوٹنے کے حساب سے کتاب کے حصّون کا بہی انکشاف ہوتا گیا یعنے جب ایک مہر کہل گئی تو کتاب کا ایک ساتوان حصہ کہل گیا علی ہذا القیاس مگر یہ کہ جب تک کل مہرین توڑی نہ گئین تب تک وہ کتاب مطلق نہین کہلی نہ یہ کہ اُس کے باقی حصہ بند رہے بلکہ یہ کہ کل کتاب ساتون مہرون کے کہلنے تک بند رہی کیونکہ ایک مہر کے کہلنے سے بہت تھوڑا اسرار اِس کتاب کا کہل گیا اسیطرح سے ساتون تک ہوا پر جب ساتوین مہر کہلی تو بالکل اِس کتاب کا مطلب ظاہر ہوگیا ✦

کتاب مکاشفہ کے تفسیر کرنے مین جو اختلاف مفسرین مین واقع ہوتے ہین اور ہوئے ہین سو اِسی باب کے آغاز سے شروع ہوتے ہین یہان تک تو سب متفق الرائے ہین اِسی باب سے کتاب کے آخر تک چند اقسام کی تفسیرین لکہی گئین ۔ اُن مین سے کئی ایک کا تہوڑا سا بیان یہان کیا جاتا ہے ✦

پہلے قسم کے وے لوگ ہین جو سمجھتے ہین کہ بیان سے آخر تک تواریخ کے طور پر ایک پیشگوئی ہے - اور یہ تواریخی حال جس سلسلہ اور ترتیب سے بیان کیا گیا ہے اوسی سلسلہ سے وقوع مین آنے والا تھا - ایسے لوگون کی تفسیر تین قسم کی ہے اوّل قسم وہ ہے کہ جس کے مفسرین سمجھتے ہین کہ مکاشفہ کے آخری دو تین باتون کے سوائے اور جو کچھ بتایا وہ کلیسیا کے پہلے زمانہ مین ... دوسری قسم کے وے ہین جو سمجھتے ہین کہ یہ سب کچھ ہنوز ہونے والا ہے جس مین سے کچھ بھی اب تک نہین ہوا - سوم قسم کے وے ہین جو سمجھتے ہین کہ یوحنا رسول کے وقت سے قیامت تک سلسلہ وار اُن سب واقعات کا بیان اِن ابواب مین پیشین گوئی کے طور پر ہے جو ہونے والے ہین - البتہ اگر پہلی اور دوسری قسم کی تفسیر کو مانین تو ہمارے لئے بہت ہی کم فائدہ اِس کتاب سے ہوگا - مگر تیسری قسم کے برخلاف بھی چند اعتراض ہین +

اعتراض ۱ - یہ کہ اگر اِس کتاب کا ایسا ہی حال ہوتا تو ہر ایک زمانہ کے مسیحیون کو اِس کتاب کے ایک چھوٹے سے حصہ سے فائدہ ہو سکتا باقی کتاب اُن کے لئے لا حاصل ہوتی +

اعتراض ۲ - یہ البتہ دانیل مین تواریخ کے طور پر پیشین گوئی ہے مگر بائبل کی اور کسی کتاب کا یہ حال نہین ہے - پر دانیل مین بھی اکثرون مین عمومیت ہے کہ بہت واقعات اُنپر صادق آ سکتے ہین +

اعتراض ۳ - یہ کہ پیشین گوئی کی تواریخ کے طور پر ہونے یا تواریخ ہی کی پیشین گوئی ہونے سے چندان فائدہ نہین ہوتا ہے اور بائبل کا اصل مطلب اِس طریقہ سے نہین نکلتا ہے +

ایضاً ۴ - یہ کہ جو لوگ اِس رائے کو مانتے ہین اُنکو چاہئے کہ جو کچھ اِس مین لکھا ہو چاہئے اُسکو تواریخ کلیسیا سے ثابت کرین تاکہ آئندہ کے لئے ثبوت کامل ہاتھ آوے البتہ وہ اعتراض کے دفع کرنیکی کوشش کرتے ہین یعنی تواریخی واقعات سے اِسکا مقابلہ کرتے ہین مگر اُن کی اِس تحقیقات مین تین نقص پیدا ہوتے ہین - اوّل نقص یہ ہے کہ کہین کہین اِس رائے والون کو اِس کتاب کے لفظی مضمون کو بالکل چھوڑنا پڑتا ہے اور صرف ونحو و محاورات کے مخالف ترجمہ کرنا پڑتا ہے اِس کی ایک مثال ۲ باب ۸ - آیت مین ہے وہان ٹھیک لفظی ترجمہ یہ ہے (زمین کی چوڑائی پر) مگر جب اِس بات کو ثابت نہین کر سکتے ہین کہ کب یہ

عالم میں کی جو تباہی ہو واقع ہوں تو ترجمہ یون کرتے ہیں (زمانہ کے چار حصوں پر)
ہیولے لکھون پس چنانچہ اس لئے کے مشہور مفسر کہتے ہیں کہ اب ہم اس کتاب کے ۱۲ باب کی آیت
میں ہیں یعنے اس آیت کے واقعات ہم پر گذر رہے ہیں ❊

(۵) پس اگر یہ رائے درست ہے تو یہ ضرور ہے کہ تواریخ کے اہم واقعات ضرور اس کتاب
میں مندرج ہوں مگر اس رائے والے اس مشکل کو حل کرنے کی خاطر کسی قوم [illegible] مشہور
اور نامی واقعات سے تو وہ گذر کرتے ہیں اور [illegible] کے عوض بالکل [illegible]
کوشش کرتے ہیں ❊

(۶) اگرچہ انکا مطلب تو یہ ہے کہ سلسلہ وار اسکی تفسیر کریں مگر تو بھی اپنے اس مقصد کو اُنھیں
چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور سلسلہ کے انتظام میں نہایت خلط ملط واقع ہو جاتا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں
کہ اسکا ۱۰-۱۱- باب سے پہلے پورا ہو چکا اور ۱۳ و ۱۴ ابواب کے ساتھ ہی ملانا چاہئے تو وقت کا
سلسلہ ٹھیک رہیگا اب یہاں تک یعنے اوّل قسم کی رائون کا بیان کیا اب ہم دوسری قسم کی رائے
کا بیان کرتے ہیں اس قسم کی تفسیر کے ماننے والے وے لوگ ہیں جو مانتے ہیں کہ ۶ باب سے آخر
تک کتاب کے جتنے حصے ہیں وہ مختلف نہیں ہیں بلکہ باہم برابر ہیں اور کم و بیش اس
کتاب کے ہر ایک حصہ میں گویا کلیسیا کے کل احوال کی پیشینگوئی ہیں اور ہر ایک حصہ اپنے
ماقبل کے حصہ کی نسبت زیادہ مفصلاً اسی حال کو بیان کرتا ہے۔ یہ بھی خیال نہیں کرنا
چاہئے کہ ہر ایک حصہ میں کلیسیا کے آئندہ احوال سلسلہ وار لکھے ہوئے ہیں البتہ کچھ تو
سلسلہ وار ہیں پر اکثر عام طور پر ہیں۔ کہ بار بار پورے ہونے والے تھے۔ اور اب اُن
میں سے بہت ہو چکے اور اکثر ہو جاتے ہیں اور ہونے والے بھی ہیں۔ جیسا کہ زبور اور انبیا کی
کتابوں میں اکثر باتیں عام طور پر لکھی ہوئی ہیں ایسے ہی اس کتاب میں بھی ہیں ❊

(۱) (یعنے ایک کو کہتے ہوئے سُنا الخ) یہ متکلم کس کی طرف مخاطب ہوا معلوم ہوتا ہے
جو فرشتہ کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے آ۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ اصل زبان میں لفظ آ۔ اور دیکھ تا
یوحنا کی طرف مخاطب ہو کر مستعمل ہوا یعنے ۲۲ باب ۱۷ و ۲۰ آیات میں اور اسی کتاب میں [illegible]
[illegible] میں لفظ استعمال کرتا ہے کہ میں آتا ہوں [illegible] لفظ خداوند کے لئے مستعمل ہے

پس اسکا مطلب یہی ہوگا جو پولُس رسول کا خط رومیون کو ۸ باب ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ آیتون مین
ہے بالخصوص ۲۲ آیت مین ساری خلقت خداوند کی انتظار مین چیخین مارتی ہے کیونکہ اس سے اسکی
بھی مخلصی ہوگی اور یوحنا رسول پر بھی اس رویا مین یہ بات ظاہر کی گئی کہ چارون جاندارون
یعنے (وکلاء سرزمین) مین سے ہر ایک یسوع کو پکارتا ہے کہ آ۔ اور ہم کو بطالت کے تحت
سے چھڑائے اور مخلصی دے۔ جیسا کہ ہندو کہتے ہین کہ آدمیون کے گناہون کے سبب زمین گاؤ کی
صورت پکڑکے ہر ایک اوتار کے ظاہر ہونے کے پہلے پکارتی ہے اور چیخین مارتی ہے "
ہندوون کا یہ خیال بائبل کے اصل خیال سے ملتا ہے کہ خلقت مسیح کو پکارتی ہے کہ آ اور ہم کو
چھڑا۔ ساتون مہرون مین سے پہلی چار مہرون کا کھل جانا جواب ہے اس دعا کا جو پہلی آیت
مین خلقت نے مانگی اور درخواست کی کہ آوے اور جواب اسطرح کا ہے کہ چارون مہرون کے
کھل جانے سے جو جو ماجرے وقوع مین آئے انہون نے مقدسون کو بتلا دیا کہ اسطرح مسیح آتا
ہے اور یہ اُس کی کامل اور آخری آمد کی طیاری ہے۔ مگر ان مہرون مین سے پہلی مہر کا بیان
باقی تینون مہرون کے بیان سے متفرق ہے کہ پہلی مین مسیح بعینہٖ اپنی صورت مین دکھائی دیا مگر باقی تینون مین
صورت بدلکر نظر آیا ٭

(۲) اس مین ایک سوار شاہانہ فتح کرتا ہوا اور فیروزمندی کی امید کے ساتھ نکلتا چلا آتا ہے اس کا
مطلب یہ ہے کہ جو ہو سو ہو کلیسیا پر کچھ ہی کیون نہ گذرے اور دنیا کیسی ہی غالب کیون
ہوتی جاوے۔ پر یہ بات یقینی ہے کہ جبتک مسیح نہ آوے تب تک اُسکی بادشاہت بلا مزاحمت
باوجود ان سب حادثات کے برابر بڑھتی چلی جاوے گی اور مسیح فتح کرتا ہوا بڑھتا چلا جائیگا
کبھی نہ پیچھے ہٹیگا اور نہ ہٹایا جائیگا چنانچہ اس مین ۴۵ زبور ۳ و ۴ و ۵ کی طرف صاف صاف
اشارہ ہے اور حبقوق ۳ باب ۹ سے ۱۵ تک خداوند کو ایسا سوار کہ ہاتھ مین کمان لئے ہوئے ہے تاکہ کلیسیا کو
رہائی دے۔ باقی تین مہرون کے کھلنے پر جو کچھ وقوع مین آیا وہ بادی النظر مین تو ترقی کی
سد راہ اور مزاحم معلوم ہوتا ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح تو اپنی بادشاہت کی ترقی
کرنے مین فیروزمند ہے اور ایسے وسیلون سے بھی جو بظاہر مزاحم معلوم ہوتے ہین اپنا
کام لیتا ہے اور ان کے ذریعہ سے اپنی بادشاہت کو پھیلاتا ہے۔ یعنے [illegible]

تنگی اور کال کی صورت [illegible] بالکل جاتا ہے [illegible] شمول سے [illegible] کیا
کہ وہ بادشاہ کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور خدا تعالیٰ اسکی پیروی کرتے ہیں ۔

۴ آیت

(۴) مسیح اپنی بادشاہت کو لڑائی کے وسیلہ سے بھی قائم کرتا ہے ۔ لڑائی وہ وسیلہ ہے کہ جس سے
مسیح اس دنیا کے زور کو توڑ ڈالتا ہے اور اپنی کلیسیا کے لئے رہائی اور آرام کی صورت نکالتا
ہے ۔ تواریخ میں اس امر کی کئی مثالیں ہیں چنانچہ جب جرمنی میں پروٹسٹنٹ لوگ بڑھنے
لگے تو وہاں کا شاہ [illegible] بہت تصدیع دینا شروع کیا ۔ مگر چونکہ اکثر ترک لوگ اس پر حملہ آور ہوتے رہتے
تھے ۔ اسلئے اس کو ان کی فکر کرنی پڑی اور کلیسیا کی طرف سے غافل رہنا پڑا جس سے اس کو آرام
اور ترقی کی صورت نکلتی آئی اور پھر اسی زمانہ میں ترکی کے زور گھٹنے سے اسکے ماتحت کلیساؤں کو
آرام کا دم ملا وغیرہ ۔ اور متی ۱۰ باب ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ آیتوں کا بیان بھی کچھ اس سے ملتا ہے ۔

۵ آیت

(۵) مسیح کی بادشاہت کے قیام کا ایک وسیلہ تنگی ہے ۔ اور سیاہ رنگ گھوڑے کا مطلب ہے
ماتم اور غم کیونکہ تنگی کے حال میں سب کے گھروں میں ماتم اور غم ہوتا ہے اور ترازو کا یہ مطلب
ہے کہ قحط کے وقت لوگ تول تول کے کھاتے ہیں کھلا کھلی طور سے نہیں کھا سکتے چنانچہ
احبار ۲۶ باب ۲۶ آیت اور حزقیل ۴ باب ۱۰ و ۱۶ آیات کو دیکھو مگر اس تنگی میں بالکل قحط نہ ہوگا

۶ آیت

یعنی لوگ بھوکے نہ مرینگے کیونکہ ایک آواز آئی (یہ آواز چاروں جانداروں کی
تھی) کہ گیہوں ایک دینار کا سیر بھر (وغیرہ) سیر بھر کے لئے جو اصل لفظ یونانی میں ہے
اسکے معنے ایک پیمانہ کے ہیں جسکے کم سے کم دن بھر کا کھانا ایک آدمی کا ہوتا تھا ۔ ہیرودوت مورخ اپنی
کتاب میں فارسیوں کی چڑہائی کا جو انہوں نے یونان پر کی ذکر کرکے یوں حساب
کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنے لشکر کو کتنا رسد روزمرہ دینا پڑا تو تخمیناً اسی پیمانہ سے بحساب
فی آدمی حساب کرتا ہے ۔ کیونکہ کہتا ہے کہ اتنا تو ضرور فی آدمی ملا ہوگا ۔ مسیح کی تمثیل سے
معلوم ہوتا ہے کہ دینار فی یوم کی مزدوری ایک مزدور کی تھی ۔ اور چونکہ عیال دار کو
[illegible] ایک دینار کے تین سیر [illegible] کہ وہ بھی بھوکے نہ مریں
[illegible] کی تنگی [illegible] استثنا ۲۸ باب ۴۸ و ۵۳ میں اور [illegible] ۵ باب [illegible] آیت
[illegible] اسکا [illegible] سے [illegible] اس کا ہونا ضروری معلوم

سکے منتظر نہیں [illegible] ہیں — اور حقارت کیلئے بہت خطرہ ہے کہ ایسی انتقام کی خواہش ہمارے [illegible] اچھا [illegible] ایسے انتقام کے منتظر ہین کہ جس سے خدا کا جلال اور بزرگی [illegible] خواہش کم و بیش اس دنیا میں [illegible] ہو سکتی [illegible]

[illegible] خدا [illegible]

[illegible] وقت [illegible]

[illegible] دنیا [illegible] جب تک [illegible] تب [illegible]

انتقام کی خواہش [illegible] افراد کا بالتخصیص ذکر ہوتا ہے تو انکی نسبت یہ خواہش ناجائز ہے مگر انکی نسبت تو یہ خیال مناسب اور ضروری ہے وہ سب بڑی جماعت ہو [illegible] جیسا کہ خود خدا [illegible] خواہش کی اس سوال کا جواب ۱۹ باب ۲ آیت میں ہے (زمین [illegible] [illegible] ہے) [illegible] بڑی آفت کا ذکر نہیں ہوا مگر معلوم ہوتا ہے [illegible] آفت [illegible] کی نہایت بڑی اور تینوں سے بڑھکر ہے کیونکہ دو چار تین [illegible] ایسی بڑی آفت ہو کہ سارے زمین [illegible] [illegible] ذکر [illegible] باب ۹ آیت میں ہے — پہلے چار آفتیں [illegible] [illegible] دروازہ [illegible] شاگردوں کے شہید ہونیکا ذکر آتا ہے جو بڑا بھاری دروازہ ہے — [illegible] یہ دروازہ کلیسا کو اکثر [illegible] یعنے دنیا کلیسا کو ستاتی [illegible] تب تک زیادہ زور سے شہیدوں کی فریاد خدا تک پہنچتی ہے اور گویا انتقام کے دنکو کھینچ کر نزدیک سے آتی ہے ؛

(۱۱) سفید جامہ دیا گیا — سفید جامہ کا مطلب ہے وہ جلال اور خوشی جس میں مقدس لوگ آسمان پر رہتے ہین [illegible] یہ مطلب نہیں ہے کہ جب انہوں نے فریاد کی تب ہی دیا گیا پیشتر نہ تھا مگر یہ کہ یہ دیا جانا یوحنا کی نظر میں ہوا ورنہ تھا تو پیشتر سے یعنے یوحنا نے پہلے انکی فریاد [illegible] دیکھا جامہ کو نہیں [illegible] اسوقت ایسی حرکت جس سے معلوم ہوا کہ انکو دیا گیا [illegible] یوحنا جانتا ہے کہ اگرچہ مقدس لوگ فریاد کرتے کی حالت میں ہین تو بھی فی الحال بھی جلال اور خوشی [illegible]

تاثیر کم ہی ہو گئی اور نہ صرف جلال بلکہ آرام بھی ملا کہ ایک مدت تک آرام کریں عبرانیون ۴ باب ۹
آیت مین ہے - اگرچہ کلیسیا یہان تو اب تک آرام مین نہین بلکہ [illegible]
ہے مگر وہان مطمئن اور آرام سے رہتی ہے الغرض خدا انکو کہتا ہے کہ اب تم تھوڑی دیر تک [illegible]
[illegible] وقت [illegible] دیکھا تو [illegible] پوری ہو گی [illegible]
[illegible] باب ۴۰ آیت
اور [illegible] باب ۷ آیت اور [illegible] ایک طرح یہ عبرانی ۱۱ باب ۴۰ آیت سے ملتی ہے اسکا
مطلب یہ ہے کہ جبتک مسیح نہین آیا تبتک پرانے عہدنامہ کے مقدس لوگ اس جلال کو
نہین پا سکتے تھے جو نئے عہدنامہ کے مقدسون کو ملتا ہے - یعنی ہمارے بغیر وہ مقدس لوگ
کامل نہین ہوئے ایسا ہی [illegible] ان کو جواب ملتا ہے کہ جبتک تمہارے بھائی نہ آوین تبتک
تم کامل ہونے نہ پاوگے اور تمہارا کمال تمہارے بھائیون کے آنے پر موقوف ہے (ہم خدمت)
اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے ہم خدمت ہین جیسے تم [illegible] زمین سے الگ فرقہ
نہین ہو اور چونکہ وہ تمہارے بھائی ہین اور ہم خدمت بھی ہین اسلئے تمکو انتظاری کرنی چاہئیے ::

(۱۲) چھٹوین مہر کے کھلنے کا مطلب تو یہ نہین کہ سب چیزون کی آخرت ہو گئی کیونکہ آخرت ساتوین مہر کے کھلنے پر ہونی والی ہے مگر آخرت کا وقت بہت نزدیک ہے - اس بات کا ثبوت کہ اسکے بعد ہی آخرت ہوئی یہ ہے کہ جو بیان ۱۲ - ۱۷ آیت مین ہے اسمین دنیا کے لوگون کی بربادی کا کچھہ ذکر نہین ہے بلکہ آیت مین لکھا ہے کہ [illegible] - رویت ہی بار بار وقتاً فوقتاً پوری ہوتی آئی ہے لیکن کامل طور سے دنیا کے اخیر مین پوری ہو گی جیسے یروشلیم کی بربادی کے وقت اور رومی بادشاہت کی بربادی کے وقت جب کہ برسون تک یورپ مین اسطرح کی گھبراہٹ اور بیقراری رہی اور اٹھارہوین صدی کے آخر مین ایسا ہلکہ مچا جسکو اکثر فرانسیس غدر کہتے ہین لیکن اس مین خصوصاً اس وقت کی طرف اشارہ ہے کہ جو ہنوز نہین آیا ہے پرانے عہدنامہ مین [illegible] زلزلہ سے اکثر تشبیہ دی ہے چنانچہ یسعیاہ ۱۳ باب ۱۰ - ۱۳ آیت جسمین خاص اشارہ بابل کی بربادی کی طرف ہے [illegible] زبور ۱۸ - اور [illegible] زبور مین خصوصاً حجی ۲ باب ۶ و ۷ آیت مین جسکی تفسیر عبرانی ۱۲ باب [illegible]

۱۲ - ۱۷ آیت

الون کا بے اختیار اور محتاج ہو جانا جیسا کہ یسعیاہ ۵ باب ۳۰ آیت یرمیاہ ۱۴ باب
۲۳ آیت اور حزقیل ۳۲ باب ۷ و ۸ آیت خصوصاً یوئیل ۲ باب ۱۰ آیت اور متی ۲۴
باب ۲۹ آیت آسمان کی قوتیں ہل جائینگی یعنی ذی اختیار بے اختیار ہو جاوینگے
تمام جانداروں (بھی) یعنی پورہ چاند بہ نسبت ہلال کے ڈراونا ہے ۔

(۱۳) … یسعیاہ ۳۴ باب ۴ آیت اور متی ۲۴ باب ۲۹ آیت

(۱۴) … اسکے لفظی طور پر پورا ہونے سے وہ تبدیلی ہوگی جو علم
… سے معلوم ہوتا ہے کہ … پہاڑوں اور ٹاپو وغیرہ کی تبدیلی
ہوگی جیسے کہ کئی بار ہو چکی ہے ۔ یہ ماخذ ہے نحوم ۱ باب ۵ آیت سے ؛

۱۲ و ۱۳ و ۱۴ آیات میں ان واقعات کا بیان ہوا اب بعد کی ۱۵ آیت میں ان کی تاثیر
کا بیان ہے جو ان واقعات سے باشندوں کی اوپر ہوگی ۔ ان آیات میں سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے
جنمیں پہلے تین تو حاکم ہیں اور باقی چار محکوم ہیں ۔ یہ سب دنیادار لوگ ہیں مسیحیوں کا
انمیں شمول نہیں ہے ۔ اول تو مسیحی لوگ انمیں شامل ہو سکتے ہیں مگر انکا شمار بھی ایسا ہی کیا اور انکا ذکر
اب بھی نہیں ہوتا ۔ پہر قرینہ سے ظاہر ہے کہ اس میں صرف دنیاداروں کی حالت کا بیان ہے ؛

(۱۵) (چھپایا الخ) یسعیاہ ۲ باب ۱۹ اور ۲۱ آیات جب ان غاروں میں چھپ جاوینگے
تو بھی ان کو آرام نہیں ملیگا بلکہ چاہینگے کہ اونکے نیچے دب جاویں اور اپنی زندگی
سے علیحدہ ہو جاویں اس کا اصل مقام ہوسیع ۱۰ باب ۸ آیت ہے
اور نحوم ۱ باب ۸ آیت اور مسیح نے لوقا ۲۳ باب ۳۰ وغیرہ آیات میں
فرمایا کہ جو بر اور تخت سے ستاتے جانے کا ذکر کرکے دنیا کو سوکھے درخت
سے تشبیہ دیکر کہا کہ اس سے کیا کچھ نہ کیا جاویگا یعنی سب کچھ اور ایسے خوف اور
دہشت کے وقت مسیح کا نام ان کے منہ سے نکلیگا (برّہ کے غضب سے) معلوم ہوتا ہے
کہ اس میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے اول یہ کہ وہ برّہ کی مانند حلیم اور صابر ہے
لیکن جنہوں نے اوسکے صبر کو ناچیز جانا دوم یہ کہ اوس نے برّہ کی مانند ہمارا کفارہ دیا جنہوں نے
اوسکو قبول نہ کیا بلکہ اپنے سے رد کیا ۔ اور جیسا کہ پہلے خوش … تھا وہ برہ

لینے نظر آیا پر اب وہی برہ شیر ببر کیطرح نظر آویگا +

(۱۷) (اُسکے غضب کا بڑا دن آپہنچا ہے) یوئیل ۲ باب ۱۱ آیت ملاکی ۳ باب ۲ آیت (کون کھڑا رہ سکیگا) جیسا کہ مسیح نے [illegible] ۲۱ باب [illegible] آیت مین کہا ہے کہ اگر تم کوشش کرتے تو کھڑے رہ سکوگے ..

باب ہفتم

یہ باب ایک بڑا طویل جملہ معترضہ ہے جو چھٹوین اور ساتوین مہر [illegible] کے بیچ مین [illegible] کیا ہے [illegible] اسکا خاص مطلب یہ ہے کہ کلیسیا کو تسلی ہو کیونکہ [illegible] نشان اور مصیبتین گو سزا کی راہ کے لئے بھیجی گئی ہین جنکا ظہور چھٹوین مہر کے کھلنے سے ظاہر ہوا ہوگا کلیسیا میں [illegible] صاحب [illegible] تنبوا ہے نہ ہے وہ اسکی [illegible] مین تھی [illegible] اسکا بھی کچھ نقصان نہ ہوا ہوگا جسکی تسلی کے لئے یہ باب لکھا گیا +

اس باب کے دو حصے ہین اوّل [illegible] آیت [illegible] تک [illegible] آیت سے [illegible] تک اِن دونون حصون مین [illegible] دنیا دلہنی [illegible] پہلے [illegible] سے [illegible] ملتی ہے [illegible] کلیسیا کے لوگ دنیا مین رہتے ہین اور مذکورہ بالا سارے مصائب مین [illegible] ہین پر تو بھی انکو حقیقی ضرر نہ پہنچیگا کیونکہ خدا کی مُہر اُن پر لگی ہوئی ہے [illegible] دوسرے حصہ [illegible] سے [illegible] تسلی ملتی ہے یعنے یہ کہ نہ صرف اُنکو اس دنیا ہی مین حقیقی ضرر نہین پہنچیگا [illegible] نیو [illegible] مین بھی اُس ضرر سے چھوٹ جاوینگے جو انکو اِس دنیا مین پہونچا ہو بلکہ وہان پر خوشی اور جلال کی حالت مین رہینگے +

مُہرون کی [illegible] متی [illegible] سے نسبت ملتی ہین [illegible] اس باب کی [illegible] ایک خاص علاقہ رکہتا ہے [illegible] شباہت پائی جاتی ہے مثلاً [illegible] خصوصاً

[illegible] ۲- آیت مین بھی وہی مضمون ہے جو یہان ہے - اس باب کا علاقہ [illegible] باب ۱۲ و ۲۲ کا اسکی ۲۲ وین آیت کے ساتھ [illegible] سلامت کیونکہ جیسا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible] دنیا مین بھیجیگا - [illegible] ہے بلا یا جاتا ہے نوا ہے [illegible] آندھی کی تفسیر بیان ہوتی ہے [illegible] مین سب ملتا ہے - چنانچہ خرقیل [illegible] باب ۳۷ - [illegible] اس کے سوا چار اور مقام ہین جن مین چارون ہواؤن کا ذکر ہے یرمیاہ - ۴۹ باب ۳۶ - آیت - دانیل ۷ باب ۲ - آیت - ذکریاہ - ۶ باب ۵ - آیت اور یہان بھی جسکا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت جو آنے والی ہے بہت ہی بڑی مصیبت ہے اکثر اور مقامون پر ہوائین آسمان کی ہوائین کہلاتی ہین پر یہان زمین کی ہوائین کہلاتی ہین تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ آفتین زمین پر آنے والی ہین بلکہ اس بات کی تاکید کے لئے اس آیت مین تین دفعہ زمین کا لفظ آیا ہے - یہہ ہوائین چارون فرشتون کے ہاتھون مین ہین - ہاتھون مین دو کامون کے لئے - اوّل یہ کہ اس کو روک رکھین اور دوئم یہ کہ اسکو چلائین - جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان مصیبتون کا لانا یا نہ لانا خدا ہی کے ہاتھ مین ہے اُسی کا حکم فرشتگان مانتے ہین - سمندر سے مُراد قومونکا مجموعہ ہے جیسا کہ دانیل ۷ باب ۲- آیت مین سمندر کا یہی مطلب ہے - اور درختون سے مراد عالی قدر آدمی ہے جسکی طرح ۸ باب ۷- آیت مین گھاس سے کم قدرون کو تشبیہ دی گئی ہے - یسعیاہ ۱۰ باب ۳۳ و ۳۴- آیت مین اور خرقیل ۳۱ باب ۳- آیت مین شاہ اسور دیودار کہلایا اور خرقیل ۱۷ باب ۲۲- آیت مین یہودی بادشاہ دیودار کہلایا - جب درخت گرایا جاتا ہے تو اسکی بنا گیرون کو بھی نقصان پہنچتا ہے اسلئے ہوا انپر چلنے سے روکی گئی - اس سے ہم یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جبتک وقت نہین پہونچتا تب تک خدا کسی بادشاہ کو گرنے نہین دیتا

[illegible] مبادا کہ [illegible] سے آنکھ [illegible] ان [illegible]

[illegible] آیت کے دوسرے [illegible] ہم [illegible] نہین جانتے [illegible]
ہے کہ وہ مسیح ہے کیونکہ وہ سورج سے طلوع ہونے [illegible] نکلتا ہے [illegible]
جو لوقا کے پہلے باب مین [illegible]
[illegible] ہے اور جسکا [illegible]
[illegible] مین [illegible]
[illegible] ہوگا [illegible]
[illegible] والی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خدا کی [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] خدا [illegible]
[illegible] مسیح ہے کیونکہ مسیح نے [illegible] اپنا خدا [illegible] باپ نہین کہا [illegible]
نے [illegible] بار بار یہ کہا - مگر [illegible] ہمارا خدا یا باپ کبھی نہین کہا وہ ہمیشہ کہتا میرا خدا
اور تمہارا خدا وغیرہ +

[illegible] مہر کی گئی اور وہی اسرائیل کے بارہ اسباط مین ہی تھی)
[illegible] سب سے اکثر [illegible] کی یہ رائے ہے کہ یہہ مہر یافتہ اسرائیلی مسیحی ہین ۔ لیکن یہہ رائے
[illegible] نہین ہو سکتی کیونکہ اگر ہم یہہ مان لیوین تو اس سے یہہ نتیجہ ضرور نکلیگا ۔ کہ
[illegible] اس دنیا مین محفوظ رکھے جاتے ہین مگر جلال کو نہین پہنچے ہین ۔ برعکس غیر
[illegible] جلال کو پہنچے ہین [illegible] دنیا مین محفوظ نہین تھے ۔ یہہ نتیجہ تو نہایت
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] مسیحیون کے [illegible]
[illegible] ہین ؀

اس سے کہ ان [illegible] کے ہر ایک فرقہ مین سے ٹھیک برابر برابر
نجات یافتہ ہوے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] کی نسبت یہود مین سے بہت زیادہ
بچے ہین [illegible] نجات یافتگان کا نکلنا [illegible] ہی ہوئے [illegible]
اور تینون [illegible] کلیسا کے [illegible]
اس [illegible] مین جتنا ہے [illegible] بارہ [illegible] یہہ جو ترقی [illegible]
کی بنیاد [illegible] ہوگا کہ رسولون کا ایمان [illegible] ایسی [illegible]
ترقی [illegible] چند ہو گئے یعنے ۱۲×۱۲×۱۰۰۰
[illegible] ہو گئے ۔ الغرض ترقی کی شدت و کثرت اس بیان سے [illegible] کی گئی ہے [illegible] اس مین
ترقی [illegible] مضبوطی و استواری بھی کیونکہ رسولون نے ترقی کو [illegible] مین بیان کر کے ظاہر
[illegible] بیچ مین استواری اور مضبوطی ہے ویسے ہی اسمین ظاہر ہو کہ کلیسا کی [illegible] اس
سے ترقی [illegible] استواری ہی نہین ہے بلکہ حفاظت بھی کیونکہ قوانین جنگ مین سے ایک قاعدہ یہی ہے
کہ سپاہیون کو [illegible] رکھین [illegible] سے فوج کی حفاظت رہتی ہے ویسی ہی کلیسا محفوظ رہیگی
پس ہم [illegible] جانتے ہین کہ [illegible] ہے کہ زمانہ تو بخوبی اور یقینی طور سے جانتے ہین کہ اسکا شمار
کامل ہے اسمین کچھ نقص نہین ہو سکتا جیسے کہ گھر تب ہی کامل اور خوبصورت ہوتا ہے جبکہ اسکا طول عرض
وغیرہ ٹھیک پورا [illegible] ہو ویسے ہی کلیسا کا حال ہے ؀

جب یشوع نے کنعان کو تقسیم کیا تو صرف اسرائیلیوں ہی کو بانٹا غیر قوموں کو جدا ... میں سے حصہ نہ [illegible] بلکہ وے نکال دیئے گئے مگر اس نئے کنعان میں غیر قوم والوں کو بھی میراث ملی اور [illegible] کا قبالا اس رویا میں خاص [illegible] نام بتا دیا گیا [illegible] کے شمار کی بات چند [illegible] [illegible] [illegible] صرف ایک ہی گھرانا [illegible] تھا جس کا [illegible] ہو گیا ہے چنانچہ بھی تواریخ کے پہلے بابوں میں [illegible] بنی اسرائیل کے فرقوں کا نسب نامہ درج ہے اُس میں دان کے فرقہ کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے دوم [illegible] بابل وغیرہ سے جانے میں [illegible] جب [illegible] اُن کی بت پرستی مدت تک جاری رہی جس کا بیان قاضیوں کے [illegible] باب میں ہے اور حزقیل نے جب اپنے ۴۸ باب کی رؤیت میں ملک کو منقسم دیکھا تو دان کے فرقہ کو اُتر کی سمت دیکھا جو مقدس سے دورترین جگہ تھی اور یوحنا رسول نے اُس سے بھی بڑھ کر اپنی رویا میں اُسکو بالکل معدوم دیکھا - پس جدا کیا ہو [illegible] اسکو [illegible] اپنی گمراہی اور بیوفائی کے سبب رسولوں کی جماعت سے خارج [illegible] جیسا [illegible] اپنے [illegible] کی جماعت سے خارج ہوا دوم یہ کہ افرائیم کا نام اس فہرست میں نہیں ہے مگر اُس کے عوض یوسف کا نام آیا ہے اسکا سبب یہہ ہوگا کہ جب سے افرائیم نے داود کے گھرانے سے بغاوت کر کے اُس خرابی کو جو اُتر کی طرف رہنے والے اسرائیلیوں میں ہوا کرتی تھی جاری کیا تب سے برابر اُن میں یہہ خرابی جاری رہی اس سبب سے کہ وہی اس خرابی اور مکروہات کا موجد اور مخرج تھا اُسکا نام ایسا نفرتی ٹھہرا کہ وہ اس قابل نہیں سمجھا گیا کہ کلیسیا کی جماعت کی فہرست میں درج کیا جاوے + سیوم یہہ کہ یہودا کے فرقہ کا ذکر یہاں سب سے پہلے اسلئے کیا گیا کہ ہمارا خداوند اسی فرقہ میں سے تھا گویا فرقہ شمار میں سب سے پہلا نہیں ہے +

چہارم یہ کہ تین آیتوں کا ذکر یہودا کے گھرانے سے بہت دور ہے اور یہوئیل نے استثنا ۳۳ باب [illegible] آیت [illegible] ابی دو [illegible] یہودا کے ساتھ ہی اُسکا ذکر بہی کیا اور اُسکو برکت دی۔ مگر اسکا [illegible] یہ [illegible] ہی کلیسا میں ہوتے یا کہانت کی خصوصیت بالکل جاتی رہی تہی [illegible] کا بیان جو لاوی [illegible] ہو چکا ہے [illegible] کہ [illegible] فرقوں کے نام بیان بالکل [illegible] سلسلہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو کچھ [illegible]

(۹) [illegible] کا ذکر [illegible] جماعت

الٰہی۔ پیدایش ۱۳ باب ۱۶ آیت اور ۱۵ باب ۵ آیت [illegible] باب ۱۰ آیت میں نہایت صفائی کے ساتھ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ [illegible] نہیں بلکہ کل کلیسا ہے جو کہ حقیقی اسرائیل ہے [illegible] جن میں سے [illegible] قومیں سے زیادہ شمار [illegible] فی الحقیقت بے شمار نہیں کیونکہ خدا اُسکا شمار جانتا ہے مگر ہماری نظروں میں بے شمار [illegible]) [illegible] ۵ سے ۹ آیات [illegible] مل چکا ہے اور یہاں قوم کے صیغہ واحد اور زبانوں کے صیغہ جمع ہونے کا سبب یہ ہے کہ [illegible] قوم (صیغہ واحد) کے لئے جو لفظ یونانی میں ہے اُسکو ہمیشہ صیغہ جمع میں [illegible] تاکہ اسے تین لُغت ستناؤیدین مگر یہاں اُسی سمجہ کے برخلاف صیغہ واحد میں لکہا گیا کیونکہ اس جماعت میں صرف غیر قوم والے نہیں بلکہ بنی اسرائیل بہی شامل ہیں۔ (تخت کے سامنے کہڑی تہی) انکے استادہ ہونے کی جگہہ وہی جگہہ ہے جسکو یوحنا رسول نے ۴ وین باب کی رویت میں دیکہا صرف فرق یہ ہے کہ اس وہاں ایک جماعت اُسی جگہہ میں دکہائی گئی جسکو اُسنے پہلے نہیں دیکہا تہا (سفید جامے) اسکا مطلب ہے راستبازی اور کہجوروں کی ڈالیوں سے اشارہ ہے عید خیمہ یعنی جہونپڑیوں کی عید کیطرف جیسا کہ احبار ۲۳ باب ۴۰ آیت اور استثنا ۱۶ باب ۱۳ و ۱۵ آیات نحمیاہ ۸ باب ۱۵ آیت

[illegible]

اور ... کو ... تمہ ... خدا ... تو ان کو ... [illegible]

... زندہ ... سارے ... اور ... تسلی ... [illegible]

ان ... ان سبز درخت اور خوشے ... اب بکثرت موجود ہیں اور ... [illegible]

اسی ... یہ جلالی حالت کا نشان ہے کہ اس دنیا کے مقدس لوگ ہر حوادث وخطرون سے نڈر ہو

آسمانی کنعان میں آرام کرینگے ... تو ... وقت ... جاتی تھی بلکہ زمین کے

کل حاصلات کی ... جاتی تھیں ... مطلب یہ تھا کہ ہماری ساری محنت کا بدلا ہم کو

مل چکا اور اب محنت کا وقت گذر گیا۔ اسواسطے اب ہم خوشی کرتے ہیں ورنہ ...

ہیں ایسی طرح مقدس لوگ جلالی حالت میں اپنی ... محنتوں کا پہل حاصل کر کے خوش ہونگے۔

(۱۰) اس رویت کے دکھانے کا یہ سبب ہے کہ کلیسا کی تسلی ملے جو اس وقت مصیبت زدہ دنیا کے بیچ میں رہتی ہے اور اپنی اُن ساری تکالیف میں آسمانی کنعان کے اُس جلالی احوال پر نگاہ کرے اور دیکھئے آیا اُس کی موجودہ حالت بنی اسرائیلون کے اُس حالت سے مشابہ ہوتی ہے یا نہیں جب انہون نے بیابان میں سفر کی تکالیف و مصائب اٹھائے اُس حالت میں بھی کنعان کے پہنچنے کے خیال کو اپنی نظرون کے سامنے ہی رکہتا پہر دیکھو تمام سال کی محنت میں کاشتکار لوگ اُسی خوشی کو اپنی مدنظر رکہتے ہیں جو فصل کے پکنے یا کٹنے پر ہونے والی ہوتی ہے الغرض یہ مقدس جماعت یہ کہتی ہے کہ سارا اجلال اور تعریف برہ کو ہو کیونکہ وہی ہمارا اس خوشحالی کا بانی ہوا اور جس برہ کے غضب سے لوگ بہاگ گئے اوسی کی طرف مقدسون کی جماعت لگاتی ہے۔

(۱۲) آسمان میں کل فرشتگان نظر آتے ہین کیونکہ آدمی کی نجات پر فرشتگان خوش دل لگاتار رہتے ہین [illegible] مسیح کے کام کے شروع مین فرشتگان بڑی خوشی سے گاتے ہوئے نظر آئے تو تعجب کیا [illegible] مسیح کے کام کے کمال ہونے پر خوشی کرتے ہین اور جب ایک [illegible] گنہگار کے تائب ہونے پر فرشتگان آسمان پر خوش ہوتے ہین تو کیا جب کل نجات یافتگان اکٹھے ہونگے تب [illegible] گے [illegible] البتہ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] سب تعجب کی بات [illegible] ہے کہ محمد [illegible] فرشتہ [illegible] کا منکر جا [illegible] تو بھی یہ کیسا عظیم کی حد [illegible] پڑھا مگر اس کتاب [illegible] میں رسول نے [illegible] بھی [illegible] کیا (دیکھو باب ۳) چونکہ یوحنا [illegible] ہے اور [illegible] پر ویسا ہی [illegible] اس نے جواب دیا کہ یہ وہ ہین جو اس بڑی مصیبت مین سے آئے ہیں - [illegible] لفظ مصیبت مین دو طرح کے معنی شامل ہین جو مسیحیون کو سہنے ہوتے ہیں اگرچہ خاص ہو - [illegible] اس کا مطلب اُس مصیبت سے ہے جو دنیا کے آخر مین ہونے والی ہے [illegible] متی ۲۴ باب ۲۱ آیت مین مرقوم ہے جسکا اول مطلب تو یروشلیم کی بربادی ہے - دوم وہ مصیبت جو مسیح کی ہر ایک آمد کے پیشتر ہوتی ہے خصوصاً وہ جو آخری آمد کے پیشتر ہوگی (اُنہون نے اپنے جامے دھوئے بلکہ سفید بھی کئے) یہان سفید کرنے کا مطلب ہونے سے [illegible] ہے - مسیح پہلے اپنے لوگون کے گناہ دھوتا ہے اور بعد ازآن سفید کرتا ہے - جیساکہ زکریاہ ۳ باب ۴ آیت مین مذکور ہے کہ یہوسیع سردار کاہن بہت میلے کپڑے پہنے ہوتے تھا - اسلئے دنیا مین میلے کپڑے اوتارے اور سفید پہنائے گئے یعنے مسیح کے خون کے سبب ہم راستباز ٹھیرتے ہین اور راستباز ٹھیر کے جیون جیون ہم زیادہ تر مسیح کے خون مین غسل پاتے اور مسیح مین شریک ہوتے جاتے ہین تیون تیون ہم راستباز بھی ہوتے جاتے ہین پس راستباز ٹھیرنا اور راستباز ہونا فقط مسیح کے لہو ہی کے سبب سے ہے +

(۱۵) (اِسلئے) یعنے اِسی لئے کہ برّہ کے خون سے اُنکے گناہ معاف ہوگئے اور دھوئے

راستباز ٹھہرے اور جو اسی میں وہ راستباز بھی ہوئے انکی یہ خوشوقتی اور فرحت اسمانی
دفتروں میں لکھی ہوئی ہے ۔ انہیں سے پہلے تین فقرے اس آیت میں ہیں دوسرے فقرہ میں
ہے کہ خدا کی ہیکل میں رات دن پرستش کرتے ہیں یہ کیسی خوشوقتی ہے کیونکہ یہاں ہم
باوجودیکہ جانتے ہیں کہ خدا کی پرستش کیسی خوب اور پسندیدہ ہے اور ہمارے دل کا کمال
شوق بھی اس مرغوب عبادت میں رہنے کو چاہتا ہے مگر پھر جسم کی ناتوانی کے سبب سے ہم
تھک جاتے ہیں تو بھی اسی طریقہ پر پرستش کے لئے یہ بات نہایت تسلی بخش ہے کہ آگے یہاں ہم تھک
سکتے ہیں مگر وہاں رات دن لگاتار ہم اسی میں مشغول ... (جو تخت نشین ہے وہ ان پر ڈیرا کیا
کریگا) یعنی ... خود ان کے بیچ ڈیرہ ہوگا وہ ان کے پاس رہیگا اور ان سے باتیں کریگا [illegible]
[illegible] آیت میں ذکر ہے کہ خدا [illegible] اپنے لوگوں کو [illegible] اور یسعیاہ
[illegible] باب [illegible] آیت میں اس سے بھی زیادہ لکھا ہے اور استثنا ۳۳ باب ۲۷ آیت اور
[illegible] آیت میں خدا اپنے لوگوں کی سکونت گاہ بتلایا ہے پس اگر اس جہان میں خدا
اپنے لوگوں کا مسکن ہے تو کتنا زیادہ قیامت میں ہوگا ۔ پھر یوحنا ۱ باب ۱۴ آیت میں لفظ
رہا کیا اصل میں یہی لفظ ہے جسکا یہاں بیان ڈیرا کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے اس وقت وہ
ہمارے درمیان ڈیرا بنا کر رہا پر اسوقت خود [illegible] ایک ڈیرہ رہیگا ۔

(۱۶ و ۱۷) [illegible] دونوں مقام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وہ تخت پر [illegible] بیٹھا ہوا ہے (زندگی کے پانی کے سوتوں تک انکی رہبری
الخ) یہ فقرہ بھی یسعیاہ کے مذکورہ بالا مقام سے علاقہ رکھتا ہے شاید یہاں اسکا مطلب ہے بہشت کی
زندگی کا پانی اور عجب نہیں کہ یسعیاہ ۱۲ باب ۳ آیت کی طرف یہاں اشارہ ہو جیسا کہ یہودیوں کا
دستور تھا کہ جھونپڑیوں کی عید کے وقت یسعیاہ ۱۲ باب ۳ آیت پڑھکر گھڑوں میں پانی
بھر بھر کے انڈیلتے تھے ۔ اس آیت میں بھی اسی عید کی طرف اشارہ ہے ان دونوں آیات
میں مقدسوں کی خوشوقتی کے بیان کے ۶ فقرات مرقوم ہیں اور ان میں مذکور عید کی اس خیال کی

[illegible] خاموشی کا [illegible] وہ [illegible] اور تسلیم ہے جو کلام کو ہونے والی ہے ۔

شور [illegible] دشمنوں کی ایسی ہلاکت ہوئی کہ بالکل خاموشی ہو گئی اور نہ ندا اور [illegible] کچھ بھی [illegible] جب فرعون اور اسکا لشکر بحیرہ قلزم میں ڈوب گئے تو انکا لشکر [illegible] بنی اسرائیل پر غرق ہمیشہ کے لیے ہو گیا انبیا اصغر کے تین مقاموں میں [illegible] ہے ۔ حبقوق باب [illegible] آیت اور صفنیاہ باب [illegible] اور ذکریاہ ۔

[illegible] یہہ ہمارے تیسرے مطلب کے برخلاف ہے کیونکہ یہہ سکوت تو آسمان پر ہوئی اور [illegible] ۔ جواب یہہ ہے کہ اگرچہ یہہ واقعات جنکو یوحنا نے سنایا دیکھا یہہ سب زمین پر کے واقعات ہیں مگر ان سب ہی کو یوحنا نے آسمان پر دیکھا ویسے ہی اس زمین کے [illegible] آسمان پر ہوتے دیکھے کہ دشمن خاموش ہو گئے (آدھی گھڑی تک) مذکورہ بالا [illegible] ان کے ساتھ اس آدھی گھڑی کا ایک ہی مطلب ہے ۔ یہہ نہیں سمجھا جاتا ہے کہ یہہ تینوں واقعات آدھی گھڑی تک رہے ۔ البتہ یوحنا نے تو ایسا ہی دیکھا مگر فی الحقیقت

ایسا نہین ہوا چونکہ یہ رویت رسول کو دکہائی تہی اسلئے وہ ابدی خاموشی ابد تک یوحنا کو نظر آئی بلکہ صرف تہوڑی دیر تک رہنے کے بعد اور رویت رسول کو دکہائی گئی ۔

باب ہشتم

یہان سے ایک رویت کا بیان شروع ہوتا ہے جسکو نرسنگون کی رویت کہتے ہین اسکا مطلب بہی وہی ہے جو مہرون کی رویت کا یعنے وہ آفتین دنیا پر نازل ہوتی دکہائی گئین جنکا مطلب یہ ہے کہ کلیسیا کا انتقام لیوے ان آفتون کا مذکورہ بالا آفتون سے فرق بالکل صاف تو نہین ہے بعضون کی رائے ہے کہ یہ آفتین جنکا ذکر اِس باب مین ہے یہ مطلب رکہتی ہین کہ خدا اسی دنیا کی اچہی اچہی چیزون کو اُسکے نقصان اور سزا کے وسائل کر دیتا ہے جو اُس نے اِس دنیا کے فائدے کے لئے دی ہین بعضون کی یہہ رائے ہے کہ ان سب آفتون سے خاص مراد جنگ و جدل ہے یعنے خدا جنگ کے وسیلے سے دنیا کو سزا دلاتا ہے پہلی رویت مین جو ایک آفت یعنے لڑائی ہے اس رویت مین اُسی ایک آفت کا مفصل بیان ہے ۔

(۲) نرسنگون کا [illegible] مشہور ہے [illegible] چنانچہ گنتی ۱۰ باب [illegible] آیت [illegible] ۲ باب ۱ آیت [illegible] رویت سے ثابت ہے یعنے کہ خداوند کا دن جو قہر کا دن ہے نزدیک آیا ہے اور شریعت [illegible] یوبل کے برس کی پہلی تاریخ کو نرسنگے پہونکے جاتے تہے دیکہو احبار ۲۵ باب ۹ آیت یوبل کے لفظی معنے ہین خوش آوازی ۔ اور یہہ آفتین کلیسیا کے یوبل یعنے مسیح کی بادشاہت کے قیام اور کلیسیا کی بحالی کے لئے نرسنگون کے ذریعہ سے پہونکی جاتی ہین اور یہہ ظاہر کرتی ہین کہ بس اب تنگی کے دن گذر گئے ۔ پُرانے عہدنامہ مین ایک مقام ہے جو خصوصاً اِس سے ملتا ہے یعنے

یشوع ۶ باب ۳ - آیت - بنی اسرائیل چھ روز تک فی یوم ایک بار اور ساتوین روز سات بار نرسنگے پھونکتے اور یریحو کے گرد گھومتے رہے - پس جسطرح پہلے چھ دنون [illegible] - بلکہ ساتوین دن تک بھی نرسنگے پھونکنے اور پھونکنے کا کچھ فائدہ ظاہری معلوم نہین ہوتا تھا کیونکہ یہہ کچھ فتح کے نشان نہ تھے مگر ساتوین دن سات بار پھونکتے ہی یک لخت یریحو گر پڑا ویسا ہی اب [illegible] فتنون کی کچھ صحیح تاثیر نظر نہین آتی ہے پر وقت آتا ہے کہ [illegible] لخت دنیا کا [illegible] اور [illegible] مسیح کی بادشاہت قایم ہو کر بالکل غالب آجاویگی +

[illegible] کامل ہے [illegible] فرشتہ [illegible] پاس آئے [illegible]

[illegible] فرشتہ [illegible] رہتے ہین مگر یہہ بات

بائبل کی اور کسی جگہ سے نہین نکلتی پر اور بہت سے مقامون سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ فرشتون مین درجون کا فرق ہے سب مسلمان یقین ہین مثلاً پولس رسول اکثر اپنے خطون مین قدرتون اور اختیار والون وغیرہ کا ذکر کرتا ہے اور دو مقام ہین جن مین فرشتگان کا خدا کے حضور مین کھڑا ہونے کا ذکر ہے - توقا ۱ باب ۱۹ - آیت - ورمتی ۱۸ باب ۱۰ - آیت - ین نرسنگہ کے پھونکے جانے کی تفسیر ۳ و ۴ و ۵ - آیات مین ایک بیان ہے جسکا تعلق ۶ باب ۹ - ۱۰ و ۱۱ - آیات سے ہے - یعنے جیسا کہ جب پانچ مہرین کھل چکین تو مقدسون کی دعاون کی آواز سنی گئی کہ انتقام کے لئے پکارتے ہین ویسا ہی اس رویا مین ساتون نرسنگون کے پھونکنے سے پہلے مقدسون کی وہی دعائین پیش آتی ہین جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس رویت مین جن آفتون کا بیان ہے وہ سب مقدسون کی دعاون کا جواب ہین فرق ان دونون رویتون کی دعاون مین صرف یہہ ہے کہ پہلی رویت مین صرف ان مقدسون کی دعاون کا ذکر ہے جو مر گئے اور شہید ہوئے پر اس رویت مین یعنے ۳ - آیت مین کل مقدسون کی دعاون کا ذکر ہے خواہ مردہ ہون خواہ زندہ اور یہہ بات کلیسیا پر ظاہر کی جاتی ہے کہ اگر غالب آنا چاہتی ہے تو دعا مین مشغول رہے جیسا کہ مسیح نے لوقا ۱۸ باب ۷ - آیت مین کہا اور دعاون کی مثال یوئیل ۲ باب ۱ - آیت اور زبور ۹ - آیت ۱۹ - او ۹۰ ۷ زبور ۱۱ و ۱۲ - آیات مین ہے +

آیت (۳) دوسری فرشتہ کی بابت بہتون نے سمجھا کہ مسیح ہے کیونکہ اُسنے دعاون کے ساتھ بخور ملایا مگر یہہ خیال اچھا نہین ہے کیونکہ اول تو اس فرشتہ اور اُن سات فرشتگان مذکورہ مین کچھ فرق

نہیں لیا گیا [illegible] مسیح کی ہونی چاہیئے اور

ٹھہر [illegible] باب [illegible]

اور بچہ [illegible] سے کلمہ

جو اپنی دعا [illegible] سامنے نذر [illegible] ہے - اور مسیح کی رسالت کا وہان نہ تو انکار ہے

اور نہ اقرار ہے عرش [illegible] کا ذکر نہین ہے - ویسے ہم یہان بھی سمجھ سکتے ہین مگر یہ

آیت مین ایک اور بھی مشکل ہے کہ اس مین فرشتہ کا ذکر ہے - اسکا مطلب معلوم

ہوتا ہے ہم جانتے ہین کہ فرشتگان کلیسیا کے خدمتگذار ہین اور [illegible] فرشتہ نے خدمت کر

کہ [illegible] پر بخور ملا یا یعنی جب دعاؤن کی قبولیت کا وقت آپہونچا تو اس نے اُن مین

بخور ملا دیا اور دعا کے ساتھ بخور ملانے کا مطلب یہ کرنا ہے کہ وہ قبولیت کے لایق

ہوئین -

(قربانگاہ کے اوپر کھڑا ہوا) یہ مطلب تو نہین کہ اُسکے اوپر پاؤن رکھے مگر یہ

کہ اُسکے پاس کھڑا ہوکر اپنے ہاتھ اور اپنا مُنہ قربانگاہ کے اوپر رکھتا تا کہ اُس پر کام کرے -

یہ قربانگاہ کونسی ہے ؟ جب اُسکا بیان یون ہوا کہ وہ پہلی تھی تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکی مانند

ہوگی جو پاکترین مقام مین تھی جسپہ بخور جلایا جاتا تھا پس قربانگاہ بھی اُس ہیکل کے اسباب

مین سے ایک ہے جن کا ذکر ۴ باب مین ہوا - اور جیسے ۶ باب مین سوختنی قربانگاہ

ویسی اس باب مین بخور کے قربانگاہ دکھائی دے -

(۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے حضور بخور کی دہوان کی طرح یعنی مقدسون کی دعاؤنکے قبول ہونیکا

کیا مطلب ہے - یہ کہ وہی آگ جس مین بخور جل کر خدا کے حضور پہنچا اور مقبول ہو - زمین پر ڈالی گئی

آگ کی صورت مین بلکہ آفتون کی صورت مین - چنانچہ پولس رسول عبرانی ۱۰ باب ۲۷ آیت مین آتشی

غیرت کا ذکر کرتا ہے - اور اس آگ کے ڈالی جانے سے یہ کیفیت ہوئی کہ آوازین اور گرجین وغیرہ ہوئین

البتہ یہی تو وہ آفتین نہ تھین بلکہ پیش علامتین تھین جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آفتین اب ضرور

آوینگی جیسا کہ خروج ۹ باب ۸ و ۹ و ۱۰ آیتون مین ہے کہ بھٹی مین سے موسیٰ اور ہارون نے

راکھ نکالکر پھینکی اور پھوڑے ہوگے - اسکا یہ مطلب نہین کہ راکھ سے پھوڑے ہوگئے کیونکہ یہ قاعدہ کے

[illegible] بخوبی بیان ہو سکتی ہے۔

۸ [illegible] پہاڑ [illegible] کا مطلب تو بڑی بادشاہت ہے اور سمندر کا مطلب عوام الناس کی جماعت چنانچہ
[illegible] بڑی پہاڑ کا مطلب اشور و بابل وغیرہ [illegible] ان کو دستکار کرکے نکال جاتا ہے
[illegible] تو [illegible] سامنے [illegible] میں ہر تواس سے [illegible] ہے۔ اور ۴۶
[illegible] میں یہ مذکور ہے کہ [illegible] پہاڑ [illegible] سمندر یعنی عوام الناس میں جنبش
کھا دیں [illegible] میں مرقوم ہے کہ [illegible] بادشاہت تو زر و بابل کے
سامنے میدان ہو جا [illegible] گو یہ پہاڑ زر و بابل کے سامنے کون ہے؟ [illegible] بادشاہت سے
[illegible] عوام [illegible] ملائی ہے
یعنے اسکا بادشاہ پھر عوام میں ملایا جاتا [illegible] یرمیاہ [illegible] باب [illegible]
[illegible] قوم ہے کہ بابل جن پانیوں سے نکلا انہیں پانیوں میں پھر ملایا جاوے یعنے عوام الناس میں جن سے
وہ پہلے نکلا تھا۔ [illegible] ساری تنزل کا یہ نتیجہ ہوگا کہ عوام میں لہو ہی ہوگا یعنے جب بادشاہ
[illegible] تو باہمی کشت و خون سے لہو ہی [illegible] گا جیسا کہ [illegible] بادشاہت جب پست کی گئی تو برسوں تک سب کچھ
لہو ہی لہو رہا۔ الغرض یہ وہ آفت ہے جو بادشاہوں کے تغیر و تبدل سے زمین پر آتی ہے اور زمین کو لہو سے رنگتی

اور خصوصاً اس میں اشارہ ہے [illegible] آفت کی طرف [illegible] میں دریائے نیل لہو ہو گیا تھا [illegible]
جل رہا تھا جیسا کہ [illegible] آیت میں صدا آتی ہے کہ میں [illegible] اور [illegible]
پہاڑ [illegible] کا [illegible] وہ [illegible] پر [illegible]
[illegible]

(۱۰) [illegible] آسمان سے [illegible] بادشاہ ویسا ہی
یہاں [illegible] کہ وہ [illegible] بادشاہت [illegible] اعتبار سے [illegible]
[illegible] جلتا ہوا [illegible] صفت ہے کہ غضب اور خونریزی [illegible] سے مشابہ ہے اور [illegible]
دنیا کی [illegible] آیت میں [illegible]

(۱۱) اس ستارہ کا نام [illegible] کا مطلب ہے کہ اسکی تاثیر نہایت تلخ اور تکلیف دہ ہے۔
جن لوگوں [illegible] چار پہلی آفتوں کے باب میں یوں ہے کہ خدا [illegible] چیزوں کو [illegible]
فائدہ اور آرام کے واسطے ملتی ہیں آفت [illegible]
شراب ہے یعنے جب کہ تاک [illegible] استعمال [illegible]
[illegible] استعمال کریں تو وہی آفت ہے یہی حال شراب [illegible]
ایک شربت ایجاد کیا گیا اور [illegible] استعمال [illegible]
تھا میں ناگوار ہو گئی [illegible] محاورہ [illegible]
میں مگر یہاں محاورہ کہ کڑوا ہو گیا۔ اس واسطے مستعمل ہوا [illegible] باب [illegible] آیت کی طرف اشارہ ہے
پہلی صدیوں کے مسیحی لوگ اُس لکڑی کو جو پانی میٹھا کرنے کے لئے مارہ میں استعمال کی گئی

تفسیر مکاشفہ

(جب چوتھے فرشتے نے پھونکا تو سورج چاند [illegible] کی تہائی تاریک ہو گئی)

[illegible] مذکور ہوا کہ [illegible] دنیا کے بڑے بڑے [illegible] والا اقتدار لوگ اور انکے [illegible]

[illegible] کی ایک تہائی تاریک ہو گئی اسکا مطلب یہی [illegible] ہے جو بڑے لوگونکی گزشتہ

[illegible] واقع ہوئی ہے اور تہائی کا مطلب وہی ہے جو [illegible] بیان ہوا۔ جب ہم دوم

[illegible] دیکھتے ہین تو توریت کی کتب [illegible] سوا ایسے

[illegible] اور سورج [illegible] ستارے [illegible] وغیرہ

[illegible] محاورات [illegible]

[illegible] کہ کوئی ان کو لفظی نہ سمجھے۔ جیسے [illegible] میں ۴

[illegible] الگ [illegible] اور جب پانچوین

[illegible] کا ذکر ہونے لگتا ہے تو [illegible] کے پیشتر ایک [illegible] مشتہر کیا جاتا ہے جو ۱۳ وین

آیت میں مذکور ہے ۔

(۱۳) (عقاب) اسکا ذکر [illegible] میں بکثرت ہے چنانچہ استثنا ۲۸ باب

۴۹ آیت اور [illegible] ۹ باب ۱ [illegible] اور حبقوق ۱ باب ۸ [illegible] اور یرمیاہ ۴۸ باب

۴۰ آیت حزقیل ۱۷ باب ۳ [illegible] اور [illegible] متی ۲۴ باب مین اسکا ذکر ہے

اور ان سب مقامون مین اسکا مطلب ہے کوئی بڑا زبردست بادشاہ یا بادشاہت

اور یہان مطلب ہے [illegible] بادشاہ کو [illegible] دشمنون کی سزا کے لئے بھیجیگا

[illegible] جیسے کہ مذکور ہوا وہ لوگ جنکے دل اس

دنیا مین لگے ہوئے ہین یعنی دنیا دار ۔

باب نہم

لڑائی کی آفت ہے ۔

(۱) اس آیت میں ستارہ کا یون بیان ہوا کہ وہ (گرا ہوا تھا) بیان کرنے کا وہ مطلب نہیں جو ۸ باب ۱۰ آیت میں ہے وہاں اسکا صریح یہہ مطلب ہے کہ تباہی کہ وہ کہان سے آیا۔ یعنے آسمان سے آیا اور ۸ باب ۱۰ آیت میں ہے کہ وہ ہلاک ہوا مگر اس جگہ یہ ہے کہ وہ آسمان سے آیا ہے (اقتباس کیا گیا) اسکا مطلب ہے جہنم۔ لوقا ۱۰ باب ۱۸ آیت سے وہ دیوؤن کا مسکن معلوم ہوتا ہے ویسا ہی مکاشفہ ۲۰ باب ۱ آیت (اسکی کنجی اُسکو دی گئی) یعنے اسکو یہہ اختیار بخشا گیا کہ وہ جہنم کے سے خیالات اور افعال اور دستورات کو اس دُنیا میں پھیلا دے اور یہہ ستارہ جسکو یہہ اقتدار بخشا گیا نہایت زبردست بعد جابر بادشاہ کی مثال ہے جو کبھی اس دُنیا میں ظاہر ہوئے اور جنکے سبب سے خدا نے لوگون کو سزا دی مثلاً تیمور لنگ اور چنگیز خان اور نپولین جیسے انہون نے ایسی خونریزی خود بھی کی اور کرائی کہ گویا شیطان اس دنیا میں ظاہر ہوا اور شرارت کا دروازہ زمین پر کھل گیا ۔

(۲) یہ دھوان جو اُس دوزخ سے نکلا اُس دھوین کا بالکل متضاد ہے جو مقدسون کی دعاؤن سے نکلا اور اگرچہ ضد ہے مگر تو بھی اُنہیں کی دعاؤن کا جواب ہے جیسے اُس دھوئیں کے نکلتے ہی یعنے جب وہ نکلنے لگا تب ہی ۔

(۳) آیت — یہ ٹڈیاں اُس دھوئیں سے نکلیں جنکا بیان اِن آیات میں بہت طویل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خونریز بادشاہ کی افواج ہیں جو روئے زمین کو ویران اور سنسان کرتی جاتی ہیں۔ ایسی ٹڈیاں عہد عتیق میں بہت ہیں دیکھو خروج ۱۰ باب ۱۲ آیت عاموس ۷ باب ۱ آیت سے ۳ تک مگر خصوصاً یوئیل میں ٹڈیوں کے چڑھنے کا ایسا با تشریح بیان ہوا ہے کہ ہو نہیں سکتا کہ اُنکا مطلب ٹڈیوں سے ہو گو کہ بعضوں نے یہ سمجھا ہے یوئیل ۲ باب ۱ سے ۱۱ آیت تک اور حزقیل ۲ باب ۶ آیت میں بھی آدمی ٹڈیاں کہلائے یعنے شریر و ایذا رسان آدمی۔ (اُن کی صورت [illegible] [illegible] کی سی پراو [illegible] بچھوؤں کا سا) اِس لئے لکھا گیا کہ ٹڈیاں تو صرف زمین کی روئیدگی کو ویران کرتی ہیں — آدمیوں کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتی ہیں یہ جبار جو ٹڈیوں سے مشابہ ہوا آدمیوں کو بھی دکھ دیگا اسلئے اِس بات کے ظاہر کرنے کے لئے اسکو بچھوؤں کا اختیار دیا گیا [illegible] سے اسکا ہولناک ہونا عیان ہے ✦

(۴) آیت — اِس آیت میں ایک مشکل بات ہے کہ اس سے پیشتر ہم نے گھاس [illegible] کا مطلب سمجھا کہ آدمی کی تشبیہ ہے مگر یہاں گھاس لفظی طور سے سمجھا پڑتا ہے کیونکہ آدمی کا ذکر ہو چکا ہے البتہ بعضوں نے تو یہ تفسیر کی کہ [illegible] چھوٹے اور بڑے آدمی کو نقصان پہنچاویں بلکہ انہیں کو جنپر مُہر نہیں مگر اس ترجمہ میں وہی مشکل ہے جو ہمنے بیان کی کہ ایک ہی آیت میں آدمی گھاس بھی اور انسان بھی کہلاویں یہ ذرہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ خیر یہاں گھاس کو ہم لفظی طور سے سمجھ سکتے ہیں۔ تو بھی ایک بات تو اِس سے صاف [illegible] کہ حقیقی نقصان اور ضرر انہیں کو پہنچتا جن پر مُہر نہیں یعنے جو خدا کے ہیں [illegible] جنکا ذکر [illegible] میں ہوا ہے۔

(۵) آیت — [illegible] (اُنہیں تکلیفیں [illegible]) اِسکا مطلب بھی یہی ہے جو تہائی کا مطلب [illegible] ہو مگر ہلاکت نہیں ہوگی۔ علاوہ [illegible] لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹڈیاں برس میں پانچ [illegible] تک نقصان پہنچاتی ہیں اور ایسا کام کرتی ہیں ✦

(۶) یرمیاہ ۸ باب ۳ آیت اِس سے بہت ملتی ہے ✦

(۷) آیت — آیت سے ٹڈیوں کا بیان شروع ہوتا ہے اور اُن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فوجیں ہیں کیونکہ (اُنکی صورت جنگی گھوڑوں کی سی تھی) اور گھوڑے اکیلے جنگ میں نہیں جاتے اسلئے

انکے سوار بھی ہونگے جیسے یوئیل ۲ باب ۴ آیت اور حبقوق ۱ باب ۸ آیت اور (لنگے ... ہو
فایج) اس سے ظاہر ہے کہ وے صاحب اختیار اور بادشاہ ہیں۔ اُن کے بال عورتوں کے سے
یعنے لمبے لمبے بال رکھنا اکثر وحشیوں کا طریق ہے۔ کہ وہ اپنے بالوں کو لمبے رکھتے ہیں غرض
وحشی پن کا نشان ہے اور باقی انکا بیان نہایت ڈراونا ہے اور اسکی غرض بھی یہی ہے کہ
[illegible]
[illegible]
نہیں ہے ... [illegible]
اور انکا بادشاہ وہی ہے جو پہلی آیت میں ... نام ستارہ مذکور ہوا ... [illegible]
یا بادشاہ یہاں فرشتہ کہلاتا ہے بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں فرشتہ سے مراد ہے کوئی بد فرشتہ ... سمجھنا
کچھ ضروری نہیں ہے اسکا نام (ابدون) پرانے عہدنامے کے کئی مقاموں میں شاؤل
کے ساتھ مذکور ہوا ہے عبرانی میں اسکی اصل یہ ہے۔ عبرانی (ابدون) عبری میں ہلاکت کو کہتے ہیں اور
اسکے ترجمہ میں ایوب ۲۶ باب ۶ آیت اور امثال ۲۰ باب ۲۰ آیت میں اسکا ترجمہ یونانی لفظ ایولایا
سے ہوا ہے جسکا ترجمہ ہے ہلاکت مگر یہاں اسکا ٹھیک ترجمہ نہیں لکھا ہے بلکہ وہ لفظ لکھا ہے جسکے
معنے ہیں ہلاک کرنے والا یعنے (اپولیون) یہہ اسلیئے بدلا گیا تاکہ ہم جانیں کہ یہ ایک شخص کا نام
ہے جو شاؤل میں پہنچا دیتا ہے اور یہ نام یسوع نام کی بالکل ضد ہے۔ پس یسوع کو جو نہیں قبول
کرتا وہ (اپولیون) کو ضرور قبول لے گا۔

۱۲ آیت
(۱۲) میں لکھا ہے کہ ایک افسوس گذر گیا اور دو آتے ہیں اور ۸ باب ۱۳ آیت میں
لکھا ہو کہ وہ گذر گئے اور ایک آتا ہے ایسا ہی افسوسوں کا بیان پیدا ہ ۔ ۹ باب ۱۰ و ۱۹ آیات
اور ۱۱ باب ۱۴ آیت میں ہے۔

۱۳ آیت
(۱۳) جو لوگ پہلے افسوس کو اسلام کا اجرا سمجھتے ہیں وہ لوگ اس دوسرے افسوس کو
ترکوں کی بادشاہت بتاتے ہیں ؁
یہ اور بھی زیادہ سخت آفت اور لڑائی کا بیان ہے۔ کیونکہ اُنسے لوگوں کو صرف
دکھ ملا پر اس سے مارے بھی گئے۔ آواز جو اس آیت میں مذکور ہو وہ شہیدوں کی آہ و ا...

کا جواب ہے جو چھٹوین باب مین مذکور ہوئی اور مقدسون کی اُن دعاؤن کا جواب ہے جو ۸ وین باب
مین مذکور ہوئین۔ کیونکہ یہ آواز اسی سُنہری قربان گاہ سے نکلی جو خدا کے سامنے تھی جسپر مقدسون
کی دعائین چڑہائی گئیتین دیکھو ۸ باب۔ پُرانے عہدنامہ مین قربان گاہ کے سینگون کا ذکر بہت ہے پر
مطلب یہ ہے کہ جو کچھ قربان گاہ کا مقصد و مطلب ہے وہ بالتخصیص اُسکے سینگون مین پایا جاتا ہے۔

(۱۴) یہ آواز اُس چھٹوین فرشتہ کو کہتی ہے کہ (فرشتگان الخ) یعنے جو واقعات اِس
چھٹوین نرسنگے کے پھونکنے پر ہونے والے ہین وہ اسی پر موقوف ہین کہ وہ چار فرشتگان جو
بہاری آفتون کے لانے والے ہیں اور شمار مین چار اسلئے ہین کہ وہ زمین کی چارون حدون مین
آفتون کو پھیلاوینگے۔ اور اُنکے مقید ہونے سے یہ نکلتا ہے۔ کہ خدا ابتک لوگون سے تحمل کرتا ہے
دفعتاً اپنا قہر نازل نہین کرتا ہے۔ بلکہ تب ہی کہ جب دُنیا بالکل سرکش ہوتی اور توبہ سے انکار کرتی
ہے اور ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ اب تک وہ کتنے فرشتگان آفت رسان قید ہین (بڑی ندی فرات پر)
پُرانے عہدنامہ مین کہا ہے کہ ابرہام فرات کے پار سے آیا تھا اور اُسکی اولاد بابل کی اسیری کے زمان
مین رہی اُن دنون جو آفتین خدا اُنپر لاتا تھا سو فرات کیطرف سے لاتا تھا وہ طرف گویا بنی اسرائیل
کی آفات کا منبع تھی مثلاً پیدائش ۱۴ باب مین جس چڑہائی کا ذکر ہے وہ بھی اُس جانب سے ہوئی
اور پُرانے عہدنامہ اور بائبل خوانون کے دلون پر یہ بات بخوبی نقش ہوگئی تھی کہ آفتین فرات
کیطرف سے آتی ہین دیکھو یسعیاہ ۸ باب ۷ آیت مین اشور کو اس ندی سے تشبیہ دیکر کہا ہے کہ وہ
اسکو فرات کے پار سے لاویگا (بڑا) یہ پُرانے عہدنامہ مین فرات کی عام صفت بتلائی گئی ہے✦

(۱۵) چار فرشتگان کھولے گئے جو اس سال اور مہینے اور دن اور گھڑی کے لئے
مستعد کئے گئے [illegible] دیکھو [illegible] مین ہوسکتے ہین [illegible] معین وقت خدا
نے [illegible] مین [illegible] سب انکے [illegible] ظہور مین آوینگے۔ اور خدا کی مرضی
کو پورا کرینگے✦

(۱۶) مین جو لشکر کا شمار لکھا ہے وہ اِس دُنیا کے [illegible] اتفاق محال معلوم ہوتا ہے
کیونکہ آج تک اتنا لشکر کبھی سُنا نہین گیا۔ پس اسکا مطلب ہے [illegible] بہایت تا کہ نہایت
ہیبت ناک بیان ہو اسکی اس جگہ ۸ باب ۱۷ آیت ہی اور گاڑیون کا مطلب ان فرشتگان سے ہے

(جیسے یہہ شمار سنا) کیونکہ تو وہ سوار انکو گن نہین سکتا تھا ✦

(ایسا میننے دیکھا) جیسا نیچے بیان ہوا - ہم نہین کہہ سکتے کہ ان مین سے ہر ایک کا بکتر بہت رنگون کا تہا یا کسی کا ایک رنگ کا یہہ اُن ہی ... ون کے رنگ سے ملتے ہین جو گہوڑون کے منہ سے نکلتی تہین - [illegible] ✦

[illegible] ہوا ہیکلین [illegible]

[illegible]

[illegible] ہوا ہے - [illegible]

اور اسکا مطلب نہ صرف اِس نقصان کا ہے ... سانپ کے کاٹنے سے ہوتا ہے بلکہ اُس کے ساتھ ساتھ کی چیزاین اور فریب بھی خیال مین آتا ہے کہ وہ نہ صرف سامنے سے کاٹتے ہین بلکہ پیچھے سے دکھ دیتے ہین - یہان نقصان ... خیال نہین ہے ... اِسبات کو ترکون پر اس طرح صادق لاتے ہین کہ ترکون کی بادشاہت کا نشان گہوڑے کی دم ہے ✦

(۲۰) افسوس کی بات ہے کہ مسیح کی مخالفون مین سے جو بچ رہے اُنہون نے توبہ نہین کی بلکہ فرعون کی طرح اپنے دلون کو سخت کیا جیسا کہ یسعیاہ - ۹ باب ۱۳ - آیت مین لکہا ہے (اپنے ہاتھون کے کامون سے) قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے ہاتہون کے کام بہت ہین یعنی ۲ باب ۲۰ - آیت زبور ۱۰۶ - ۳۷ آئیت اور قابل لحاظ ہے کہ ہاتہون کے کام اور بتون کے بیچ مین ایسا لفظ آگیا ہے جسکا مطلب شیاطین ہے یہہ اِس لئے ہے تاکہ معلوم ہو کہ بت تو کچہہ چیز نہین ہین پر انکی پرستش کرانے والا شیطان ہے - ۱ - قرنتی - ۱۰ باب ۱۹ - آیت - اُس ۲۰ وین آیت مین جو گناہ مذکور ہوئے وہ شریعت کے پہلے تختہ کے احکام کے برخلاف ہین اور ۲۱ وین آیت مین جو گناہ مذکور ہین وہ دویم تختہ کے احکام کے برخلاف ہین اور جادوگری کا جو یہان ذکر ہے سو اسلئے نہیں کہ یہ خدا کا گناہ ہے بلکہ اِسلئے کہ اِس سے اورون کو نقصان پہنچتا ہے - اور جب اورون کے قتل کے خیال سے یہہ کی جاتی ہے تو خون کے گناہ کے برابر ہوتا ہے ✦



اِس سوال کا جواب ... وہ باطنی جو سلامت ... وقت بھی ایسی بات
ایسی ... ہے کہ دنیا پر آفتین آئی ہین تو اُس مین بھی سوال ... جواب
اِس سوال کا اس جملہ معترضہ سے ملتا ہے وہ پہلے جواب سے متفرق ہے ... یہ ہے ... ظاہری
کلیسیا کا تو بڑا نقصان ہو کیونکہ دنیا کی ... غضب انگیز ہے اُس مین بھی ... ظاہری
کلیسیا برباد ہو جاوے تو بھی باطنی کلیسیا سلامت رہیگی سو فرق یہ ہوا کہ پہلے جواب مین ظاہری
اور باطنی کلیسیا کا کچھ فرق نہین کیا گیا عموماً کلیسیا کا ذکر ہوا مگر اس آیت مین دونون کے درمیان فرق کیا گیا
اور باطنی کلیسیا کی حفاظت اور ظاہری کی بربادی اِس آیت مین تو صرف جملہ معترضہ کے طور پر بیان
ہوئے مگر اِس کے بعد کی آیت کا خصوصاً یہی مطلب ہے کہ باطنی کلیسیا پورے امن اور چین مین ہے
اور ظاہری بالکل برباد ہے اِسی سبب سے اِسی جملہ معترضہ مین بعض باتین ایسی مذکور ہین کہ اگر وہی اکیلے
ہوتین تو انکا کچھ بھی مطلب نہ سمجھا جاتا مگر انکا مفصل مطلب بعد کی آیت مین بیان ہوا ۔

(۱) دوسرا زور آور فرشتہ کون ہے ؟ بعضون نے سمجھا کہ ضرور مسیح ہے اور کوئی ہو نہین سکتا ہے
کیونکہ جو کچھ اوسکا بیان کیا گیا وہ کسی مخلوق پر کبھی صادق آ نہین سکتا ہے مگر بعضون کی یہ رائے بھی ہے
کہ یہ مخلوق فرشتہ ہے کیونکہ ۵ باب ۲ آیت مین ایک اور زور آور فرشتہ کا ذکر ہے اور وہ تو مسیح
نہین ہو سکتا ہے ۔

اور جب ایک زور آور فرشتہ مسیح نہین ہے تو مسیح کا کوئی خاص الہی تو ضرور ہے تاکہ وہ مسیح کے نام سے

ہین جیسے رکھو ۔ باب ۱۰ نیز ۔ ۵ صرف آسمان ہی کے واقعات ہیں جسکا اور زمین پر سے اُسکی نہ تھا

بلکل نہ ہوئی بلکہ یہ کہ ہو لیجیے آسمان پر واقع ہوا و سکو گویا آسمان پر پڑھ کے دیکھے (بادل سی ملبس تہا)

بادل اہل نامہل کی اصطلاح مین غم اور آفت ہے ۔ شان سب آفت وغیرہ دیکھی لیکن اس بادل کے

دیکھنیسے جو کچھہ غم اور افسوس ہوتا ہے وہ اُس بادل سے جو اُسکے سر پر ہے رفع ہو جاتا ہے کیونکہ

بلکہ ہمیشہ اس بات کو نشان ہے کہ خدا کا غضب ہمیشہ نہین رہیگا اور خدا اپنے غضب مین بھی

اپنی مہربانی کو یاد کرتا ہے اور وہ وقت آتا ہے کہ جب بادل بالکل ہٹ جاویگا اور مطلع بالکل

صاف ہو جاویگا اور خدا کی ۔ ۔ روشنی بغیر کسی مانع جلوہ گر ہوگی اور دھنک خدا کا عہد اور

وفاداری ہمیں یاد دلاتی ہے کہ وہ اپنی کلیسیا کو کبھی نہین چھوڑیگا +

(اوسکا چہرہ سورج کی مانند تھا) باب ۱ ۱۶ آیت مین یہی بیان مسیح کا ہے جو کچھہ اوسکا مطلب

ہے اس جگہ بھی بیان ہی ہے یعنی مسیح کا الٰہی جلال ۔ خواہ ہم یہان مسیح سمجھین خواہ مسیح کا ایلچی تصور

کرین دونون ہی صورتون مین اس سے اسکو دوستون کے لئے تو تسلی ہے مگر دشمنون کے لئے

محض خوف اور دہشت کا باعث ہے +

(اوسکے پاؤن آگ کے ستونون کی مانند) یعنی اُسکے پاؤن آتشی تھے جسکا مطلب ۔ ۔ ۔ باب

۱۰ آیت مین بیان ہوا یعنی دشمنونکو روندنے اور پامال کرنیکو لئے ۔ پہر نہ صرف آتشی ہین بلکہ آتشی ستونونکی مانند ہین

یہ بات دوسری آیت سے علاقہ رکھتی ہے کہ ان کا ستون کہلانا اس لحاظ سے ہے تاکہ اس کام کی ہمواری اور مضبوطی بھی ثابت ہو جسکا بیان دوم آیت مین ہے

(۲) (اوسکے ہاتھہ مین ایک چھوٹی کتاب کھلی ہوئی تھی) معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کا علاقہ ہے اُس کتاب سے جو

پانچوین باب مین مذکور ہوئی جس سے یہ مراد ہے کہ کتاب مین خدا کے وہ کل ارادے اور قصد مندرج ہین جو کلیسیا کی نسبت

پورے ہونیوالے ہین اور جو دنیا کے حق مین بھی پورے ہونیوالے ہین یہان صرف کلیسیا سے تعلق رکھتی ہے گویا ۔ ۔

مین صرف خدا کی ہی ادہو اور مقصد جمع ہین جو صرف اُسکی کلیسا ہی سے تعلق رکہتے ہین اور اس مین سے کچھہ اس جلد مقصد [illegible] کی رویت مین لکہا گیا علاوہ ازین ان دونون کتابون مین ایک فرق یہی ہے کہ کتاب [illegible] بہی کہ وا شدہ ہے اور [illegible] کبہی بالکل بہن ہی کی گئی جبتک کہ ساتون مُہر نہ کہلا [illegible] جو ونا کا [illegible] شدہ ہی [illegible] [illegible] کتاب [illegible] [illegible] [illegible] سمجہا [illegible] اُنکو لسان [illegible] [illegible]

(اپنے دہنا پاؤن سمندر وغیرہ) اس امر سے ظاہر کیا کہ کامل تسلی اور تیری یہی ہے کیونکہ جب کوئی قصد کسی زمین پر پاؤن رکہتا ہے تو علانیہ اُسکو ظاہر کرتا ہے کہ میری ہی جیسا فی الحقیقت ساری زمین خدا کی ہے مگر ظاہر اس سے منحرف معلوم ہوتی ہے سو ایک وقت آتا ہے کہ ظاہرا بہی اُسکے قبضہ و اختیار مین بالکل آجائیگی اور اگر ہم اس فرشتہ کو مسیح سمجہین تو یہ دعوی بالکل حق ہے اگر ہم فرشتہ سمجہین تو فرشتہ کا مقدور نہین کہ دعوی کر سکے غرضیکہ اسکا مطلب یہ ہوگا کہ جسکا مین ایلچی ہون اسکا یہ سب کچھہ ہے ✦

(۳) (شیر ببر کی طرح گرجا) جیسا کہ ہوسیع ۱۱ باب ۱۰ آیت یوئیل ۳ باب ۱۶ آیت اور پانچوین باب مین مسیح شیر ببر کہلایا اور جو کچھہ اُسنے ایک گرج مین کہا اوسکو ان سات گرجون نے بتفصیل سات حصے کرکے بیان کیا رعد یا دل تو اکثر غضب کا نشان ہے مگر گرج علی العموم غضب الٰہی کا نشان ہے اور اس کتاب مکاشفہ مین گرجون کا بہت بیان ہے اور یہ یوحنا کے اُس نام سے جو خداوند نے اُسکو رکہا ملتا ہے اور اس نام کی فضیلت مرقس ۳ باب ۱۷ آیت مین ہوئی مگر زیادہ تر اس کتاب کے مصنف ہونے سے ظاہر ہوا ہی کہ یوحنا پہلے تو صرف اپنی طبیعت کی حدت سے اس نام سے نامزد ہوا جبکہ اُسنے سامریون پر آگ برسانی چاہی مگر پیچہے خدا کی گرج یعنے غضب کا تبلانے والا ٹہیرا ابل سلسلہ مفسرین ان گرجون کو پاپ کے فرمان بتاتے ہین ✦

(۴) [illegible] سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ آوازین مہمل نہ تہین بلکہ بالفاظ اور بامعنی آوازین تہین کیونکہ یوحنا لکہنے کو تہا جیسا کہ یوحنا ۱۲ باب ۲۸ و ۲۹ آیتون مین ہی کہ اورون نے صرف بادل کی گرج سنی مگر مسیح نے اسمین سے الفاظ کو سنا ✦

(یعنے آسمان سے آواز سنی کہ مت لکہہ) پہلے باب کے اخیر مین حکم ملا تہا کہ لکہہ۔ مگر اب اوسکے برعکس ممانعت ہوئی جیسا کہ دانیل ۸ باب ۲۶ آیت اور ۱۲ باب ۴ و ۹ آیت۔ اسکا سبب یہہ ہی کہ ہنوز ان باتون کے سمجہنے کے قابل کوئی نہ تہا۔ جب وہ قابل ہونگے تو ظاہر کیجائینگی ✦

[illegible] ان آوازون [illegible] کی نسبت مین ہم چار باتون کا خیال کر سکتے ہین اول یہ کہ چونکہ یہہ بادل کی آوازین

تہین اسلیئے ضرور خوفناک اور ہیبت ناک ہین۔ دوم یہ کہ چونکہ یہ اس حصہ یعنے جملہ معترضہ مین ہو کہ جن
جو خصوصاً کلیسیا سے علاقہ رکہتا ہے اسلیئے ضرور کلیسیا سے علاقہ رکہتے ہین۔ سیوم یہ کہ آنیوالی کلا[illegible]
آفتون کو فرشتے نے بتانا خدا کے حکم مین داخل ہے۔ چہارم یہ کہ ہمارے لیئے نہایت خوف اور ہراسانی
کی بات ہے کہ پیشگفتہ آفات کے سوا اور آفات بہی ہین جو ہنوز بتلائی نہین گئین اور تیر زکمان [illegible]
سوا ہے اور تیر بہی خدا کی ترکش مین ہنوز پنہان ہین ۔

۵ و ۶ و ۷ آیات کا مضمون داخل [illegible] آیت سے [illegible] ہے [illegible] چونکہ ترجمہ مین بہت الفاظ
بہی [illegible] ملتے ہین ۔

(اُس نے اپنا ہاتہ آسمان کیطرف اٹہایا) یعنے قسم کے لیئے۔ پیدائش ۱۴ باب ۲۲ آیت
اور اصل زبان مین ہے یعنے اٹہاتا تہا انکی صرف [illegible] کا مطلب یا دو دین سے قسم کہائی۔ [illegible]
سے ہے بتا اس فرشتہ کی بابت دونون رایون کے مفسرین کا کچہہ نہ کچہہ قول ہے جو مسیح سمجہتو وہ کہتے
ہین کہ مسیح کے سوائے اور کسی کی قسم کلیسیا کو زیادہ تر تسلی بخش سکتی ہے جو مسیح نہین سمجہتو وہ کہتے ہین کہ
ایسا کام مسیح سے زیبا نہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا کی قسم کہاوے۔ اس قسم کا مقصد وہی ہے جو [illegible]
۳۲ باب ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ آیات مین ہے۔ کہ اُسنے اپنی زندگی کی قسم اسلیئے کہائی کہ وہ کلیسیا کے دشمنون کو غالب
ہونے نہین دیگا۔ اس قسم مین صرف خدا کا نام ہی نہین بلکہ لکہا ہے کہ جو ابد الآباد تک زندہ ہے اور چونکہ
وہ ابد الآباد تک زندہ ہے اسلیئے چہوٹین سکتا کہ بادشاہی کرتا [illegible] دشمنونکو غالب رہنے دے الغرض

(وہ کل چیزونکا بنانیوالا ہی) [illegible]
[illegible]
[illegible] رہیگا ۔

(اور مدت یا وقت نہین ہوگا) یہ قسم ہے اس مین خصوصاً [illegible]
اشارہ ہے کہ چہٹوین باب مین تو کہا تہوڑی مدت صبر کرو مگر اب بیان کہتا ہے کہ وہ مدت اب نہین
ہوگی وہ اب ختم ہونے پر ہے۔ یعنی ساتوین فرشتہ کی آواز پر سب کچہہ پورا ہوگا کیونکہ کلیسیا اب تک
حیران تہی کہ کیا ہوا ہے فرشتگان اپنی آوازین دے چکے ہین مگر آخرت کا کچہہ نشان نہین ہے
شاید ساتوان بہی اسیطرح گذر جاوے تو اوسکے جواب مین یہ کہا جاتا ہے کہ نہین اور تاخیر نہین ہوگی

اسکے پھونکنے۔ آخرت ہوگی (پھونکنے پر) یعنے جب وہ پھونکنے پر ہوا اور پھونک دے تب ہی خدا کا بھید انکا ظاہر ہو جاویگا اور خدا کا بھید پورا ہوویگا یہ مطلب ہے کہ بالکل ظاہر ہو جائیگا جیسا رومی ۱۶ باب

اندروں [illegible] ہیں اسکی خوشخبری دی [illegible] خوشخبری عدالت کی ہے پرانے عہدنامہ مین تو یہ دونوں [illegible] چلے [illegible] ہوتے چلے [illegible] تشریح کیا گیا کہ [illegible] کا وقت تو اب ہی [illegible] خدا [illegible] کہا [illegible] وہ وقت آ ہی [illegible] عدالت [illegible] اور پرانے عہدنامہ مین بھی خصوصاً [illegible] خصوصاً اساست کی پیش خبری ہوجاتی ہے کہ خدا عدالت کرنیکو آتا ہے یعنے ۹۶ و ۹۸ و ۹۹ زبور مین ⁂

۹ و ۱۰ آیت

(۹) [illegible] ان مین سولہ [illegible] کھلی ہوئی کتاب کے لے لینے اور کہانے کا حکم ملتا ہے [illegible] حزقیل ۲ باب [illegible] آیت سے [illegible] ۳ باب ۱۰ آیت مین کہا گیا کہ کہانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر دل مین ان باتون کو بخوبی لیوے اور رکھے جیسا کہ کہانا معدہ مین بالکل لے جاتا ہے اور اُس کے ساتھ ایک ہوکے ہضم ہوتا ہے ⁂

۱۰ آیت

(۱۰) اس کتاب کے کہا لینے سے دو تاثیرات کلین یعنے پیٹ کی کڑواہٹ اور منہ کی مٹھاس پیٹ کی کڑواہٹ کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب مین ظاہری کلیسیا کی نہایت شدید سزا کی پیشین گوئی مندرج تھی اور یہ پیشین گوئی خیرخواہان کلیسیا اور غیرتمندان جلال الٰہی کے لئے سخت تر کڑواہٹ اور بدبختی کا باعث تھی اور یہ منہہ کی مٹھاس کا یہ مطلب ہے کہ جب خدا کا بندہ اپنی معبود [illegible] کے ہاتھ سے کچھ پاتا ہے پیشتر اس سے کہ اسکے مضمون پر چندان غور کرے وہ صرف کلام کو پاکے [illegible]

ہی سے نہایت خوش اور محظوظ ہوتا ہے۔ یعنے جو کچھ خدا سے ملتا ہے اُس کی خوشی کا باعث ہوتا ہے پس رسول کو جب وہ کتاب ملی تو شیرینی سے اُسنے اُسکی قدر کی اور سوچا اُسکے لئے مثماس یعنے خوشی کا باعث ٹھہرے یعنے وہ اسی سے خوش ہوا خدا سے اُسکا کچھ ملا۔ لیکن جب اُسکو سوچا تو وہی کتاب تاثیرون کے سبب سے سخت درد کا سبب ہوئی۔ نوین آیت میں جو فرشتے نے اُن دونوں کا ذکر کیا تو پہلے [illegible] کا ذکر [illegible] کہ خاص بات تو یہی تھی۔ اس کتاب کا مطلب [illegible] عجیب کی بات [illegible] [illegible] [illegible] جب [illegible] آیت میں رسول نے اسباب [illegible] [illegible] [illegible] کے لئے آخر میں آیا جیسا [illegible] [illegible] ہی [illegible] حال [illegible] بیان کیا کہ اسکے وقت آخری باتین بہت میٹھی لگین) پھر [illegible] ہے۔ حزقیل نبی صاف صاف تو اسباب کا ذکر نہیں کرتا کہ پیٹ مین کڑوی لگین مگر باب ۳۔ آیت ۱۴ مین اپنی [illegible] کا ذکر کرتا ہے جس کا مطلب یہی ہے ◆

(۱۱) (تجھ کو پھر نبوت کرنی ہوگی) یعنی ابھی میری [illegible] ختم نہیں ہوئین باقی [illegible] اس کتاب کی باقی گیارہ بابون مین ہین ◆

(اُمتون قومون۔ زبانون اور بہت بڑی بادشاہتون کی بابت ہیں) [illegible]

کلیسیا کا نام نہین ہے [illegible] ایک جواب [illegible] باب ۹۔ آیت [illegible] یہ بھی معلوم ہوتا ہے [illegible] یا تو انہین قومون سے [illegible] ہوئی تھی اور [illegible] جب کہا گیا ان کے حق میں [illegible] تو [illegible] ظاہر ہی کلیسیا کے [illegible] [illegible] انہیں مین شامل [illegible]

جواب [illegible]

ظاہر ہی کلیسیا [illegible]

باب یازدہم

دسوین باب سے اُس کتاب کا مضمون معلوم ہوگیا اور [illegible] کڑوا اور تلخ ہونے کا سبب

یہ معلوم ہوا کہ اسمین کلیسیا کے بگاڑ اور عنقا کی پیشین گوئی ہوئی اب اس باب مین کلیسیا کو ہیکل سے
تشبیہ دی گئی۔ جیسا کہ بائبل کے اکثر مقامون مین ہے جیسا کہ ظاہری ہیکل مین دو حصے تھے ایک تو
پاک ترین جگہ اور دوسرا اوسکے ارد گرد اور عام تھا اسی طرح کلیسیا کے بھی ہین۔ دو حصے مذکور ہین ایک
مین [illegible] ذکر ہے اور دوسرے مین اوسکے باہر صحن کا [illegible] دونون [illegible] ہوا کہ
[illegible] کہ ہیکل مین پرستش [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قربانی پر زور [illegible]
[illegible] مسیح کی [illegible] سکو نقلی قربانی سمجھنا ہوگا
جیسا کہ مسیح نے اپنی قربانی چڑھائی اور قربان گاہ جو ان سے ہو کر ان ہوتے تھے یعنے جسپر
قربانی چڑہائی جاتی تھی وہ پاک مکان کے باہر تھی۔ اس وجہ سے مین یہ قربانگاہ اندر دکھائی گئی
اگرچہ مسیح کی صلیب اس مکان سے باہر ہے تو بھی اوسکی تاثیر ہر دم آسمان پر [illegible] تھی جو
(پیمایش کو)۔ پیمایش کا یہی مطلب ہے جو جگہ نے ناپے گئے کیونکہ گہر کے ناپنے سے یہ بات ظاہر ہوتی
ہے کہ اسکا مالک اپنی ملکیت کو قائم کرتا ہے اور اس طرح سے اوسکی حفاظت کرتا ہے۔

آیت

(۲) مین پہلے کی صحن کو چھوڑ دے۔ یعنے ہیکل کے بیرونی حصے جس سے کلیسیا
مراد ہے یعنے اوس کی حفاظت نہین کیجاوے گی بلکہ غیر اقوام کو دی گئی یہان غیر قوم کے لئے
جو اصلی لفظ ہے کتاب مکاشفہ مین اسکا استعمال اپنی اصلی مطلب مین نہین ہوا۔
کیونکہ اس کتاب مین تو یہودیون اور غیر قومون دونو کا مطلب یہ ہے کہ غیر مذہب والون کو
دی گئی تاکہ اپنی تاثیر اسمین پھیلاوین الغرض ظاہری کلیسیا کا وہ حال ہوگا جسکو خداوند نے بہت
سی مثالون سے بیان کیا یعنے کڑوے دانہ وغیرہ سے۔

(مقدس شہر) یہان مقدس شہر اور مقدس ہیکل مین فی الحقیقت فرق تو نہین ہے کیونکہ
دونون کلیسیا کے مشتبہ ہین جیسا کہ پرانے عہدنامہ مین بھی مذکور ہے مگر جبکہ یہان یہ
مطلب ہے کہ ظاہری کلیسیا کے بیچ مین ایک حقیقی کلیسیا ہے۔ تو ظاہری کلیسیا کو

شہر سے تشبیہ دی گئی اور حقیقی کو اس مین کے ایک گہر ت - اور اس گہر کا صحن بہی شہر کے ساتھ شمار کیا گیا ہے [illegible] کے ناپنے کی ہدایت ہوئی صحن کا ناپنا ترک کیا گیا کہ [illegible] سانتہہ مگر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہے [illegible] ایسے ہی وہ [illegible]
[illegible] پامال کرینگے [illegible] کیطرف [illegible]
یہان [illegible] کا مطلب یہی ہے جو سمجہا [illegible] آیت مین مذکور ہو [illegible] یہواہ کی پرستش تو کرتے تھے مگر [illegible] سے کرتے تھے کہ وہ اُنکی پرستش [illegible] تہا اُنکی سی پرستش [illegible] یا اُسکی بارگاہون کو روندنا تہا - اور اُسکے عوض وہ [illegible] کہ وہ اپنے دشمنون سے روندے گئے - یہی حال ظاہری کلیسا کا ہے کہ وہ اپنی [illegible] پرستش [illegible] بیہودہ کی بارگاہون کو روندتے ہی اُسکے عوض میں اُسکے دشمن اُسکو روندینگے ॰

(بیالیس مہینے) ان مہینون کے برس تو ساڑہے تین ہوتے ہین [illegible] سال اور مہینہ اور دنون کا الگ الگ ذکر اسی باب مین ہے [illegible] آیات مین [illegible]
[illegible] آیت مین [illegible] یہی میعاد کئی طرح سے زمین مین مختلف میعادین ہین - کبہی تو [illegible] سے بیان کیا کبہی مہینون سے [illegible] برس کا مطلب تو [illegible] عدد کاملیت کا نشان ہے [illegible] اسکا نصف ہے اور [illegible] کا ناقص ہے [illegible] مطلب ہوگا کہ کلیسا کی پامالی ہر زمانہ کے لئے نہین ہوگی بلکہ ناکامل اور ناتمام [illegible] ॰

۳ سے [illegible] خدا اپنے یوحنا رسول اور [illegible] کیطرف [illegible] سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ [illegible] کے وقت بہی [illegible] گواہون سے [illegible] چہوڑونگا مین [illegible] لوگون کو برپا کیا کرونگا [illegible] آیت [illegible] رسول [illegible] استعمال کیا کہ جب عبر [illegible] اپنے [illegible] کبہی بے گواہ نہین [illegible] تو [illegible] اپنے کلیسا کو نہین چہوڑیگا (نہین اونکو دونگا) کیا دونگا [illegible] بات [illegible]

اور جو اس ظرف کا سبب ہو گا کہ کلیسیا [illegible] اسکے [illegible]
[illegible] اسکے آرام [illegible] مسیح [illegible]
[illegible] دو گواہ زیتون کے درخت [illegible] ہین [illegible]
[illegible] رہتے ہین اور خدا انکو اپنی کلیسیا [illegible] لیتا ہے [illegible]
انکو روح قدس سے بہرا ہے تاکہ [illegible] جیسے [illegible] تیل [illegible]
دیتے ہین یعنے روح قدس اپنا کام ان گواہون کے وسیلہ سے کلیسیا مین کرتا ہے [illegible] بہی
کلیسیا کیطرف سے دنیا مین بہیجے جاتے ہین تا انکو بہی منور کرین - پس ان گواہون کے دو کام ٹہرے
کلیسیا مین قوت بہرنا اور دنیا کو روشن کرنا یہ دو باتین کب ان پر صادق آسکتی ہین اسوقت جبکہ
آخری فقرہ بہی ان پر صادق آئے کہ وہ ساری زمین کے خداوند کے حضور کہڑے رہتے ہین اگرچہ
سچی کلیسیا بہت تہوڑی رہگئی اور اسکا مرد دشمنون سے گہبرا گیا تو بہی اسکا خداوند زمین کا
خداوند کہلاتا ہے اور وہ فی الحقیقت زمین کا خداوند ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب مین عہد کا
صندوق ساری زمین کے خداوند کا صندوق کہلایا ۔

۶ آیات

(۶) [illegible] آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہ جو ٹاٹ پہنے ہوئے رہتے ہیں اور نہایت [illegible] [illegible] جیسے دو صبر و ہیں صرف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ ہی اُنکے [illegible] دونو بیرنا [illegible] [illegible] تمنون کو فائدہ پہنچتا ہے بشرطیکہ اُسکو قبول کریں اور اگر نکرین تو مدد وہی ان اُن سے نقصان کا باعث ہونگی جیسا کہ خود خداوند نے فرمایا کہ میری باتین [illegible] دن اُنکی سزا کا حکم دینگی ۷وین آیت میں نقصان کی وشالین مرقوم ہین کسطرح اُنکا نقصان ہوگا وغیرہ ＊

۷ آیت

(۷) جب وہ اپنی گواہی کو ختم کر چکینگے تو وہ اُنسے لڑیگا وغیرہ) یعنے جبتک وہ کام جو خدا نے انہیں دیا پورا نکر چکین تبتک خدا اُنکو مغلوب ہونے نہیں دیگا جیسا کہ مسیح کے دشمنوں نے بارہا اُسکو پکڑنا چاہا اور [illegible] چاہا پر جبتک اسکا معین وقت نہ آیا تب تک وہ کچھ نہین کرسکے لوقا ۱۳ باب ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ آیات وغیرہ دیکھو مین دیوون کو نکالتا ہون اور بیمارون کو چنگا کرتا ہون اور تیسرے دن مین کامل ہونگا ان آیات مین مسیح نے بعینہٖ تمام اس امر کا بیان کیا کہ آج اور کل اور تیسرے دن بھی مین سیر کرتا رہونگا کوئی مجھکو چھو نسکیگا اور اُسکے بعد جب وقت پہنچیگا میں قتل ہو جاؤنگا ویسے ہی لوقا ۲۲ باب ۵۳ آیت مین مسیح نے کہا اب وہ گھڑی آپہنچی ہے اور تاریکی کو اختیار دیا گیا کہ مجھکو پکڑے اور مار ڈالے اور جسطرح جب وقت پہنچا تب خداوند کا اس دنیا سے جلانا فائدہ مند تھا جیسا اُسنے خود کہا اوسیطرح گواہون کا [illegible] فائدہ مند ہے ＊

(۷) [illegible] جو اتھاہ کنوئین سے چڑھتا [illegible] ہے کہ اسکا مطلب صرف اسی پر کہ [illegible] اسکو کبھی حل نہو سکیگا مگر [illegible] اشارہ [illegible] ہے [illegible] کی طرف یعنی ۱۱ باب ۷ آیت ۳ وین [illegible] کیطرف ۱۳ باب کو ۱ سے اسکا بیان شروع ہوتا ہے [illegible] دونون مقامون میں ایک ہی لفظ ہے درندہ کے لئے اور اُسکی صفات بھی یکسان بیان ہوئی [illegible] درندہ کے ساتھ ایک ہی لفظ ہے یعنی حیوان ہے اسکا مفصل بیان آئندہ ابواب مین ہوگا ۔ دانیل ۷ باب ۲۱ آیت مین بھی اسکا کچھ ذکر

ہو اور وہاں بھی یہی الفاظ ملتے ہیں ۔

(۷) نیز غالب آویگا) یہ غلبہ تو صرف ظاہری ہے سو اس سے نہیں ڈرنا چاہیئے بلکہ اس سے ڈرنا چاہیئے کہ مبادا ہم ہر اول مغلوب ہو جاتے ۔

۸- آیت

(۸) انکی لاشیں بڑے شہر کے چوک میں پڑی رہیں گی) یہ بڑا شہر کونسا ہے؟ [illegible] کچھ [illegible] شہر [illegible]

[illegible]

[illegible]

وہاں [illegible] بابل [illegible]

کہ وہی مقدس شہر جو [illegible] لفظ [illegible]

مذکورہ بالا مقامات میں بابل کی [illegible] نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ

پرانے عہدنامہ میں بار بار ایسا ذکر ہوا ہے کہ دنیا کا شہر دولت نہایت بڑی ہے اور خدا کا شہر اور خدا کے لوگ چھوٹے ہیں چنانچہ یروشلم بہت چھوٹا سا شہر تھا اور بابل [illegible] بہت بڑے تھے دیکھیو [illegible] باب میں اسی لحاظ سے [illegible] چھوٹا [illegible] کی بہتات [illegible] کہ وہ دریا فرات سے خوش ہوتے ہیں الغرض یہ دنیا کی چیزوں کی ہے اور چھوٹا یہی خدا کی پیروں کی ۔

(۹) بڑا شہر روحانی طور پر صدوم اور مصر کہلاتا ہے) لفظ روحانی ہونے کا مطلب ۱ قرنتی ۱۰ باب ۳ و ۴ آیت میں ملتا ہے ۔

(۱۰) صدوم اور مصر کہلاتا ہے) صدوم پرانے عہدنامہ میں خرابی کا نمونہ تھا جیسا کہ یروشلم بھی کہیں کہیں صدوم کہلاتا ہے مثلاً یسعیاہ ۱ باب ۱۰ آیت اور حزقیل ۱۶ باب ۴۸ آیت یرمیاہ ۲۳ باب ۱۴ آیت صدوم میں خصوصاً چال چلن کی خرابی کی طرف اشارہ ہے اور مصر میں خصوصاً دین کی خرابی کی طرف جیسے حزقیل ۲۳ باب ۳ و ۸ و ۱۹ و ۲۷ آیات میں ہے اور مکاشفہ ۱۹ باب ۲ آیت میں اور ایک سبب مذکور ہے کہ جس سبب سے یہ شہر صدوم کہلاتا ہے یعنی پیدایش کے ۱۹ باب ۲۸ آیت میں لکھا ہے کہ اسکا دھواں بھٹی کے دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف اٹھا ۔

(جہاں اُن کا خداوند بھی مصلوب ہوا) اسکا یہ مطلب نہیں کہ گویا وہ بھی مصلوب ہوئے

لفظ بھی مارڈالنے سے علاقہ رکھتا ہے کہ وہان وہ بھی مارڈالے گئے اسلیئے لفظ (بھی) مین بڑی
تسلی ہے جیساکہ یوحنا ۱۵ باب ۲۰ آیت اور ۱۶ باب ۲ آیت مین لکھاہے اور جبکہ گواہون کا
خداوند مارا گیا تو کیا تعجب ہے کہ گواہ بھی مارے جاوین (رحمان) خداوند نہ تو مصر اور نہ صدوم مین
مارا گیا بلکہ یروسلم مین یعنے بگڑے ہوئے کلیسیا مین اور اسی سبب سے عبرانی ۶ باب ۶ آیت مین مسیح
کے دوبارہ مصلوب ہونے کا ذکر ہے وہان یروسلم کا ذکر نہین بلکہ کلیسیا ہی کا ذکر ہے ویسے
ہی یہان ہے ۞

یت (۹) امتون اور قومون وغیرہ کا مطلب ہے کلیسیا کیونکہ کلیسیا بہون مین پھیلنے والی تھی
اور ۷ باب ۹ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا مین بہت امتین اور قومین شامل ہین (ساڑھے
تین دن تک) شاید اس مین اشارہ ہو خداوند کے تین دن تک قبر مین رہنے کیطرف مگر بہتر یہ ہے
کہ جیسا ہمنے ساڑھے تین سال کا مطلب سمجھا ویسا اسکا بھی مطلب سمجھین کہ شریرون کی خوشی
چند روزہ ہے اگرچہ موت تک ہے لیکن پھر بھی اسکی پائیداری نہین ہے (انکی لاشونکو قبر مین رکھنے
نا دینگے) یعنے بہا ننگے انکے نام ونشان کے مٹانے کے درپے ہونگے کہ کوئی یادگار بھی ان کی
باقی نہ رہنے دینگے ۞

یت (۱۰) آپکو ایک دوسرے پاس تحفہ تحائف بھیجینگے اس مین نحمیاہ ۸ باب ۱۰ اور ۱۲ آیت
اور آستر ۹ باب ۱۹ و ۲۲ آیت کیطرف اشارہ ہے ۞
(انہون نے تصدیع دیا تھا) یعنے گواہون نے نہ صرف انکو بتایا تھا بلکہ تصدیع بھی دیا تھا
[illegible] کیا چیز [illegible] وہ تصدیع دیتے تھے۔ وہ خدا کا کلام [illegible]
[illegible] اونھون نے [illegible] اسلیئے وہ تصدیع [illegible] ان کے
لئے تصدیع [illegible] ٹھہری ۞

یت (۱۱) کا بھی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ انکی کلام کی تاثیر جاتی نہ رہی بلکہ انکے مرنے سے اور بھی زیادہ
انکا کلام مشتہر ہوا اور وہ بیج جو اونھون نے بویا تھا شیر نہین گیا بلکہ اُگا۔ یہ انکے جی اٹھنا گویا انکا
جی اوٹھنا ہے پیشتر تو وہ دنیادارون مین بدنام تھے اور مردود تھے پر اب انکے کام نتیجے برومند ہونے سے
اُن کا نام جی اوٹھا ان لفظون مین اشارہ ہے حزقیل ۳۷ باب ۱۰ آیت کیطرف ۞

(اُنکے دیکھنے والونپر ڈر چھا گیا) یہ ڈر شدید ڈر اور خوف کا نشان ہے جو اُس دن اُن کو ہوگا جب وہ اُنہیں جنہیں وہ ہمیشہ سے حقیر سمجھتے تھے اپنی شان میں ہمیشہ اُن کا مثالی جلال دیکھینگے

(۱۲) اس آیت کا مطلب [illegible] بادل پر [illegible] جیسے مسیح کے پیرو اور

[illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ وقت کی سبت [illegible] ہے ٭

(سات ہزار آدمیوں) کا نام مطلب ہے بہت شمار گویا نام بنام گنے ہوے

(باقی ڈر گئے وغیرہ) ۹ وین باب کی آیت میں یہ مطلب ہے کہ بقیہ لوگوں سے توبہ نہ کی مگر یہاں لکھا ہے ڈر گئے اور خدا کے آسمان کی تمجید کی ۹ وین باب میں تو غیر مذہب والوں کا ذکر ہے مگر یہاں ظاہری کلیسیا کا ہے۔ تو یہ اکثر ہوتا ہے کہ کلیسیا کے بہوتیرے ممبر سبب اپنی تمیز کے جو کچھ روشن سے خوب ہے لوگوں کی نسبت زیادہ تر نیک تاثیرات سے متاثر ہوتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ مسیحی دین سچا دین ہے اور خدا کے بھی مقر ہوتے ہیں اگرچہ یہ تاثیر ہمیشہ نہیں بلکہ تھوڑی دیر تک اُن میں رہتی ہے ٭

(خدا کی تمجید کی) یہ ایک محاورہ ہے جس سے خدا کا اقرار نکلتا ہے جیسے یشوع ۷ باب ۱۹ آیت میں ہے ٭

۱۵-آیت

(۱۵) جب ساتوین مہر کے کھلنے سے ابتدا شروع ہوتی اب ساتوین فرشتہ کے پھونکنے کا بھی وہی نتیجہ ہوتا ہے ٭

اور آسمانی باشندگان کی یہ صدا سُنی جاتی ہے کہ وہ اختیار اب ہو چکا جو دنیا کلیسیا پر رکھتی تھی اب اس دنیا کی بادشاہت ہمارے خداوند مسیح کی ہو گئی ہے جب یہ صدا ہوگی تب کلی طور سے یہ دعا پوری ہوگی کہ تیری بادشاہت آوے اب تو ہم یہ کہتے ہیں کہ بادشاہت تیری ہی ہے یعنے تیرا ہی حق ہے مگر اب تک وہ بادشاہت ظاہر نہیں ہوئی اور تب کہا جاوے گا کہ اب وہ بادشاہت

تیری ہو گئی ✦

(ہمارے خداوند اور اوس کے مسیح) یہ محاورہ ۲ زبور ۲ آیت سے لیا ہوا ہے۔ اور اعمال ۴ باب ۲۶-۲۷ آیت مین بھی ہے اب اس بادشاہت کو اس کے قبضہ اور اقتدار سے کوئی چھین نہین سکتا ہے پرانے عہد مین بہت جگہ ذکر ہے کہ دنیا کی بادشاہت خدا کی ہے ۲۲ زبور ۲۸ آیت عبدیاہ ۲۱ آیت۔ زکریاہ ۱۴ باب ۹ آیت (ہمارے خداوند کی) اور جب ہمارے خداوند کی ہے تو ہماری بھی ہے ✦

۱۶ آیت　(۱۶) ۴ باب ۱۰ آیت اور ۵ باب ۸ آیت مین بزرگون نے خدا کے سامنے سجدہ کیا تھا اور گاتے تھے لیکن اوس وقت ایسا کرنے کا بھی سبب تھا کہ کلیسیا کی عدالت ہونے والی تھی اب اسواسطے کرتے ہین کہ اوس کی عدالت ہو چکی ہے اور صرف یہان لکھا ہے کہ موہنہ کے بل گرے اسکا سبب یہ ہوگا کہ خداوند کا جلال آگے کی نسبت زیادہ صفائی سے ظاہر ہوا ✦

۱۷ آیت　(۱۷) (وہ کہتے ہین ہم تیرا شکر کرتے ہین وغیرہ) یہ شکر گذاری ان دعاؤن کے جواب اور اجابت کی ہے جو اونہون نے ۶ باب ۹-۱۰ آیات مین مانگی تھی اور (۱۷) آیت مین ایک سبب ہے (آنے والا) یہ لفظ صحیح نسخون مین نہین اور اوس کا ہونا ضرور نہین کیونکہ فی الحقیقت وہ اب آچکا ہے وغیرہ [illegible] ہم تیرا شکر کرتے ہین کہ ہم بہت جلال کے لئے تیرا شکر کرتے ہین وہان تو یہ فقرہ مشکل معلوم ہے مگر یہان سے اسکا مطلب کھلتا ہے کہ ہم تیرا شکر کرتے ہین کہ تو اپنے جلال سے ملبس ہوا اور اسکا سبب یہ ہے کہ ہم بھی اوس جلال مین شامل ہین اگر ہم اوس مین شامل نہ ہوتے تو تعریف تو کر سکتے پر شکر گذاری کیونکر کر سکتے شکر گذاری کا سبب تو یہی ہے کہ ہم بھی اوس مین شامل ہین ✦

(تو نے اپنی بڑی قدرت کو لے لیا) گویا چند روز تک تو اپنی قدرت کو کام مین نہین لاتا تھا مگر اس وقت کہا جاوے گا کہ اب تو نے اسکو لے لیا ہے البتہ اب تو ہم کہتے ہین کہ قدرت

تیری ہی ہے۔ یعنے حق تیرا ہے پر اُس دن یہ کہا جاویگا کہ اب بالکل تیری ہو گئی جیسے ۲ و ۹ زبور مین ہے یہوواہ بادشاہت کرنے لگا ہے گو با بیشتر نہین تھا پر اب ہوا اور چونکہ اُسکا حق [illegible] تھا [illegible] اب [illegible] سے بڑی زیادہ ثابت ہوا) معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک محاورہ تھا جیسے ۲ سموئیل ۱۵ باب ۱۰ آیت مین اسکا مضمون [illegible] باب [illegible] آیت ۲ سلاطین ۹ باب ۱۳ آیت مین اور بھی نظاوہ آخری [illegible] آیت مین [illegible] یعنی [illegible] آیت مین ⁜

[illegible] قومین غصہ ہوئی تھی [illegible] ان سے غضب [illegible] نہین ہوا انہون نے [illegible] غضب [illegible] بہنچایا بہین [illegible] آیت کی طرف اشارہ [illegible] لفظ ہے جسکے پہلے معنے تو گہبرانا ہے پھر غصہ ہوا تو ہم نے غصہ ہونا ترجمہ کیا ⁜

(اور مردون کا وقت آیا تاکہ انکی عدالت ہو) اس سے صاف عیان ہے کہ ہمارے ابدیت کے شروع کا ذکر ہے پہلے رویت مین ہمنے دیکھا کہ ابدیت کے شروع کا بہت مختصر بیان ہوا اور دوسرے مین زیادہ اور آخری رویت مین اس سے بھی بہت زیادہ مفصل بیان ہوا (انکی عدالت ہو) عدالتمین مخالفون کو سزا اور بندون کو اجر ملتا ہے یہان ان دونو کا ذکر ہے مخالفون کی سزا کا ذکر ہے اور بندونکی وجہ پانیکا ذکر ہے اسلئے یہ لفظ عدالت تو دونون سے تعلق رکہتا ہے اجر انکو جو خدا کے بندے ہین یعنی نبی۔ اوستاد۔ پیغمبر وغیرہ اور مقدسون کو اور اُن سب کو جو اُسکے نام سے ڈرتے ہین یہان نبی اور مقدس الگ الگ مذکور ہوئے اس سے یقین سمجھنا چاہئے کہ نبی مقدسون سے الگ ہین [illegible] نبی اور باقی مقدسین ایسے ہین جیسے [illegible] اور ہوا [illegible] یہوواہ یعنے یروشلم کے سوا باقی سب یہودی جیسے تہی ۱ باب ۱۴ آیت مین [illegible] ذکر بیان سے سمجھے کہ کوئی اپنے [illegible] اجر سے محروم نہ ہوگا یہان اشارہ ۱۱ زبور ۱۲ و ۱۳ آیات [illegible] زبور کے مطابق [illegible] اسرائیل یہان کے مقدسین اور بنی ہارون کا گہرانہ ہے ۔

(زمین کی برباد کرنے والون کو برباد کرین) پیدائش ۶ باب ۱۱ آیت سے ۱۳ آیت تک جو لفظ ہین انکے یہی معنے ہین کہ جسطرح آدمیون نے اپنی بدیون سے زمین کو خراب کیا اسیطرح خدا آدمیون کو طوفان سے خراب کریگا ⁜

(۱۹) (خدا کی ہیکل آسمان پر کہل گئی) اسی باب کے شروع بیان ہوا کہ خدا کی ہیکل

کلیسیا ہے پس اسکے کہلنے کا مطلب ہے کہ اب اُسکے ظہور کا وقت آگیا جیسا کہ ۱۳ باب ۲۰ آیت
[illegible] ساتہ خدا مین ظاہر ہو گئے اور تب صندوق جو اسکے عہد کا نشان ہے دیکہا
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا ذکر
ہے جو [illegible] مسیح پیدا ہو [illegible] اس وقت ہوگا
جب خدا [illegible] پوری فتح [illegible] کو ہمیشہ کا راج دیگا اور اسوقت کلیسیا کے دشمنون
[illegible] ہلاکت ہوئی سو اس آیت کے باقی الفاظ سے ظاہر کئے گئے اور باب ۵ - آیت مین
جب نہین بلاؤن اور سزاؤن کے لئے کلیسیا نے دعا مانگی اور قبول ہوئی تو بہی آوازین وغیرہ
ہوئین پر اسوقت صرف نشان کے طور پر ہوئی تہین اب [illegible] وقوع مین آئین اور شاید اسی
باعث سے یہان بجلیان سب سے پہلے مذکور ہوئین کیونکہ ہلاکت تو نہین سے ہوئی ہے اور
اُس جگہ سے [illegible] اور ایک بات یہان ہے (رجوع ادلی) عہد عتیق مین ہمیشہ یہ خدا کے غضب
کے نشان ہین اور خصوص کلیسیا کو اسکے دشمنون سے رہائی دینے کے لئے کام مین آئے مثلاً خروج
[illegible] مین یشوعہ ۱۰ باب ۱۱ آیت اور [illegible] آیات ۱۰ یہان مذکورہ بالا مقام
کیطرح نہین کہا ہے کہ تہائی یا اور کسی حصہ پر یہ ہوئی اس سے بہی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اب آخر ہو

باب دوازدہم

یہان سے ایک نئی رویت کا بیان شروع ہوتا ہے جو ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ - ابواب مین
مندرج ہے جسمین بالتخصیص کلیسیا کے تین دشمنون اور انکی ہلاکت کا بیان ہے اس باب سے

کتاب کے آخر تک بہت رویتیں مذکور ہوئیں مگر ان میں باہم بیان ارتباط اور تعلق ہے کہ جیسا گذشتہ رویتوں میں بہی تہا اس لحاظ سے اگر ہم کل کتاب مکاشفہ کا یون بیان کریں کہ اُسمیں تین رویتیں ہیں یعنے مہروں کی رویت اور نرسنگوں کی رویت اور یہ سے آخر تک ایک رویت ۔ تو یہ بیان حقیقت سے جدا نہیں ہوگا ۔ لیکن یہ بات نہ صرف اسی رویت کا دیباچہ ہے اور جو [illegible] بابون مین مندرج ہے بلکہ باقی تمام کتاب کا بہی دیباچہ ہے اس آخری رویت مین ابتدا کا ایک مفصل بیان کیا گیا جیسا کہ [illegible] تہا اور زیادہ [illegible] گذشتہ رویتوں سے بڑہ کر اسمین کلیسیا کی ابتدا و [illegible] کا بیان [illegible] ذکر ہمیشہ گذشتہ رویتوں مین تہا جیسا اس رویت کا آخر [illegible] بہی مذکور ہوا اور [illegible] سے ہوا یعنے کلیسیا کی ابتدا مسیح کی پیدایش [illegible] شروع [illegible] کی گئی [illegible] نہ صرف دنیا کی مخالفت کا ذکر ہوتا چلا آیا مگر اب [illegible] کی عداوت اسمین بیان کیا جاتا ہے اب وہ پردہ ہٹ گیا اور صاف کہی گئی ۔

(۱) [illegible]) تو کوئی ایسی چیز دیکہی جو دوسری کی علامت یا نشان ہے [illegible] اشارہ [illegible] آیت کی طرف ۔ اور اس نشان کو آسمانی چیز نہیں سمجہنا چاہیئے کیونکہ یہ جو [illegible] نے دیکہا آسمان مین دیکہا (عورت) اسکا مطلب ہے کلیسیا یہ تمام بیان کی اصلیت کے موافق ہے (سورج سے ملبس) اسکا مطلب یہ ہے کہ کلیسیا خدا کے جلال سے ملبس ہے جیسا [illegible] باب [illegible] آیت مین لکہا ہے کہ [illegible] کا جلال اسپر طلوع ہوا کہ معیت اور [illegible] [illegible] کہ [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ۔ [illegible] [illegible] پاؤن کے [illegible] بالی کی تراہ مین [illegible] [illegible] تو سورج ہی سے ملبس اور جلالی ہے (اور چاند اسکے پاؤن تلے) اسمین اصلیت کی طرف [illegible] روشنی اسکی ذاتی نہیں بلکہ عارضی ہے [illegible] سے لی گئی اس لحاظ سے اگر دنیا کے جلال کو چاند سے مشابہ کرین تو نہایت بجا ہوگا کیونکہ [illegible] بہی تو اسکا اپنا نہیں نہ اصلی ہے بلکہ نقلی ۔ اور اس جلال کے اسکے پاؤن کے نیچے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کلیسیا کے لائق یہ جلال نہین اسکا جلال اس سے کہین بڑہ کر اور اصلی ہے اور یہ جلال

اور یہ قائل ہے کہ کلیسیا اُسکو اپنے پاؤن کے تلے رکہے اور چونکہ سورج کا نور بھی درحقیقت اصلی
نہیں ہے کیونکہ مصنوعی ہے اِس لئے اور آیات مین اسکی روشنی بھی کلیسیا کے ناقابل بیان
ہوئی (یرمیاہ ۲۲ باب ۲۳ آیت اور ۶۰ باب ۹ آیت مین) دیکھو جو سورج کا نور ہے کلیسیا سے
[illegible] ہوا کیونکہ کلیسیا کا جلال خدا کا جلال ہے یعنے وہ جلال جو خدا سے علاقہ رکہتا ہے
اِن آیات مین کلیسیا کے اُس جلالی [illegible] کا ذکر ہے جو ہونیوالا ہے مگر چونکہ وہ جلالی حال اب
بھی اِس کا حق ہے اِس سے اُس آیندہ جلالی حال کو اس دنیا کے سبب سے [illegible] جلالی چیزون
سے تشبیہ دیکر بیان کیا کہ وہ سورج سے ملبس ہے یعنے سراسر جلالی ہے ٭

(اسکے سر پر بارہ ستارون کا تاج) یا بارہ اسرائیلی بارہ فرقے [illegible] اوّل تو
یہان اُس کلیسیا کا ذکر ہے جو مسیح کے پیشتر تہی اور مسیح کے بعد کی [illegible] ایک
ہی کلیسیا ہے اور اسمین کچھ مغایرت نہین ہے یہانتک کہ [illegible] باب [illegible] آیت مین جہان
مسیحی کلیسیا کے جلالی حال کا ذکر ہے وہان بھی اسرائیل کے بارہ فرقے مذکور ہوئے اور علاوہ
اِسکے یوسف نے اپنی خواب مین یعقوب کے بیٹون کو ستارون کی صورت مین دیکھا ٭

(۲) (وہ عورت حاملہ تہی اور جننے کے درد سے چلاتی تہی) پرانے عہدنامہ
بہت [illegible] سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلیسیا کا حال [illegible] باب ۹ و ۱۰ آیات وغیرہ
[illegible] کہ درد سے چہوڑائی جاویگی یرمیاہ ۴ باب ۳۱ آیت اور
یسعیاہ ۲۶ باب ۱۷ آیت ہوشیع ۱۳ باب ۱۳ آیت کلیسا کی دردزہ کا حال ذکریا کے گیت
[illegible] کے دن قریب آئے تو کلیسیا نے کیسی خوشی ظاہر کی [illegible]
[illegible] اور اب [illegible]
[illegible] ویسا ہی [illegible] بھی
[illegible] متی ۲۴ باب ۸ آیت مین ذکر ہوا ٭

(۳) اب ایک دوسرا نشان دکہا جاتا ہے جو کلیسیا اور مسیح کے مخالف کی علامت
ہے (اژدہا) عہد عتیق میں خصوصاً بادشاہت مصر سے یہ منسوب کیا گیا اور ایک جگہ بنوکد
نضر بھی اِس نام سے کہلایا اور یہان اُسکا مطلب ہے دنیا کی بادشاہت۔ اِس اژدہے کا اولہم

۹- آیت میں لکھے ہوئے ہیں یعنے شیطان وغیرہ مگر اب یہ سوال لازم آتا ہے کہ کیوں شیطان سرخ صورت میں دکھائی دیا۔ جواب۔ شیطان بہت قسم کی تاثیروں سے اپنا کام کرتا ہے اور یہاں شیطان کی اُس تاثیر کا ذکر ہے کہ جس سے وہ دنیا کے اختیار اور حکومت کے ساتھ کام کرتا ہے اور وہ تاثیر دنیا کے اختیار اور بادشاہت کی گویا بنیاد ہے اور اسی تاثیر کو کام میں لا کر وہ دنیا کے بادشاہوں کو کلیسیا کی مخالفت کرنے کے لئے وسیلہ بناتا ہے اور مخالفت کرتا ہے۔ اس میں شک ہے کہ آیا اسکا ترجمہ اژدہا درست ہے یا نہیں جیسا کہ عہد عتیق میں ہوا اسکو یونانی لوگ سمندر کا جانور خیال کرتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ سمندر میں بڑے بڑے اژدہے ہوتے ہیں اور شاید اگلے دنوں میں یہ بہت ملتا تھا ❖

(لال اژدہا لال رنگ کا تھا) لال کا مطلب لہو یہاں جیسا کہ مسیح نے یوحنا ۸ باب ۴۴- آیت میں شیطان کے حق میں کہا کہ وہ شروع سے قاتل تھا اور ۱یوحنا ۳ باب ۱۲- آیت میں قائن کی بابت لکھا ہے کہ اُسکے کام بُرے تھے یعنے خون والے وغیرہ (اُسکے سات سر تھے) معلوم ہوتا ہے کہ سروں سے مراد ہے سات دنیاوی بادشاہتیں جنہوں نے باری باری کلیسیا کو ستایا اُنکا ذکر ۱۷ باب ۱۰ آیت میں بھی ہے اسلئے وہیں ان کی تفسیر کرنا بہتر ہوگا۔ وہاں درندہ کا ذکر ہے کہ جسکی بھی صورت ہے اسکا سبب بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس درندہ کا ظاہر کرنے والا اور دنیا کے بادشاہی ہے جسکو یہاں اژدہا کہا گویا یہ سبب ہے اُس درندہ کا اس واسطے اژدہا اور درندہ کی ایک ہی صورت بیان ہوئی۔ (سروں پر سات تاج تھے) یہ ایک اور علامت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سر بادشاہتیں ہیں ❖

۴- آیت

(۴) (اُسکی دُم نے آسمان کے ستاروں کی ایک تہائی کو کھینچ لیا اور زمین پر ڈالدیا) دانیل ۸ باب ۱۰ و ۱۱- آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مطلب ہے کہ شدت سے کلیسیا کی مخالفت کی کیونکہ کلیسیا ہی صرف مقدس کہلا سکتی ہے لیکن اُس سے پہلے لکھا ہے کہ آسمان کے ستاروں کو گرا دیا یعنے پیشتر اس سے کہ اُس نے کلیسیا کی مخالفت کی سیقہ دنیا پر بھی غالب آیا اور اُس بادشاہت کو اپنے پاؤں کے تلے روندا اسیطرح یہاں بھی اسکا بیان ہے کہ کلیسیا کی مخالفت کے پیشتر اُسنے دنیا کو بھی بہت نقصان پہنچایا۔ جیسا کہ جسوقت بھی جبکہ بابل کی اُس مخالفت کا

ذکر جسکو تہا جو اس نے کلیسیا کی (کی) تو اسکے پیشتر اسنے اس نقصان اور بربادی کا ذکر کیا جو
شاہ بابل اور [illegible] کہہ [illegible] آیت مین نومولود کے قتل کرنیکو تیار ہے
[illegible] عورت کے سامنے کھڑا ہوا تاکہ جب وہ جنے تو اسکے بچہ کو نگل لیوے) صاحب استنباط نے
بہت کچھ [illegible] کہا کہ مسیح کی جسم کو [illegible] کر ڈالے اور کلیسیا کی امید کو [illegible] یا اتفاقی
طور [illegible] ہیرودیس نے کہا کہ [illegible] نیست کرنے کے لئے بہت کوشش کی [illegible] نے قدیم الایام
مین بھی اسکو [illegible] کلیسیا کو [illegible] سے چھوڑانے [illegible] یہ ہوئے [illegible]
کوشش کی تھی ۔

۵ آیت　اور وہ [illegible] بیٹا جنی [illegible] اسلئے کہ [illegible] اشارہ [illegible] کام [illegible]
[illegible] کے عصمات [illegible] ان لفظوں مین صاف اشارہ ہے [illegible]
[illegible] اگر صرف یہی دلیل ہوتی [illegible]
[illegible] کافی ہوتا بیان مسیح کی پیدائش کا ذکر [illegible]
ذکر [illegible] مین [illegible] ہیں [illegible] واضح ہوں تو مسیح اپنے لوہے کے عصمات
[illegible] اگر [illegible] نہیں ہوں تو [illegible] کے عصمات [illegible]
[illegible] کی ہلاکت کا باعث [illegible] میں [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] اسکے [illegible]
نہایت [illegible] تھا ۔

[illegible]
[illegible]
[illegible] احوال کا [illegible] مقصود نہیں ہے بلکہ کلیسیا کے احوال کا ذکر کرنا البتہ
اس کتاب [illegible] مین مسیح کی موت اور جی اٹھنے کا ذکر ہے ۔
[illegible] سے اوٹھائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ جلدی سے دشمنوں اور خطروں کے بیچ
سے نکال لیا جاوے (خدا کے پاس) اس کا مطلب ہے کہ مسیح نے صعود کیا
اور [illegible] خدا کے پاس گیا اور تخت کے پاس کا مطلب ہے کہ وہ تخت پر خدا کے دہنے

جا بیٹھا جیسے دانیل ۷ باب ۱۳ و ۱۴- آیتون مین مذکور ہے ٭

(۶) جب اُس عورت کا بچہ اوٹھا لیا گیا تو سرسری نظر سے اسکی امید کھو گئی مگر فی الحقیقت اس اُٹھائے جانے ہی سے اسکی امید پوری ہوئی - وہ عورت خدا سے چھوڑی نہین گئی بلکہ اس کے لئے بیابان مین ایک جگہ خدا نے طیار کی - البتہ بیابان مین پالنا مصیبت سے ہوتا ہے اور مشکل بھی ہے مگر ایسی تنگی کی حالت مین جا بجا بیابان مین [illegible] کا ملنا نہایت خوشی اور تسلی کا باعث ہے کیونکہ خدا [illegible] کی پرورش کرتا ہے جیسا کہ ایلیاہ کی پرورش [illegible] بیابان مین کی گئی مگر اس سے یہ [illegible] اور مصیبت نہین ہوتے جیسا کہ بیابان مین ہوتے ہین البتہ اس بیابان مین صرف پرورش ہے اور حال ایسا ہی ہے جیسا بیابان کا مگر اس بیابان مین رہنے سے کلیسیا کا بڑا فائدہ ہے کیونکہ اسی بیابان مین اُس کا حقیقی حال معلوم ہوتا ہے جیسا کہ استثنا ۸- باب [illegible] آیت مین لکھا ہے "تاکہ تجھے آزماوے الخ" غرض بیابان کا حال ایک محک ہے جس سے آدمی کے دل کے بھید ظاہر ہو جاتے ہین کیونکہ بیابان کی سختی آدمیون کو تاتے اور پرکھتے ہے نبیون نے بیابان کا ذکر تشبیہا کیا- چنانچہ ہوشیع ۲- باب- ۱۴- آیت اور حزقیل ۲۰- باب- ۳۵ سے ۳۸ آیت- قومون کے بیابان کا مطلب لفظی نہین ہے بلکہ تشبیہی ہے جب کہ لکھا ہے کہ غیر قومین تمہارے لئے بیابان ہوئی تو مطلب ہے تم غیر قومون مین اسیر ہو کے چلے جاؤ گے ان مین تم ایسے رہو گے جیسے بیابان مین رہتے ہین اور اُس وقت کی کلیسیا کے لئے اسیری اور پراگندگی بیابان کا سا حال تھی اور اس تشبیہ مین صرف اشارہ ہے کنعان سے [illegible] کی طرف اور بیابان مین بھاگنا اشارہ ہے مصر کو بھاگنے کی طرف - پھر وہی عدد مذکورہ یعنی ۳½ برس

ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کلیسیا کا اس مصیبت کے حال کا زمانہ مقرر ہے اور اسکے
سوا سے ناتمام بھی ہے ؂

آیت (۷) اب زمین پر کے واقعات کے بعد آسمان پر یون ہوا کہ بڑی لڑائی ہوئی
اور نہ ہے نہ میکائیل اور اُس کے فرشتگان اُس اژدہا کے ساتھ لڑے
میکائیل کون ہے؟ شاید یہ مسیح ہے البتہ اس کا بیان تو اکثر یون ہوا کہ وہ
مقرب اور مقدم فرشتگان میں سے ایک ہے لیکن اگر ہم اُس کو کوئی مقرب
فرشتہ سمجھیں تو یہ بڑی حیرانی کا مقام ہوگا کہ یہ لڑائی تو صرف مسیح کے صعود کے
سبب سے ہوئی اور اس کا کچھ ذکر نہ ہوا صرف اسکے کسی فرشتہ یعنی سپہ سالار
کا اور [illegible]ئیل ۱۲ باب ۱ آیت میں بھی ثابت ہے کہ کسی کا ذکر بہ اغلب ہے
کہ وہاں بھی مسیح کا ذکر ہے الغرض اتنا تو ظاہر ہے کہ یہ وہی ہے جو کلیسیا کی
تائید و حمایت کے لئے مقرر ہوا پھر میکائیل کے معنون سے بھی کچھ روشنی ملتی
ہے کہ اس نام کا مطلب ہے کہ اللہ کی مانند کون ہے۔ جیسے خروج ۱۵ باب
۱۱ آیت اور ۸۹ زبور ۶ میں۔ البتہ یہ فرشتہ کا نام بھی ہو سکتا ہے جو اپنی کلام
اور حال سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کی مانند کوئی نہیں لیکن اگر اس کو مثلاً ہم یہین
خود مسیح اور جسمیں خدا کا جلال سکونت رکھتا ہے تو زیادہ تر آسانی ہوگی۔
اور اژدہا کی [illegible] سے ذکر ۹ باب ۱ آیت کی طرف۔ ۲ ان تو مقدم ہوا اور
[illegible] کی بابت ہے کہ کلیسیا پر کون حکومت کرے گا اور اختیار رکھے گا شیطان یہ
[illegible] ہمیشہ [illegible] سے [illegible] اختیار کا تباہی حق ہے
[illegible] کلیسیا کو گناہوں کی مغفرت دیتا ہے اور اپنی راستبازی اس کو
[illegible] تاکہ شیطان کا دعویٰ خارج ہو اور آئندہ کے لئے اسکا منہ بند
ہو جاوے اور جیسا کہ ذکریا میں شیطان مدعی معلوم ہوتا ہے ویسا ہی مسیح
کے [illegible] بھی اور مسلح اور دیکھا کہ دیتا ہے اور
مسیح [illegible] اور اپنی مخالفت کرنے والا ہے لیکن جب شیطان کا آخری

اُس کے لئے جگہ نہ رہی اگر چہ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ابلیس [illegible] دیتا ہے [illegible]
تقسیم کرنا چاہیئے [illegible] [illegible] لیا [illegible] اور چند [illegible] ہے [illegible]
اُس کے [illegible] کی [illegible] [illegible] ہے [illegible] زور [illegible] ہے وہ
[illegible] زیادہ [illegible] کل زور [illegible] [illegible] مسیح [illegible] ہے
پیشتر اس زور کی [illegible] تھا اور جب تک [illegible] دیا گیا [illegible]
عدالت الٰہی برقائم ہے جس [illegible] شیطان بہت [illegible] اور [illegible]
[illegible] پیشین [illegible] آیت میں [illegible]
[illegible] (آگے [illegible] وغیرہ [illegible] شیطان [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] زیادہ [illegible] [illegible] لوقا ۱۰ باب
[illegible] آیت [illegible] استعمال [illegible] شیاطین
کی تابعداری کا ذکر کیا تو مسیح نے کہا کہ اب شیطان آسمان سے گر گیا اور [illegible] اس میں
اشارہ ہوگا [illegible] شیاطین نکالنے کی [illegible] کرنا اس کے اس [illegible]
گرنے کا نشان ہے جو مسیح کی موت سے [illegible] یوحنا ۱۲ باب ۳۱ آیت میں شیطان پر
مسیح کی چڑھائی کا ذکر ہے۔

(۹) میں [illegible] دشمن کے چار نام ہیں اوّل اژدہا دوم سانپ سوم ابلیس چہارم
شیطان۔ اژدہا اُس کا نام ہے [illegible] [illegible] دنیا میں اور دنیا

کے زور سے ظاہر ہوتا ہے اور جیسا اژدہا کے نام سے اُسکا خاص زور دیسا سانپ کے
نام سے اُسکی چالاکی معلوم ہوتی ہے جیسا ۲ قرنتیون ۱۱ باب ۳ ۔ آیت مین ہے اور پرانا
اسلئے کہ وہ ابتدائی پیدایش سے ابتک سانپ کے کام کرتا چلا آیا ہے جیسا کہ یوحنا ۸ باب
۴۴ ۔ آیت مین ہے کہ وہ شروع سے قاتل ہے ۱ یوحنا ۳ باب ۸ آیت کو بھی دیکھو اور
ابلیس اسلئے وہ تہمت لگاتا ہے اور شیطان اسلئے کہ وہ مخالفت کرتا ہے ابلیس کا نام نو
سا یا اسکا سا سبب کہتا ہے اور شیطان کا اژدہا ہے اور ابلیس کا نام شیطان
کے بیان میں مذکور ہوا کہ اُسکے کام کا ذکر قصہ میں ہوئے والا ہے اور شیطان
خدا کی مخالفت میں صلح کرتا ہے کہ لوگونکو وہ بہکاتا ہے جیسا ۲ باب ۳ و ۹ ۔ آیات ہان
و مین اسکے یہ مطلب نکلتا ہے کہ اُسکا قومونکو بہکانا اس لئے ہے کہ خدا کی مخالفت
کے لئے اونکو جمع کرے ✚

(۱۰) مین ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ اب ہمارے خدا کی بادشاہت اور قدرت
وغیرہ ہوئین اگرچہ ہنوز کلیسیا کی پوری نجات نہین ہوئی تو بھی چونکہ اس کی عمارت اُس بنیاد
پر ہے جو قائم اور دائم ہے یعنے مسیح کی موت اور قیامت پر ۔ اسلئے کلیسیا البتہ الیقین کرتی
ہے اور کہتی ہے کہ اب وہ ہوئین ویسا ہی ۱ یوحنا ۵ باب ۱۲ و ۱۴ ۔ آیتین ۔ اور ۴ باب
۴ ۔ آیت مین ہے کہ جن لوگون نے مسیح کے غلبہ کو ایمان سے پکڑ لیا گو کہ ہنوز بہت سخت
لڑائیان درپیش ہین تو بھی ایمان سے کہہ سکتے ہین کہ غالب ہوئے ۔
(ہمارے بھائیون کا تہمت لگانیوالا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جماعت
آسمان پر ہے جو امتحان اور لڑائیون سے گذر کر سلامتی سے اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئی
مگر اس جماعت مین سچے مسیحی لوگ بھی گو کہ ہنوز اس دنیا مین ہین شامل ہوسکتے ہین کیونکہ وہ
بھی تو آسمان پر رہتی ہین نہ کہ جیسا وہ بلکہ اپنے ایمان سے رہتی ہین تہمت لگانے والا جبتک
کفارہ نہین ہوا تھا تب تک تو یہ تہمت صحیح تھی اور راستی کے ساتھ لگائی جاتی تھی مگر جب ہوچکا
تب وہ تہمت محض تہمت ہی ہے ✚

(۱۱) مین مذکور ہے کہ اُنکے غلبہ اور فیروزمندی کا کیا سبب تھا برہ کا لہو جو بہایا گیا

(اور اپنی گواہی کے کلام کے سبب) یہ باتین بالکل الگ الگ نہین ہین بلکہ گواہی دینی اُس مغفرت یافتگی پر جو برّہ کے لہو سے حاصل ہوتی ہے موقوف رہتی ہے اور اسی لہو کے سبب ہم اپنی جان دینے تک [illegible] کا سامنا کرتے ہین [illegible] بھی بالکل صرور ہے جیساکہ اعمال ۲۰ باب ۲۴ آیت مین پولس نے کہا [illegible] اُسکو کچھ نہین [illegible] اُسکے لئے یہان تک انہون نے موت [illegible] انکار نہ کیا ❊

۱۲ آیت
(۱۲) مین آسمان اور سکونت آسمان کو خوشخبری [illegible] آخر [illegible] دوم ہو وین ساکنان کے لئے جو اصل لفظ ہے [illegible] بھی استعمال [illegible] کی تصنیف [illegible] زمین اور سمندر [illegible] ہم [illegible] سے [illegible] وہ ہین جو زمینی خیالات [illegible] ہین [illegible] ۲ باب ۱۰ [illegible] آیت [illegible] یہان یہ وہ مطلب نہین ہے بلکہ خشکی تری دونون اور زمین [illegible] اس سبب سے انکا الگ الگ ذکر ہوا ہے [illegible] لکھا کہ ابلیس نے زیادہ زور پکڑا صرف اتنا لکھا [illegible] جسکے بعد مین اور کچھہ نہین کر سکونگا ❊

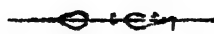
۱۳ آیت
(۱۳) (اُس عورت کو ستانے لگا) [illegible] بعد وہ کلیسیا کو ستانے لگا ❊

۱۴ آیت
(۱۴) مین مذکور ہے (کہ اُس عورت کو [illegible] دیئے [illegible] تاکہ بیابان مین اُڑ جائے الخ) اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا [illegible] کلیسیا کی نگہبانی اور حفاظت کی اور شیطان سے ہلاک ہونے نہین دیا لیکن [illegible] بالتحدید اسکا مطلب کہ (بیابان مین اُڑ گئی) دریافت کرنا چاہئے تو مشکل معلوم ہوتا ہے [illegible] اسکا یہ مطلب ہوگا کہ جب شیطان کے غصہ کے سبب یہودیون سے کلیسیا ستائی گئی تو اس نے غیر قومون مین جا کر پناہ لی اور انمین پھیل گئی یعنے خدا نے روح القدس مین اُسکو پناہ دی اور غیر قومین کلیسیا کے لئے بیابان ہین چنانچہ پرانے عہدنامہ مین اکثر غیر قومین بیابان کہلاتی ہین ❊

۱۵ آیت — (۱۵) اسکا مطلب یہ ہے کہ جب یہودیوں نے دیکھا کہ کلیسیا غیر قوموں مین بہت پھیل رہی ہے تو غصہ ہو کر اور بھی زیادہ کلیسیا کو ستانے لگے ۔

۱۶ آیت — (۱۶) (زمین نے اس عورت کی مدد کی) زمین کا مطلب ہے وہ بادشاہت جو بالکل [illegible] ایک بادشاہت ہے یعنی زمینی اور دنیاوی ہے کلیسیا کی مدد [illegible] یہودیون کے غضب آلود [illegible] انکو گویا اپنا منہ پسار کے نگل لیا اور یہ بادشاہت رومی بادشاہت ہے جس نے یہودیون پر [illegible] کرکے کلیسیا کی مدد کی ۔

۱۷ آیت — (۱۷) اسپر اژدہا [illegible] ہو گیا بلکہ جب دیکھا کہ اسطرح کچھ نہین بن پڑتا ہے تو بہی وہ [illegible] اور غصہ ہو کر چلا گیا تا کہ اور کوئی تدبیر نکالے کہ فرزند [illegible] سوا [illegible] اس عورت کی اولاد سے لڑائی کر سکے یہ باقی ماندہ اولاد مسیحی لوگ ہین جو خدا کے حکمون کو پالتے ہین اور مسیح کی گواہی کو مضبوطی سے پکڑے رہتے ہین اور اسکی گواہی دیتے رہتے ہین جو انکا بڑا بھائی ہے کیونکہ اسپر اژدہا بالکل [illegible] ہے ۔



باب سیزدہم

۱-آیت

(۱) اس باب مین وہ پہلی تدبیر ہے جو اُس اژدہا نے اُس عورت کے برخلاف نکالی یعنے یہ کہ ایک درندہ کو برپا کیا جسکا مطلب ہے دنیاوی بادشاہیون کا زور - اور سمندر جس سے وہ نکلا مطلب ہے مختلف اقوام کا جوش وخروش جن مین سے یہ دنیاوی بادشاہتین نکلتی ہین اور جنکی کثرت ریت کے ذرّون کی مانند ہے اسی طرح دانیال نے باب ۷ و ۳ - آیات مین سمندر مین سے چار بڑے درندون کو نکلتے دیکھا جیسا یوحنا نے مگر فرق صرف یہ ہے کہ دانیل اس سمندر سے الگ الگ صورتون کے چار درندے نکلتے دیکھتا ہے لیکن یوحنا نے صرف ایک کو نکلتے دیکھا - مگر اُس ایک ہی مین چارون کے صفات اور نقش دیکھے اور دنیاوی زور ان دونون مقامون مین درندہ کی صورت مین اسلئے دکھایا گیا کہ یہ زور خالص دنیاوی ہی ہوگیا ہے اور یہان تک انسانی درجہ سے گذر گیا کہ حیوان ہی بن گیا کیونکہ انسان اگر اپنے خصوصیات اور فرق کو جو وہ درندہ یا حیوان سے رکھتا ہے کھو دیوے تو وہ حیوان [illegible] باب ۴ جب [illegible]

[illegible]

[illegible] وہ حیوان بنایا گیا اور جب [illegible] پہلے [illegible] آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اٹھائین اور خدا کی ستائش کی پس اس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہی انسانیت کا خاصہ ہے اگر یہ نہین تو حیوان ہے اور جہانتک اس سے خالی ہوتا ہے وہانتک وہ حیوانیت سے بھرتا جاتا ہے حتیٰ کہ حیوان ہوجاتا ہے -

(سات سر تھے) ۱۷ باب ۹-آیت مین کہا ہے کہ یہ پہاڑ ہین اور بادشاہ ہین

مراد ہے بادشاہتین تو یہ سات سر الگ الگ بادشاہتین ہین دانیل نے تو الگ الگ
بادشاہتون کو الگ الگ درندون کی صورت پر دیکھا مگر یوحنا نے بادشاہی کو تو
ایک ہی دیکھا لیکن اسی بادشاہی کے سات ظہورون کو سات سرون کی صورت مین
دیکھا اور دانیل مین جو درندہ کا مطلب ہے وہی یہان سر کا مطلب ہے تو دانیل
[illegible] چار [illegible] مطلب ہے بابل فارس یونان روما کی بادشاہتین پس
[illegible] باب ۱۰ کو [illegible]
[illegible] کہ تین [illegible] آنیوالی ہے اور ایک اب موجود ہے اسمین
[illegible] نہین کہ جو موجود ہے [illegible] رومی بادشاہی ہے اور باقی چھ مین سے
تین ضرور وہی ہین جو دانیل مین مذکور ہوئین اور باقی دو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان
چارون کے پیشتر ہونگی وہ مصر اور اشور کی بادشاہتین تھین اور آنیوالی
بادشاہی وہی ہے جو رومی بادشاہی کے تقسیم ہونے سے برپا ہوئی اور
یسعیاہ ۵۲ باب ۴ آیت مین اشور اور مصر کا ذکر ہے کہ اُنہون نے کلیسیا کو ستایا
اور اکثر مقامون مین سے اشور بابل کے ساتھ ایک ہی بادشاہی سمجھا گیا ہے لیکن
یہان اُس سے الگ ہوگا۔

(دس سینگ) معلوم ہوتا ہے کہ یہ سینگ ساتوین سر پر تھے اور ۱۳ باب ۱ آیت
مین اُنکا بیان ہوا ہے۔ جب ہم یہ سمجھین کہ یہ سینگ ساتوین سر پر تھے تو معلوم
ہوتا ہے کہ ساتوین بادشاہی ایک ہی نہین بلکہ دس حصون مین منقسم ہوکر ایک
سر نیچے ایک بادشاہی برپا ہونیوالی ہے دانیل ۷ باب مین بھی دس سینگون کا ذکر
ہوا مگر وہان لکھا ہے کہ چوتھے درندہ کے سر پر یہ سینگ تھے پر فرق یہ ہے کہ دانیل
نے چوتھی بادشاہی مین سے دس بادشاہیون کے ایک مجموعہ کو نکلتے دیکھا یعنے
رومی بادشاہی مین سے جو چوتھی ہے یورپ کی دس بادشاہیون کو ایک مجموعہ مین
نکلتے دیکھا اور یوحنا نے ان دس بادشاہیون کے مجموعہ کو ایک الگ بادشاہی دیکھا
اور یہ دونون درست ہین اون مین اختلاف نہین ہے کیونکہ یورپ کی بادشاہتین

ایک طرح سے تو رومی بادشاہی سے بالکل الگ ہین کر دوسری [illegible]
سلطنت سے نکلی تہین ٭

(سینگون پر پگڑیان) اِس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سینگ، بادشاہتین ہین -
(ان کے سرون پر کفر کے نام) ۱ باب ۳ - آیت مین یوحنا نے اِسی درندہ کو کفر
کے نامون سے بہرا ہوا دیکہا اور کفر کے نام کا مطلب یہ ہے کہ اپنے تیئن خدا کے
برابر ٹہرانا اور الوہیت کو اپنے پر منسوب کرنا یہ کیفیت کم و بیش اُن سب بادشاہتون
کی ہوئی جنہون نے کلیسیا کو ستایا [illegible] مصر اور اشور اور بابل نے اور یونانی سکندر
نے کفر کے نام اپنے پر منسوب کئے اور کم و بیش فانی بادشاہتون کا یہی [illegible]
مگر خصوصاً رومی بادشاہی مین دو متین قیصر سے لیکر بعد کے سب قیصرون نے
یہ کفر کے نام اپنے اوپر منسوب کئے ہین کہ اپنے تیئن دیوتا کہتے تہے اور حاکم
لوگون سے کہلواتے تہے مگر کم و بیش ہا نو رومی بادشاہی پر بہی یہ صادق آتا ہے کہ
پاپا لوگون نے ایسے نام اپنے پر منسوب کئے جو کفر کے ہین -

[illegible] ایک درندہ کی صورت ہین تین جانورون کی صورتین تہین یہ وہی
جانور ہین جو دانیل کی رویت مین ہے یعنی تین جانور تہے انمین پہلا شیر دوسرا ریچھ
تیسرا چیتا تہا مگر یہ بیان نہین ہوا کہ دانیل نے جو چوتہا جانور دیکہا اُسکی صورت کیا
تہی اور کیسا تہا [illegible] دیکہا تہا [illegible] لیکن مین اسلئے کہتا ہون کہ اُسکا نام نہ لہ
نہین [illegible] کہ ان [illegible] بیان [illegible] کا [illegible]
[illegible] آیت مین ہے صرف [illegible] کہ [illegible]
اور یہان ریچھ - مگر ان سب کی صفات تو بہاڑ نا عام ہے کہ یہ سب بہاڑ نے والے
درندہ ہین اور چونکہ دانیل اور یوحنا کا سلسلہ ٹوٹ گیا کہ دانیل نے ان جانورون
کے نامون کو جس سلسلہ سے دیکہا یوحنا نے ایسا نہین دیکہا بلکہ [illegible] گیا
تو اِس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ اِن سے مراد کوئی خاص بادشاہتین نہین ہین
مگر یہ کہ ان تینون کی صفات اُن سب بادشاہتون مین پائے جاوینگی مگر تو بہی

... سے اُسکا مطلب ہوگا سو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یرمیاہ ۴۱ باب ۳۴ آیت
مین کہا ہے کہ چیتا یا تگڑ بگہا کے داغون کا مطلب ہے وہ داغ جو گناہ سے
لگتے ہین اور کبھی اُترتے نہین اور ریچھ صرف اپنے پاؤن سے ہلاک کرتا ہے
اور سنگہ اپنے منہ سے مارتا ہے
اژدہا نے اِس درندہ کو قدرت اور اختیار دیکر اپنا نائب بنایا جس قدرت اور اختیار
کے دینے کا وعدہ شیطان نے مسیح سے کیا وہ اب درندہ کو دیتا ہے ◆

آیت

(۳) اِن سرون مین سے ایک کو ایسا دیکھا کہ گویا اُسنے موت کا گہاؤ کہایا ہے
اِسکو ہم اِسطرح سمجھ سکتے ہین کہ اُس نے اُسکی گردن کو گہاو کہاتے ہوئے دیکھا
سو مطلب یہ ہوگا کہ مسیح کی موت اور جی اٹھنے سے کل دنیاوی بادشاہی گویا ماری
گئی جیسا کہ ۱۲ وین باب مین مذکور ہوا کہ مسیح کی موت اور جی اٹھنے کا نتیجہ ہوا کہ شیطان آسمان سے گرایا
گیا کہ شیطان کو سب دنیا کا اختیار ہے پس جب شیطان ہی گرایا گیا تو مردود دنیا کا بھی اختیار مارا گیا ◆
(اُسکے سرون میں سے ایک کو) یہ ایک سر بلاشک وشبہ رومی بادشاہی
ہے کیونکہ اُسوقت یہی سلطنت تھی جب یہ رویت دیکھی گئی اور یہ ایک مثال ہے
کل کی ◆
(اُسکی موت کی ضرب چنگی ہوگئی) یہان ضمیر اُس اصل زبان مین مخنث یا مذکر
ہے اور سر اصل مین مونث ہے اِسلئے یہ سر نہین بلکہ درندہ ہے یعنے درندہ
کی موت کی ضرب الخ۔ اور اگر ہم سمجھین کہ اوس سے مراد ہے سر یعنے کسی ایک
بادشاہی کی ہلاکت۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک بادشاہی کی ہلاکت سے ساری
دنیا کا زور مارا جاوے پس اِسلئے بھی اگر ہم یہان درندہ سمجھین تو مطلب بہت
ٹہیک ہوگا کہ مسیح کی موت اور جی اُٹھنے سے شیطان کا زور مارا گیا اِسلئے ساری
بادشاہتون کا زور بھی مارا گیا ◆
(ضرب چنگی ہوگئی) یہ اِسطرح ہوا کہ جب اُسوقت کے مقدسون نے دیکھا
کہ ایمان جیتنے ... دنیاوی ... تباہ ہوئی اور اُسکا زور جاتا رہا اور یہی کہ مسیح نے

کہا خاطر جمع رکھو کہ مین نے دنیا کو جیت لیا ہے مگر اُسکے برعکس کیا دیکھتے ہین کہ دنیا کلیسیا کو
جیتنی پر ہے اور نہایت زور ستے غالب ہوتی دبانی ہے تو اُنکے خیال ایسے ہی ہوجاتے
ہین جیساکہ یوحنا نے دیکھا کہ دنیاوی بادشاہی پھر اپنا زور رکھتی ہے اور ظلم کرتی ہے
اسی طرح سے اُسکی ناگوشفا ہوتے اور [illegible] صرف ایمانداروں کے خیالون مین آتا ہے
بلکہ خود دنیا دارونکے خیالون مین بھی کہ جب انجیل کو سنتے ہین اور قایل ہوجاتے ہین
لیکن باوجود اسکے اُسکے [illegible] ماننے اور [illegible] کے لئے آمادہ اور تیار ہوتے ہین طرح
ایک طور پر تو دنیاوی دور [illegible] مین مرگیا جبکہ وہ قایل ہوگئے کہ انجیل سچ ہے مگر پھر وہ اسطرح
[illegible] [illegible] اُسکو قبول نہین کرتے ہین بلکہ اُس کے مخالف ہوجاتے ہین
(تمام زمین اُسپر حیران اور متعجب ہوی) کل زمین کا مطلب ہے کل [illegible] اور دنیادار لوگ
اور تعجب کے لئے جو اصل [illegible] وہ ایک خاص طرح کا تعجب ہے [illegible] وہ تعجب جو تعظیم
کے ساتھ ہوتا اور عظمت [illegible] سے پیدا ہوتا ہے اور یہی [illegible]
حال ہے [illegible] ایسی [illegible] وہ امید نہین کرتے [illegible] اُسکو [illegible]
اور دیوتا کا [illegible] [illegible] ہین اور اسی سبب سے ۴۔ آیت
مین لکہا ہے کہ پوجنے لگے [illegible] خود بخود پرستش [illegible] [illegible]
ہیچ تھا اور یہ پرستش تھا [illegible] [illegible] ہوئی [illegible] ہوئی [illegible]
اوسی کا [illegible] تھا اور [illegible] پرستش کی سال [illegible] تواریخ مین [illegible]
جاتی ہے کہ جب رعیت نے اپنے بادشاہ کی کوئی بڑی عظمت اور بزرگی دیکھی تو اُسکی
پرستش کرنے لگے گویا کہ [illegible] اور بادشاہ کے تمام
[illegible] پرستش [illegible] [illegible]

(کون [illegible] کی مانند) یہ کلمہ بھی کفر کا ہے کیونکہ یہ کہنا صرف اللہ تعالیٰ
کی شان کے شایان ہے میکائیل کا یہی مطلب ہے یہ محاورہ خروج ۱۵ باب اور زبور
۸۹۔ ۷۔ آیت اور یسعیاہ ۴۰ باب ۱۸۔ آیت مین پایا جاتا ہے اور جیساکہ مسیحی لوگ اپنے

[illegible] کے جی [illegible] کی یادگاری اور شکرگذاری بڑی خوشی سے کرتے ہین اور یہ کہتے
ہین کہ اب [illegible] خداوند کی مانند کون ہے ویسے ہی یہ لوگ [illegible] کی یادگاری کرتے
ہین اور [illegible] ہوتے ہین کہ وہ [illegible] کا خدا ہے ◆

۵ آیت

۵ [illegible] کو دیا گیا) لفظ دیا گیا اسی باب مین چھ بار آتا ہے ۵ آیت مین دو بار
[illegible] آیت مین دو بار اور ۱۴ و ۱۵ آیات مین دو بار اس لفظ پر بہت تاکید ہی اور یہ
لفظ کلیسیا کی نہایت تسلی کا باعث ہے کیونکہ دنیا کا کل زور [illegible] فخر کرتی ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] اسکا اپنا نہین ہے بلکہ اُسکو دیا گیا ہے اور [illegible] دینے والا وہی
ہے جو کلیسیا کا [illegible] ہے اسلئے کلیسیا کو [illegible] ہونا چاہئے کہ اُسکے [illegible] دینے
والا [illegible] ہے [illegible] اُسکو دیا گیا ہے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] لکھا ہے کہ [illegible] اختیار اُسکو ۴۲ مہینے تک دیا گیا [illegible] ہو جسکی سے یعنے
ناکامل [illegible] مدت تک [illegible] یہان اژدہا ہے [illegible]
ہے کہ [illegible] اُسکو اتنا زور دیا جبتا اُسکو [illegible] اور
ضروری معلوم ہوا ◆

۶ آیت

[illegible] مین اُسکے لفظ کا خاص بیان ہے کہ یہ کفر خدا اور [illegible] بکا گیا اور [illegible]
[illegible] خدا کے نام [illegible] نہین بلکہ اُس خدا [illegible] جسنے اپنے تئین ظاہر کیا [illegible] اُسکے خیمہ پر
[illegible] کلیسیا ◆

[illegible] آسمان [illegible] کرتے ہین [illegible] خیمہ [illegible] جاتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اسلئے [illegible]
[illegible] سمجھنا چاہئے کہ [illegible] مطلب [illegible]
وہ [illegible] آسمان پر پہنچ گئے [illegible] بلکہ وہ جو آسمانی مزاج
رکھتے ہین ◆

۷ آیت

(۷) جیسا کہ ۱۱ باب ۷ آیت مین لکھا ہے اور اسکی اصل جگہ دانیل ۷ باب ۲۱ آیت
ہے ہر ایک فرقہ اور امت اور زبان اور قوم پر وغیرہ مطلب ہے کہ جن پر وہ بادشاہتین
اختیار رکھتی تہین اور کلیسیا بھی اُن مین شامل ہے اور اس اختیار کا نتیجہ ۸ وین آیت
مین لکھا ہے ۔

۸ آیت

(۸) کہ جن کے نام دفتر حیات مین نہین ہین وہ ضرور اُسکو پوجنے لگے اور یہ دفتر
برہ کا کہلاتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زندگی صرف اُسی کی کفارہ پر موقوف ہے پس
جنکا نام وہ اپنے دفتر مین نہ لکھے اُسکے لیئے زندگی ہی نہین اور جیسا کہ ۱۲ باب ۱۱ آیت میں
لکھا ہے کہ اُنہون نے برہ کے خون سے اژدہے کو جیت لیا ویسا ہی صرف وہی اُس کی
پرستش سے باز آسکتا اور رک سکتا ہے جسکا حصہ برہ کے خون مین ہے اور متی ۲۴
باب ۲۴ آیت مین لکھا ہے کہ اگر ہو سکتا تو برگزیدون کو بھی بہکا لیتے یعنی برگزیدہ کا یہ مطلب
ہے کہ جسکی بہتری اپنی خدا نے ازل سے کی اور ازل سے اپنے علم مین اُسکو چن لیا اور یہ
برگزیدگی اور برہ کے دفتر مین نام لکھے جانے کا ایک ہی مطلب ہے اور برگزیدگی کی سبب وہی
ہوتی جنکا نام برہ کے دفتر مین لکھا گیا پس اس سے اُس مسیحی کے لیئے کمال تسلی ہے جو
جانتا ہے کہ مین مسیح کا سچا بندہ تو ہون پر مجبور ہون - پس تسلی اُسکے لیے ہے
کہ اگر مین مجبور ہون تو بہی میرا نام اُس دفتر مین صحیح ہے اور اس بات کا شاہد وہی
گواہی ہے جو اُس کے دل مین ہے جس سے وہ جانتا ہے کہ مین مسیح کا سچا بندہ ہون معلوم
ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ (برہ دنیا کی بنیاد پڑنے سے ذبح ہوا ہے) غلط ہے اور یہی
درست ہے کہ (جنکے نام دنیا کی بنیاد پڑنے سے اُس برہ کے جو ذبح ہوا ہے
زندگی والی کتاب مین لکھے ہوئے ہین) کیونکہ ایک تو پہلے ترجمہ کا مطلب
بہت صاف نہین ہے اور دوسرے ۱۷ وین باب ۸ وین آیت مین جہان اسی طرح
کی عبارت ہے لفظ ذبح ہوا نہین ہے اور ترجمہ یہی ہو سکتا ہے جو ہم نے اوپر
دوسرا لکھا ۔

۱۰ آیت

(۱۰) اس آیت کے صحیح الفاظ مشتبہ ہین اور اس سبب سے اس آیت کی

دو تفسیرین بھی ہو سکتی ہین اوّل تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ سچے مسیحیون کے لئے صبر و انتظار کا وقت ہے گو کہ اب اُن کے دشمن جو چاہتے ہین سو کرتے ہین لیکن آخر کار اُن سے انتقام لیا جاوے گا۔ کیونکہ اگر کوئی دوسرے کو اسیر کرتا ہے تو وہ خود اسیر ہو کے جائیگا اور اگر تلوار سے قتل کرتا ہے تو تلوار سے قتل کیا جائیگا۔ یہ بات تین رومی بادشاہون کے حق مین پوری ہوئی کہ انہون نے تو مسیحیون کو اسیر کیا اور قتل کیا پر وہ خود بھی مارے گئے اور اسیر ہوئے چنانچہ [illegible] نے سنہ [illegible] مین اپنے لوگون سے مارا گیا اور ولیریان سنہ [illegible] مین شاہان فارس سے قید کیا گیا اور بڑا دکھ اسیری مین اٹھایا اور جولیان مرتد سنہ [illegible] مین شاہ فارس سے قتل کیا گیا۔

اگر ہم آیت کا مطلب یہ سمجھین تو دونون درندون کے بیان کے مابین اس آیت کے آجانے کا مطلب یہ ہوگا کہ مبادا کلیسیا ان دونون بیانون کے بیچ مین غش کھا جاوے جیسے اپنی تنگیون اور دردون کا حال سنکر۔ سو آیت بیچ مین ہے [illegible] (یہان مقدسون کا صبر اور ایمان ہے) یعنے جب مقدس لوگ جانتے ہین کہ اس طرح انتقام لیا جاوے گا تو انکو چاہئے کہ اس خبر سے تسلی پا کے اپنا صبر اور ایمان قائم رکھیں۔

دوسری تفسیر یہ ہوئی کہ اس آیت مین کلیسیا کے لئے ایک سخت مصیبت کی خبر دی [illegible] یعنے تقدیر ہوئی ہے کہ اگر کوئی مسیحی اسیری مین جاتا ہے تو خیر جاوے اور اگر کوئی قتل ہوتا ہے تو وہ کسی طرح بچ نہین سکتا کیونکہ یہ اُسکے لئے مقرر ہوا ہے۔ اس مضمون کی درستگی یرمیاہ ۱۵ باب ۲ آیت اور ۴۳ باب ۱۱ آیت اور زکریاہ ۱۱ باب ۹ آیت سے معلوم ہوتی ہے اور اگر ہم یہ مطلب سمجھین تو آخری فقرہ کا مطلب یہ ہوگا کہ چونکہ یہ مقرر ہوا ہے کہ ایسا ہوگا اسمین دیکھا جاویگا کہ کون سچا صابر اور ایمان دار ہے۔

۱۱ آیت　اس دوسرے درندہ کے بارے مین یہ تو ظاہر ہے کہ جو کچھ کرتا ہے پہلے درندہ کیواسطے کرتا ہے گویا اُسکا خادم ہو کر اُسکی خدمت بجا لاتا ہے اب یہ سوال

آتا ہے کہ وہ کون ہے پہلے درندہ کی بابت یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ دنیا کا زور ہے جو کلیسیا
کی مخالفت کرتا ہے یہ دوسرا درندہ روحانی زور ہے جیسا کہ پہلا جسمانی زور تھا
تو یہ روحانی زور خواہ مذہبی ہو خواہ فلسفہ کا ہو وہ زور جسم سے نہیں پیدا ہوتا
بلکہ روح سے پیدا ہوتا ہے اور جسم کے زور کی مدد کرتا ہے اور جیسا کہ پہلے درندہ کا
مطلب ہے کل دنیاوی زور مگر خصوصاً رومی بادشاہی کا زور دکھاتا ہے دوسرے
درندہ کا مطلب ہوگا کل روحانی زور مگر خصوصاً وہ روحانی زور جو رومی بادشاہی کی
مدد کرتا تھا یہ دوسرا درندہ زمین سے نکلتا تھا اس سے دلیلیں دو خیال پیدا
ہوتے ہیں۔ اوّل کہ لفظ زمین جواب ہے آسمان کا اور سمندر کا نیز۔ باب ۱۲ آیت
میں لکھا ہے کہ بالو زمین سے نکلے وہ زمین کے ایک معنی ہیں سمندر بھی آسمان کے
برخلاف ٹھہرا ... اس لئے اس مقام اور اس باب کی پہلی آیت میں اگرچہ زمین
اور سمندر دونوں تو ہے لیکن تو بھی دونوں کا مطلب ایک ہی ہے یعنے آسمان کے برخلاف
یہ بادشاہتیں برپا ہوئیں اور چونکہ یہ روحانی زور ہے دوسرا درندہ آسمانی بادشاہی
کے برخلاف اٹھا۔ پہلے وہ زمین سے علاقہ ہوا کہتا ہے یا جیسا کہ یعقوب کے خط
میں آسمانی حکمت اور زمینی حکمت کا فرق معلوم ہوا۔ دوسرا خیال یہ بھی ہے میں
کہ پہلا درندہ سمندر سے نکلا اور دوسرا درندہ زمین سے یا خشکی سے جو سمندر
کی ضد ہے تو مطلب ہوگا کہ ... بادشاہتیں تو آدمیوں کے جوش و خروش
سے پیدا ہوتی ہیں اور آدمیوں کی بدحالی و ... سے نکلتی ہیں مگر روحانی قوت
ایسے جوش و خروش کی وقت پیدا نہیں ہوتی بلکہ جب آدمیوں کا حال خشکی کا حال
ہو جاتا ہے تب یہ مذہبی یا فلسفہ کا زور پیدا ہوتا ہے اور یہ خشکی کا
حال کیا ہے؟ وہ حال ہے کہ جس میں ملک کے انتظام نے بخوبی قرار
پکڑا ہو۔

اس درندہ کی صورت تو برّہ کی ہے پر آواز اژدہا کی ہے یعنے دیکھنے
میں تو نہایت حلیم معلوم ہوتا ہے اور اس سے کچھ نقصان کی امید نہیں ہوتی

مگر جب اپنا کام کرنے لگتا ہے تو ایسے زور اور سختی سے کام کرتا ہے جیسا کہ اژدہا۔
لیکن کیا سبب ہے کہ حلیمی کے سبب برہ اور سختی کے لئے اژدہا یہان مذکور ہوا۔
اسکا یہی سبب ہوگا کہ برہ مسیح کا نشان ہے اور اژدہا شیطان کا۔ پس اسکی صورت
تو مسیح کی سی حلیم ہے پر کام شیطان کے سے مہلک مگر اسکے سوا اور دو جواب ہین
کہ کسطرح یہ مسیح کی مانند ہے اول یہ کہ اس روحانی قوت کا زور اندرونی ہے اور جیسا کہ
اوسکا نتیجہ بڑا ہے ویسا اسکا نتیجہ بھی بہت بڑا ہے دوم یہ کہ آگے ہم دیکھین گے
کہ اس درندہ کا دوسرا نام بھی ہے یعنے جھوٹھا نبی اور ہین اشارہ اُس
روحانی قوت کیطرف جو طاہر ہو گا۔ یا یون کہ حقیقی نبیوں کی مخالفت کریگی پس
جبکہ اسکا ایسا بیان ہونے والا ہے تو کچھ تعجب کی بات نہین کہ یہان اسکو برہ سے
تشبیہ دی گئی کیونکہ آگے وہ مسیح کا بھیس بدل کے ظاہر ہوگا البتہ اُسکی صورت تو ایسی
ہی ہے کہ جب کوئی بولتا ہے تب ہی اُسکے سر اور مقصد معلوم ہوتے ہین ویسے ہی جب یہ
بولا تو معلوم ہو گیا کہ اس کی ذات تو اژدہا کی ہے ؞

۱۲ - آیت
(۱۲) اس آیت سے وہ بات نکلتی ہے جسکا ہمنے اس بیان کے شروع مین
ذکر کیا کہ یہ درندہ جو کچھ کرتا ہے پہلے درندہ کا خادم ہو کے اُسکے لئے کرتا ہے۔
(زمین اور اسکے باشندگان دغیرہ) ان دونون کا مطلب تو ایک ہے کہ
یہہ درندہ خود بھی زمینی ہے اور جس سے وہ کام رکھتا وہ بھی مٹی ہین جنکا جواب ۶-آیت
مین مذکور ہوا یعنے جو آسمان پر رہتے ہین ؞

(پہلا درندہ جسکی مار چنگی ہوئی) اس فقرہ کے یہان لانے کا
سبب یہ ہے کہ یہ درندہ ایسا زور آور ہوا کہ مسیح کے حملے بھی مغلوب نہوا بلکہ زیادہ
زور پکڑا اسلئے یہ دوسرا درندہ اسکی تعریف و عزت کرتا ہے ؞

۱۳ - آیت
(۱۳) (بڑے معجزے دکھاویگا) جیسا کہ متی ۲۴ باب ۲۴ آیت مین لکھا ہے
اور جب وہی بادشاہی مین غیر مذہب زیادہ زور پکڑنے لگا تو اُسوقت سے معجزے
اور کرامتین دکھائی گئین البتہ اس شیطانی زور کے ساتھ فریب بھی ملا ہوا تھا اور انکا

فرق نہین کرسکتے ہین [illegible] ۔ [illegible] جس کا بڑی زور [illegible] مسیحی مذہب کی مخالفت
کی تھی اپنے ان معجزوں پر [illegible] اور [illegible] ہے ۔ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ
[illegible] کی مدد سے معجزے [illegible] ہو سکتے ہین تاکہ [illegible] ایمان کی آزمایش ہو اور ۲ تھسلنیکیوں
۲ باب ۹ آیت میں جو کہا ہے اسکا مطلب [illegible] ہے کہ اُسکے نشان جھوٹے ہیں بلکہ
[illegible] شیطان کا دھوکا ہے جیسا کہ متی ۲۴ باب ۲۴ آیت میں ہے کہ وہ جھوٹا مسیح
[illegible] پرستان اور [illegible] دکھایا گیا (یہان تک کہ آسمان سے آگ برسائی) [illegible]
کے مرد [illegible] [illegible] بادشاہ [illegible] [illegible] کی
[illegible] آتا ہے [illegible] [illegible] لوگ [illegible] کی مدد سے کرتے [illegible]
ایسے معجزے کے ذکر [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ [illegible] اکا [illegible]
تو مطلب یہ ہوگا کہ جھوٹا نبی خدا کے بڑے نبی کے [illegible] کا جب [illegible] جولیان مرتد
[illegible] فیلسوف [illegible] کرتے تھے اور اور لوگ بھی [illegible] حق مین کہتے تھے
کہ [illegible] جادو کرتے ہین ۔

(۱۴) [illegible] [illegible] مقیان کے عہد سے
قسطنطین کے زمانہ تک ایک شخص [illegible] [illegible]
[illegible] کے سامنے [illegible] اور حکم [illegible] انکی پرستش کرین ۔ آخر کو
[illegible] شیطان نے پہلے [illegible] کو اتنا اقتدار بخشا کہ جو [illegible] آیت مین بیان ہوا
کہ [illegible] دیوتاؤن سے [illegible] کے نام مین آئے لیکن
اور سب سے بڑے [illegible] پرستار خصوصاً
دیوتاؤن کے کاہن اور فیلسوف لوگ تھے اور اوروں سے بھی اُنکی پرستش کراتے
تھے چنانچہ [illegible] کے تھوڑے دن بعد ایک رومی عالم [illegible] گذرا ہے جو
بتھنیا کا حاکم تھا اُسنے بہت سی چٹھیان [illegible] لکھی ہین اُنمین [illegible] اب تک
باقی ہین ۔ ایک مین یون لکھا ہے "ایک گمنام رسالہ جاری ہوا جسمین بہت آدمیونکے
نام مندرج تھے جب مینے اونکو طلب کیا تو اُنہون نے میرے سامنے دیوتاؤن سے

۱۴ آیت

دیا مانگی اور مری مورت کو اسے بادشاہ۔ اُنہوں نے لودار اور لوبان اور شراب
چڑھا کے اُنکی پرستش کی [illegible] ایسے میں ادب [illegible] تون کے ساتھ پایا تھا علاوہ
اسکے اُنہوں نے مسیح پر لعنت بھی [illegible] لکھتے ہیں کہ اُن
میں سے کوئی کام ہرگز نہیں کرتے [illegible] واسطے [illegible] اشخاص
کے نام لکھے جاتے تھے [illegible] تو اُنہوں نے
[illegible] البتہ [illegible] مسیحی تھے [illegible]
[illegible] مسیح پر لعنت بھیجی +

آیت [illegible] یہ ہوا کہ جب
کسی [illegible] ایمان [illegible] نسبت [illegible]
[illegible] اسطرح [illegible]
[illegible] ایمان [illegible] علاوہ اسکے رومی کلیسا میں بہت قسم
[illegible] بھی بولتے ہیں +

(جو [illegible] ہوا کہ جو مسیحی لوگ
[illegible] سپاہیوں [illegible] +

باب (ر [illegible] لوگوں کے ساتھ اور نہیں
[illegible] صرف [illegible] لوگوں سے [illegible] تو اسکا مطلب یہ ہے کہ
کوئی وقت [illegible] کے نیچے [illegible]
[illegible] کے نیچے [illegible]
[illegible] (لسان) ان نشانوں کا مطلب
[illegible] سپاہیوں پر لگاتے تھے
اس نشان کے لئے [illegible] گلاتی ۶ باب ۱۷ آیت میں بھی ملتا ہے
یہاں پولس رسول یہ کہتا ہے کہ [illegible] اس بات کا داغ یا نشان ہے کہ
میں مسیح کا غلام یا سپاہی ہوں [illegible] میں مذکور ہے [illegible] بادشاہ مصر [illegible]

نے سکندریہ والے یہودیوں کو پکڑ کے جبراً اپنی فوج میں بھرتی کیا اور اُنکے بدن پر
آگ سے یہ داغ لگایا وہ ایک دیوتا کا نشان تھا جسکا لقب باکھوس تھا اور فیلون
نے بعض بُت پرستوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے بدنوں پر جلتے ہوئے لوہے سے
داغ لگاتے ہین تاکہ اُنکی پرستاری کا ابدی نشان ہو (خواہ اونکے دہنے ہاتھ
خواہ پیشانی پر) ہاتھ اسلئے کہ وہ کام کا عضو ہے سو اس سے یہ مراد ہے کہ
جو کچھ وہ کرین سو اُس دیوتا کی خدمت کے لئے کرین اور پیشانی پر اسلئے کہ یہ عضو
سب عضووں سے زیادہ نمگار رہتا ہے اور جب اسپر نشان ہوگا تو اُسکے اقرار
سے کچھ شرم نہوگی علانیہ سب کے سامنے اقرار کرینگے ۔ اسمین اشارہ ہے استثنا
۶ باب ۸ آیت تک کہ تو ان باتوں کو عمل میں لا اور بے شرم انکا
اقرار کر۔

۱۷ آیت — (۱۷) (جو کوئی [illegible] آدمی خرید و فروخت نہ کرنے پاوے)
اسکی بابت جیمس مارتر نے لکھا ہے کہ مسیحیوں کو خرید و فروخت کرنے کا کچھ اختیار نہین
وہ تو خود پانی بھی لوگوں سے [illegible] لیتے ہین اور یہ اسلئے ہے کہ وہ بتوں کو قربانی
نہین چڑھاتے ہین ۔ تیسری صدی [illegible] پاپا کیوقت تیسری لاتران کے مجمع مین یہ فرمان
جاری ہوا کہ کوئی اپنی تجارت [illegible] بدعتیوں کو [illegible] بے خطر اپنی زمین پر [illegible]
یا اُن کی مدد کرے یا اُنکے ساتھ بیوپار کرے ۔

۱۸ آیت — (۱۸) یہان درندہ کے نام کا عدد لکھا گیا اور کہا جاتا ہے کہ جو کوئی عقل رکھتا
ہے اُسکو سمجھ لیوے ۔ البتہ یہ مشکل تو ہے مگر بعضوں کا جو گمان کہ یہ نام یوحنا کو بھی
معلوم نہ تھا معقول نہین ہے کیونکہ اگر اسکا جاننا ناممکن ہوتا تو ایسا لکھا نہ جاتا کیوں کہا جاتا
کہ جو عقل رکھتا ہے وغیرہ ۔
(وہ آدمی کا شمار) اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ شمار کے آدمی کے قاعدہ حساب
کے موافق ہے ۔ اُسکے باہر نہین ہے جیسا کہ ۲۱ باب ۱۷ آیت مین فرشتہ کا ہاتھ
حساب پیمایش کے قاعدہ کے موافق تھا مگر اسکا مطلب تشبیہی ہے نہ کہ لفظی جیسا کہ

ہے [illegible] نمبر کا بھی سمجھا سو ان حرفوں کے عدد ۶۶۶ ہیں ورنہ میں نہیں [illegible]
جس سے [illegible] ہوتا ہے کہ یہ ۶ عدد کی بڑھائی ہوئی قوت ہے اب ہم [illegible] ہیں کہ [illegible]
[illegible] ہے تو وہ طرح سے [illegible] کا نشان ہے ازل [illegible] پھر [illegible] کے
[illegible] کے لئے دو عدد ہیں [illegible] سے تو کچھ کم ہے اور ۶ کا نصف ہے پس
[illegible] اکامل [illegible] ٹھیک دنیا کے [illegible] کا [illegible]
[illegible] کبھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کامل ہونے [illegible] جب ہم [illegible]
[illegible] سے کہ [illegible] جاتا ہے [illegible] تک نہ پہنچے [illegible]
[illegible] باب [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] نسان [illegible] ہی [illegible]
[illegible] مطلب [illegible] الی [illegible]
قائم [illegible] حرفوں کے عددوں سے لکھتے تھے [illegible] لکھا ہوتا تھا
[illegible] بعضوں سے [illegible] کوئی [illegible]
[illegible] ہوتے [illegible] بیان [illegible] سکو
[illegible] لوگوں کی [illegible] سے نام [illegible] پایا
[illegible] سلطنت کے قائم [illegible] نام ہے [illegible]
[illegible] اتالیہ [illegible] بادشاہت [illegible] اور [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] نام لاتین تھا اور وہاں شہر
[illegible] ایک قوم کی [illegible] پایا گیا [illegible] پہنچا تو چاروں اطراف
کی قومیں بعض آکر بس گئیں [illegible] سب سے بڑھ کر لاتینی قوم میں
[illegible] اس شہر کی عام زبان لاتینی ہے اور یہ وہی زبان ہے جسکو [illegible] کہتے
ہیں [illegible] چونکہ وہاں کی زبان لاتینی ہے [illegible] قوانین وغیرہ اسی زبان میں ہیں [illegible]
پاپا کی بادشاہی یہاں قائم ہوئی تو اسی نام سے کہلانے لگی یعنے لاتینی بادشاہی یا کلیسا
پس اسلئے بعضوں نے سمجھا کہ یہ نام اس [illegible] کے لئے بہت مناسب ہے علاوہ
[illegible] کے بعضوں کو گمان ہے کہ [illegible] باب [illegible] آیت میں ایک نام [illegible] قائم ہے

تعمیر ذکا شدہ

بیان ہوئی (ہیں) +

بیر گجرات جیلا اسے ایک برسات میں ن ناب کی ایک ضد سے اہمن

بتہ ... سے بیرو نہایت دکھ اور تکلیف میں تھے دراصل عدسے رہی نہایت مشکل تھی

مگر اس وقت میں یہ دیکھا گیا کہ جب اللہ فدا اس سے تھے اور بیٹے ... سے جیلا اور

خوشی میں رہینگے اور یہ بھی دیکھا گیا کہ ... کے سر در کو چاہتے کہ ان نہایت جانگداز کہیں

مین [illegible] مبارک کو [illegible] کے [illegible] بعد ہمکو بڑا اجر ملنے والا ہے یہ روایت [illegible] سے بہت ملتی ہے لیکن انمین اتنا فرق [illegible] تو [illegible] کو تسلی دی گئی جو اسکو دنیا کے [illegible] کی تو وہ بھی دنیا مین ہے اسلئے اُس کو بھی [illegible] تسلی دی گئی جو اُسکو دنیا کے ہاتھ سے اوٹھانا ہوگا [illegible]

[illegible] باب کی [illegible] [illegible] امید نہ تھی مگر [illegible] دردون کی حد [illegible] تو [illegible] بھی [illegible] وفا [illegible] ان کو [illegible]

[illegible] آسمان کا بادشاہ [illegible]

[illegible]

[illegible] مین ہوا اور [illegible] شمار [illegible] جسمین اُنکے محفوظ [illegible] جو [illegible] مذکور ہے وہ بھی یہی [illegible] مین [illegible] کا ذکر ہے تو یہان بھی وہی [illegible] مین [illegible] پہلے [illegible] پیشانی پر لکھوایا [illegible] قبول کرتا تھا ان لوگون کے برعکس اس جماعت کی [illegible] باب [illegible] سمجھنا چاہئے کہ یہ نام اس [illegible] لیا [illegible] نام ہے جو اصطباغ کیوقت

اُسکے ماتھون پر لگایا گیا تھا - اگرچہ درندہ نے تو نہایت کوشش کی کہ اُس نام کو مٹا ڈالے
اور اُسکے عوض اپنا نام لکھے مگر انہون نے کمال محنت اور مشقت سے اُسکو محفوظ رکھا
پس اُنکی مشقتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی نام جسکو انہون نے پسینہ کے ساتھ محفوظ رکھا اب جلال
کے ساتھ اُنکے ماتھون پر چمکتا ہے ۔

(۲) اگرچہ لکھا تو نہین مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ آواز مقدس کلیسیا کی ہے اور حزقیل ۱ باب
۲۴ آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف خدا ہی کی آواز بڑے پانیون سے مشابہ نہین ہوئی
بلکہ مخلوق کی آواز کو بھی اس سے تشبیہ دی گئی - اور آواز کے زور اور بڑائی سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ جماعت بہت بڑی تھی - اور جب اتنی بڑی جماعت درندہ پر غالب آئے تو اب
کون اُداس ہو سکتا ہے اور خیال کر سکتا ہے کہ شاید مین غالب نہین ہوونگا ۴۳ زبور
۳ آیت اِس سے بہت ملتی ہے کیونکہ اس مین بھی اِس بیابان دنیا کے بیچ اُسکے لوگ پکارتے
ہین کہ تو اپنا نور بھیج اور ہماری رہبری کر اور جب مین کوہ مقدس پر پہنچونگا تو تیری ستائش
کرونگا اور اِس بعد بجائے تیری منت مری کرونگا اور اِس جلالی امید کا بیان کرکے
کہتے ہین کہ اے میری جان جبکہ ایسی امید تیرے سامنے دھری ہے تو تو کیون گھبراتی
اور بے آرام ہوتی ہے ۔

(۳) (نیا راگ) نیا سنت کو ایک ہی ... کے واسطے گایا گیا جس کا پیشتر ذکر تک
بھی نہین ہو سکتا تھا - ۲ باب ۱۷ آیت مین لکھا ہے کہ غالب کو مین ایک پتھر دونگا جس پر نیا
نام ہوگا اور اِس نام کو اُسکے پانے والے کے سوائے کوئی نہین جانتا ہے اور نہ جان
سکتا ہے ویسے ہی یہان لکھا ہے کہ اُس گیت کو اُن کے سوائے کوئی سیکھ نہین سکتا ہے -
اور اِس دنیا مین بھی جب بہت سے مسیحی لوگ گیت گاتے ہین تو اور لوگ اُسکو سمجھ بھی نہین سکتے
ہین تو کتنا زیادہ وہان یہ حال ہوگا -

(زمین سے خریدے گئے) اِسکے دو مطلب ہین اول یہ کہ وے مسیح کے
خون سے اُس زمینی حالت سے خریدے اور چھوڑائے گئے جسمین اور لوگ درندہ کی بات
کو مانتے ہین اور اُسکی فرمان برداری کرتے ہین - دوم یہ کہ اب مسیح کے خون کے سبب سے

وہ زمین پر رہتے ہے پر اب اُس پر سے بھی اُٹھا لئے گئے۔ ان دونون مطلبون کے
لئے یہ دلیل ہے کہ اصل مین تے کے لئے جو لفظ ہے اُسمین مطلب ہتا ہے (دور کرنیکا
او خریدنے کے واسطے جو اصل لفظ ہے) مین اشارہ ہے اُس چھُٹکارا کیطرف جو اُنکا اِس
دنیا مین ہو چکا۔ اِسکا مفصل بیان ۴۔ آیت مین ہے۔

۴۔ آیت (۴) پہلے فقرہ کی بابت بہت رائین ہین مگر یہہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ اِس کے
لفظی معنے نہین ہو سکتے ہین کیونکہ اگر ہم لفظی سمجہین تو یہ مطلب ضرور ہوگا کہ شادی
والے کبھی نجات مین شامل ہو سکتے نہین اور بالفرض اگر ہم اِس کتاب کو صرف آدمی کی تصنیف
سمجہین تو بھی یہ خیال کرنا ناممکن ہے۔ یوحنا یطرس کو اِس سے خارج سمجہتا تھا۔ یہان
تک کہ رومی کلیسیا کے مفسرون نے بھی اِسکو لفظی نہین سمجہا لیکن اگر ممکن ہوتا تو ضرور سمجہتے
پس اِسکا وہی مطلب ہے جو ۲ قرنتی ۱۱ باب ۲۔ آیت کا ہے ایک پُرانے لغات کے
مصنف بنام سوآئیدس نے ابیل کے نوبا کے بیچہے یہ لکہا کہ یہ شروع سے کنوارا اور
استوار رہا" پس اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاوند روحانی طور پر مستعمل ہے تاہم
دوسرا بیان اِن لوگون کا یہ ہوا کہ وہ برہ کی پیروی کرتے ہین اور جہان کہین وہ جاتے
اُسکے پیچھے جاتے تھے اِسمین اشارہ ہے لوقا ۹ باب ۵۷ آیت وغیرہ کی طرف اور
خصوصاً لوقا ۹ باب ۲۳ آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر خلقت مسیح کی پیروی کرنی یہ ہے
کہ سب دکھون مین اُسکی پیروی کرنی اور کسی دکھ سے اُنکا نکرنا جیسا عبرانی ۱۳ باب ۱۲ و
۱۳ و ۱۴۔ آیتون مین ہے کہ اگر ہم اُس کوہ صیہون کو جانا چاہتے ہین تو ان دو باب سے
تو اِس سے پہلے ضرور ہے کہ اِس پہاڑ پر اُسکی پیروی کرین یعنے گلگتہ کے ٹیلہ پر جہان
اُسکی صلیب ہے اور ہم پہاڑی سیلے دنیا کے باہر نکل جاوین۔ اِس آیت مین تین بار یہ
ہی ہین آتے ہین جس سے نہایت بڑی تاکید سر کہجاتی ہے کہ صرف ایسے ہی لوگ
اُن ایکسو چوالیس ہزار مین شامل ہو سکتے ہین اور کوئی نہین۔ اور یہ لوگ انہین مین سے
گویا پہلا پہل ہو کے خریدے گئے اور جیسا کہ پہلا پہل خدا کے لئے مخصوص تھا اور
پاک اِسی طرح سب آدمی عام پہل کے موافق ہین اور جو مسیح کے پیرو ہین وہ پہلے

پھل ہین جو اُس کے حضور نذر کیئے جاتے ہین اور اُس سے قبول کیئے جاتے ہین دیکھو اپطرا باب ۱۸ و ۱۹ - آیات اور ۴ باب ۲ و ۴ - آیات کو - ان دونون مقامون کے مقابلہ سے تو یہ نکلتا ہے کہ آدمیون مین سے خریدے گئے اور یعقوب ۱ باب ۱۸ - آیت مین پہلے پھل کی تشبیہ مذکور ہوئی ۔

۵ آیت

(۵) (جھوٹھ نہ پایا گیا) اِس مین اشارہ ہے ا پطرس ۲ باب ۲۲ - آیت کیطرف وہان مسیح کی بابت لکھا ہے کہ "اُسمین چھل نہ پایا گیا" یا خدا نے یہان چھل کے دفع ہونیکی بابت ذکر کیا ہے اور اسکا بیان یون ہوا کہ یہ ان مقدسون مین داخل ہے جو نئے یروشلم مین داخل نہین ہو سکتے ہین ۲۱ باب ۲۷ آیت اور ۲۲ باب ۱۵ - آیت اور صفنیاہ ۳ باب ۱۳ - آیت مین اسرائیل بقیہ کا ذکر ہے جسمین جھوٹھ نہین پایا جائیگا - مگر یوحنا کی تصنیفات مین ایسی آیات ہین جو اسکا خاص مطلب ظاہر کرتی ہین مثلاً ا یوحنا ۲ باب ۲۲ آیت اور اس آیت مین اُن لوگون کا ذکر ہے جنہون نے دیدہ دانستہ انکار نہین کیا اور مسیح کا انکار نہین کیا - اسلئے وہ بے عیب کہلاتے ہین یہی نام مسیح کو عبرا ۹ باب ۱۵ - آیت مین مذکور ہوا - اس آیت نے کلیسیا کو امید سے ڈھارس بندھایا گیا اگر کوئی درندہ کا فدیا نہ دے تو اُسکی یہ مبارک حالی ہے - دوسرے پیراگراف مین کلیسیا ڈر سے ابھاری جاتی ہے کہ اگر کوئی اُسکا فرمانبردار ہو تو اُسکی کیسی بدحالی ہے - اس پیراگراف کے آخری آیت کے سوائے اسکا یہی مطلب ہے اور آخری آیت مین پھر امید کا بیان ہوتا ہے اور وہی مطلب بیان کیا جاتا ہے جو ایک سے ۵ تک ہے اس آیت کے سوائے یہ پیراگراف تین حصون مین منقسم ہے اول مین ۶ و ۷ آیات شامل ہین جنمین ایک فرشتہ کی آواز ہے اور دوئم مین ۸ وین آیت ہے جسمین دوسرے فرشتہ کی آواز ہے سوئم مین ۹ و ۱۰ و ۱۱ آیات جسمین تیسرے فرشتہ کی آواز ہے - ۶ آیت مین لفظ انجیل ہے - بعض شخصون نے اس لفظ پر حد سے زیادہ تاکید کر کے یہ سمجھا کہ ایک وقت ہوگا کہ جسمین انجیل تمام دنیا مین ایسی سنائی جائیگی جیسے کبھی نہین سنائی گئی - اسی لحاظ سے بعض جرمن مفسرون نے سمجھا کہ اس فرشتہ سے مراد ہے لوتھر چنانچہ بوگن ہاگن نے اُسکے تدفین کے وعظ مین یہ لفظ استعمال کیا اور اُن دنون بہت لوگون نے سمجھا کہ اسمین ۱۶ وین صدی کی پیشین گوئی ہے ۔ ۔ ۔

... نام فرما... ابدی انجیل کی پیشگوئی یہان سے نکلا۔ کہتے ہین کہ یہ انجیل جو اب ہمارے ہاتھون مین موجود ہے اس ابدی انجیل کے سبب عہد عتیق کی طرح منسوخ ہوجائیگی اور اسکے بدلے اس سے بہتر ایک انجیل نکلیگی جسکا نام ابدی انجیل ہے اور وہ لوگ لفظ ابدی پر زیادہ زور دیتے ہین انکا مطلب ہوا تو یہ تھا۔ لیکن اگر ہم دوسری آیت کو دیکھین تو ہم ان دونو باتون سے خلاص ہو گئے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرشتہ کا کام تھا کہ یہ کہکے کہ (اُسکی عدالت کی گھڑی پہونچی) لوگون کو ڈراوے پھر تو بھی یہ خوشخبری کہلاتی ہے جو دو طرحکی لوگون کے لئے دو متفرق طرح سے خوشخبری ہے۔ کلیسیا کے لوگون کے لیئے تو اسطرح کہ اب اُنکے دکھون سے [illegible] ایک وقت پہونچا ہے اور دنیادارون کے لئے خوشخبری اسطرح کہ اب توبہ کرنے سے نجات ہوجاویگی۔ اور ایسی طرح سے وہ منادی بھی تھی (توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی) خوشخبری کہلاتی ہے ۔

(زمین پر رہنے والے) کا مطلب ہے دنیادار یعنی زمینی آدمی اور ہر قوم وغیرہ کا وہی مطلب ہے جو بیان ۱۴ باب ۷ آیت مین ہو چکا کہ وہ لوگ درندہ کے اختیار مین ہین اور اب انکو یہ خوشخبری دیجاتی ہے کہ اگر وہ توبہ کرین تو اسکے اختیار سے چھوٹ سکتے ہین اور یہ خوشخبری ابدی ہے چنانچہ مسیح نے بھی اپنی قولون کی نسبت جو عدالت سے تعلق رکھتی ہین یون کہا کہ آسمان اور زمین ٹل جاوینگے پر میرا کلام ہرگز نہ ٹلیگا بس اسی نسبت سے یہ عدالت کی خبر قائم رہتی ہے ۔

۷ آیت

(۷) خوشخبری یہ ہے کہ خدا سے ڈرو اور درندہ سے مت ڈرو بلکہ خدا اُسکا ڈر درندہ کے ڈر کو تمہارے دلون سے نکالدیوے اور اُسکے نام کو جلال دو ۲۶ باب ۳ آیت ان دونون مقامون مین یہ بات سب اُمتون اور سب گھرانون سے کہی جاتی ہے (اُسکی عدالت کی گھڑی آپہنچی) یعنے چونکہ وہ بہت نزدیک ہے اسلئے تم ہوشیار ہو اور درندہ سے مت ڈرو اب تو کہا جاتا ہے کہ وہ نزدیک ہے لیکن ایک وقت آتا ہے جب یہ کہا جاویگا کہ آپہونچی جیسے ۱۱ باب ۱۸ آیت مین مردونکی عدالت کا وقت مذکور

ہوا (اُسکو سجدہ کرو) جسنے آسمان زمین وغیرہ کو بنایا اُسکو کیون سجدہ کرتے ہو جسنے کچہہ نہین بنایا اور نہ بنا سکتا ہے جیسا یرمیاہ ۱۰ باب ۱۱ - آیت مین اور یہ آیت ارامی مین لکہی گئی تاکہ بابلی بہی کچہہ اُسکو سمجہہ سکین اور اعمال ۱۴ باب ۱۵ - آیت مین اور یہ خیال اسی مین ہے کہ جسنے اُنکو بنایا وہ اُنکو نیست بہی کرسکتا ہے جسنے سنسار اور چشمون کو بنایا وہ اُنکو بگاڑ بہی سکتا ہے اب یہان پہلے فرشتہ کی آواز ختم ہوئی جسنے صرف اتنا ہی کہا کہ عدالت کی گہڑی آ پہونچی ＊

۸ - آیت (۸) اب دوسرے فرشتہ نے اور ایک بات کہی جو اس سے بہت زیادہ ہے کہ خدا کا خاص مخالف شہر گر پڑا اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ گرچکا ہے مگر یہ کہ گرنے کے بہت نزدیک ہے - اور یہ اسلئے کہا گیا کہ اس سے تسلی اور عبرت دونو ملین بابل کیا ہے ؟ بالتخصیص تو ہم پیچہے اسکا بیان کرینگے - یہان صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ عہد عتیق مین یہ وہ شہر ہے جو سب سے زیادہ ہمیشہ خدا اور اُسکی کلیسا کا مخالف رہا یہ عبارت اسی سے لی گئی ہے یسعیاہ ۱۰ باب ۹ - آیت وغیرہ اور یرمیاہ ۰ ۵ باب ۲ - آیت ۱۰ اور ۵۱ باب ۸ - آیت ان مقامون مین بابل کی ہلاکت کی پیشین گوئی ہے اور پیشین گوئیان ہین صیغہ ماضی مین - لو رہوا کہ ان پیشین گوئیون کی صداقت کے متیقن و ظاہر ہے - ان مین تو بابل کا لفظی مطلب ہی مگر یہان لفظی نہین ہو سکتا ＊

(اُس نے قومون کو اپنے حرامکاری کے غصہ کی مئے پلائی) شراب غصہ کا تشبیہی نام ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے غصہ سے قومون کو ایسا اُجاڑ اور پریشان کرتا ہے گویا وہ بالکل متوالے ہین جیسا حبقوق ۲ باب ۱۵ اور ۱۶ - آیات مین بابل سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ اُسنے اپنے پڑوسیون کو اپنے غصہ کی مئے سے اُجاڑ کیا وغیرہ - اور یرمیاہ ۲۵ باب ۱۵ - آیت مین شراب کا مطلب ہے غصہ - اور ۵۱ باب ۷ - آیت مین بابل کو پیالہ سے تشبیہ دی گئی جو اور قومون کو پلاتا ہے - اور جب وہ آخر ہوگا تو خود بہی پئے گا اور ہلاک ہوگا جیسے عوبدیاہ ۱۶ - آیت مین ہے - حرامکاری کیا ہے ؟ اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اسنے یہ غصہ صرف زبردستی سے نہین دکہایا اور قومون کا نقصان صرف جبر ا ہی نہین کیا بلکہ پہسلا پہسلا کے

اور بہر باہر ماکے - جیسا کہ یسعیاہ ۱۳ باب ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ آیتون مین آیا ہے چنانچہ
۲۰ آیت مین کہا کہ وہ اور تہہ و نکا سو ہوگا وہ یا د سا و رہوگا اور اُن سے وہ اپنا تارو انفع
اٹھاویگا - ٹھیک ویسا ہی بابل سے کیا جیسا نحوم ۳ باب ۴ آیت مین لکھا ہے - دوسرا خیال
اسکی بابت دلمین پیدا ہوتا ہے کہ (غصہ کی شراب اور رون کو پلانا) اسکا ٹھیک
مصداق سب غیر مذہب والے رومان اور اِسی طرح (حرام کاری) کے مصداق بھی وہان
ہوئی قسطنطین کے قسم بیشتر تو اِس سے غصہ کی شراب نکلی اور اُسکے بعد حرام کاری کی تیسرے
فرشتہ کی آواز ۹ و ۱۰ و ۱۱ آیات مین مذکور ہوئی یہ آواز اُن دونون سے بڑھ کر ہولناک ہے
پہلے نے تو صرف اتنا کہا کہ خدا سے ڈرو دوسرے نے کہا بابل گر پڑی اور یہ تیسرا صاف
صاف بیان کرتا ہے کہ کلیسیا کے دشمنون کی سزا موعود ہے بلکہ انکی بھی جو دشمنون کے طرفدار
بھی ہو رہتے ہین اور صرف اُسکا داغ اپنے ماتھے پر لیتے ہین اور منظور نہین کرتے کہ اُس کے ساتھ
ہو کر کام کرین بلکہ صرف طرفداری کا نشان لیوین ۱۳ باب ۱۶ و ۱۷ آیتون مین مرقوم ہے
کہ یہ درندہ ہوون پر اپنا داغ لگاتا ہے اور یہان مذکور ہوا کہ اگر کوئی اُن سبھون مین
(باوجودیکہ وہ اتنی بڑی بھیڑ ہے کہ وہ لفظ سب سے بیان کئے گئے) تابع ہو
تو اونکو یہ سزا ملے گی اِس مین کلیسیا کو نصیحت کیجاتی اور عبرت دیجاتی ہے کہ تو ایک چھوٹا
جُھنڈ ہے اور گمنام بھی ہے پر تجھے اپنے مخالفون کی کثرت اور ناموری کو دیکھ کر اپنا
دم ہارنا نہین چاہیے کیونکہ اگرچہ اب انکا یہ حال ہے پر یہ سزا بھی تو انکے لئے ہے چنانچہ
کہتے ہین تیسری صدی کے مشہور بیشپ معلم نے اپنے خطون مین اِن آیات کیطرف اشارہ کیا اور اپنی
مذہب علیہون کو کہا کہ تمھارے لئے مشکل تو بہت ہے پر دیکھو اگر اِس مشکل مین قایم نہ ہو
تو سزا بھی یہ ہے"۔

۱۰ آیت

(۱۰) (غضب کا شراب) یہ وہی لفظ ہے جو ۸ آیت مین ہے اور مطلب یہ ہے
کہ جو کوئی ڈر کے مارے درندہ کی غضب کی شراب پیتا ہے اُسکو ضرور خدا کے غضب کی شراب
پینا پڑیگا اِسکی جگہہ ۷۵ زبور ۸ آیت ہے ۔
(اُسکے غضب کے پیالہ مین ان ملا ملایا ہوا ہے) ملایا ہوا یہ دستور

ہے کہ جب خوشی سے شراب پیتے ہین تو زیادہ لذت کیخاطر اسمین خوشبو وغیرہ ملا دیتے ہین تو مطلب یہ ہے کہ وہ پیالہ پُر نشہ ہے کہ جس سے کچھ ہوش باقی نرہیگی۔ ان ملا۔ اگرچہ ملا ہوا شراب تو ہے پر ایک طرح سے اَن ملا ہے یعنے اَن ملا تو اسطرح ہے کہ ذرہ بھی پانی اسمین ملا ہوا نہین کہ جس سے اُسکی تیزی کچھ ضعف ہوجاوے یونانیون مین دستور تھا کہ شیرۂ انگور مین اکثر پانی ملا کے پیتے تھے۔ اور یہان اس غضب کے پیالہ مین پانی کا مطلب ہے خدا کا رحم۔ سو وہ اُسمین ہرگز نہین ہوگا۔ الغرض وہ چیزین اسمین کثرت سے ملین گی کہ جن سے نقصان ہے اور اسکا سبب ۱۸ باب ۶ آیت مین ہے کہ اُسنے یعنے خدا نے کہا جیسا اُسنے کیا ویسا تم بھی اسسے کرو وغیرہ جیسے کہ [illegible] ۲ باب ۳۱ آیت مین ہے۔ آگ اور گندھک مین اشارہ ہے صدوم اور عمورہ کیطرف۔ دیکھو زبور ۱۱-۶-آیت اور یسعیاہ ۳۴ باب ۹ و ۱۰-آیات۔

(پاک فرشتگان اور برّہ کے سامنے) مطلب ہے کہ یہی انکے سزا کے دینے والے ہونگے برّہ تو سزا کا حکم دیگا اور فرشتگان اس حکم کی تعمیل کرینگے جیسا کہ ۲ تھسلونیکی ۱ باب ۷ و ۸ و ۹ آیتون مین لکھا ہے کہ خداوند یسوع فرشتون کے ساتھ آسمان پر سے ظاہر ہوگا۔ اور ۶ باب ۱۶ آیت مین مسیح برّہ کہلایا۔ اور یہان اُسکے غضب اور عدالت کا ذکر ہے تو بھی برّہ کہلاتا ہے جسکی وہ رحیم صورت زیادہ تر اُنکے دکھ کا باعث ہوگی ان آیات کا مطلب وہی ہے جو مسیح کے اس قول کا مطلب ہے کہ جو جسم کو مار سکتے ہین اُن سے مت ڈرو مگر اُس سے ڈرو جو جسم اور روح دونون کو ہلاک کر سکتا ہے۔

۱۱-آیت

(۱۱) (اُنکے تصدیعہ کا دھوان اُٹھتا ہے) یہی صدوم کے حق مین لکھا ہے کہ اُس زمین کا دھوان بھٹی کے دھوان کی طرح اُٹھتا تھا اسی طرح یسعیاہ ۳۴ باب ۹ و ۱۰-آیات مین اگر اور کسی آیت مین ابدی عذاب کی بابت شک ہو سکتا تو وہ اس آیت سے بالکل رفع ہوجاتا ہے کیونکہ بیان کیا ہے کہ (زمانون کے زمانون تک) اس سے زیادہ صفائی کے ساتھ ابدیت کا بیان نہین ہو سکتا۔

(اُن ساری زمانون مین دن رات اُنکو آرام نہ ملیگا) یعنے

جیسا کہ وہ عذاب ابدی ہے ویسا ہی اُنکا آرام بھی ہے اُنمین کچھ بھی آرام نہین ہے یہی محاورہ ۴ باب ۸ - آیت مین ہم جانداروں کے حق مین لکھا ہے کہ اونکو رات و دن آرام نہین ملتا سوائے اسکے کیسا کام ہے ؟ خدا کی عبادت اور مدح خوانی سے وہی صرف اُنکے دل کے مرغوب شے ہے - پس جو دل کے مرغوب شے ہے اُسمین آرام ملنا یعنے اُسکے عمل سے فراغت پانا نہایت ہی دکھ کا باعث ہے ۔ یہ دو قسم کی بے آرامیان ہمارے سامنے دہری مین ضرور ہے کہ ان دونون مین سے ایک نہ ایک کو چن لیوین کیونکہ درمیانی حالت کوئی سبب نہین ہے صرف یہی دو حالتین موجود ہین ہر فرد بشر کے لئے ۔

۱۲ - آیت (۱۲) (یہان مقدسون کا صبر ہے) - ہمنے جب معلوم ہوا کہ انکار کرنیوالون اور مارنے والون کو کیسی سزا ملنے والی ہے اور یہ سزا اُنکی بے صبری کے سبب سے ہے اِسلئے مقدسون کو صبر کرنا نہایت ضرور ہے اور اُن مقدسون کا بیان یون ہوا کہ جو درندہ کے احکام کی تو نہین صرف خدا کے احکام کی حفاظت کرتے ہین اور خدا کا حکم یہ ہے کہ یسوع پر نہ صرف ایمان لاوین بلکہ رکہین ایوحنا ۳ باب ۲۳ - آیت مین ہے (حفاظت سے رکھتے ہین) اسکا مطلب ہے چوکیداری کرتے ہوئے اور اُن کا مال کیا ہے ؟ خدا کے احکام اور یسوع کا ایمان انور چور لوگ ہے ؟ درندہ جو ہر وقت اسی مال کے چھین لینے کا بڑا اشتاق ہے ۔

۱۳ - آیت (۱۳) اِس آیت کا مطلب جیسا کہ مذکور ہوا وہی مطلب ہے جو پہلی پانچ آیات کا ہے یعنے امید سے کلیسا کو ڈھارس بندہانا - اِس کتاب مین ۱۲ دفعہ یوحنا رسول کو حکم ملا کہ لکھ - اِس حکم کا ضروری سبب یہی ہے کہ پڑھنے والے اُسپر غور کر سوچین اور دل لگاوین اور اُنکو اپنے دلون پر لکھ رکہین ۔

(جو خداوند یعنے یسوع مین ہو کے مرتے ہین) اِ کرنتی ۱۵ باب ۸ - آیت اور ۲ تسلنیکی ۴ باب ۱۶ - آیت مین ایسا ہی لکھا ہے اِنسے مراد صرف شہید نہین البتہ اِن کی طرف اشارہ ہے اور یہ جنکا بیان ہوا کہ خداوند مین مرتے ہین وہی ہین جو پہلی آیت مین ایکسو چوالیس ہزار کہلائے اِس فقرہ مین تاکید ہو لفظ اب سے پر یعنے

جب سے وہ مرتے ہین تب ہی سے مبارک ہین نہ کہ جب بدن یا یہ وسلم بالکل بن جاویگا تب مبارک
ہونگے بلکہ اب ہی سے مبارک ہین اور یہ مسیح کے اس قول سے ملتا ہے جو مسیح نے اپنی صلیب
پر چور کو فرمایا کہ آج یعنے جب تو مرتا ہے تب ہی تو میرے ساتھ فردوس مین ہوگا - ۱۹ باب ۹ آیت
مین بھی یوحنا کو حکم ملا لکھ ان دونون آیات کا باہمی بہت علاقہ ہے کیونکہ جو اس آیت
مین مذکور ہے وہ اس کی مبارک حالی ہے جب کوئی مرگیا - ۱۹ باب ۹ آیت مین آخری
مبارک حالی مذکور ہے کیونکہ برہ کی شادی تو آخر ہی کو ہوگی +

(روح کہتی ہے) یہ فقرہ اس بات کے یقین دلانے کے واسطے لکھا گیا کہ یہ
روح کی بات ہے کسی انسان کی نہین +

(تاکہ اپنی محنتون سے آرام پاوین) اب انکے محنت کرنے کا وقت گذر گیا
اور آرام کا وقت آپہونچا ہے اور اسمین روح کا یہ مطلب بھی ہے کہ دیکھو یہ ابدی آرام و خوشی
ہے اور اسکے مقابلہ ایک بڑی بے آرامی ہے جو گذشتہ آیت مین مذکور ہے اب دونون مین ہر
ایک کو پسند کر لو - اب انکے آرام پانے کا سبب بتایا جاتا ہے +

(کیونکہ اُنکے کام اُنکے ساتھ ہو لیتے ہین) یعنے اُنکے کام تو گذر گئے مگر اُنکا
نتیجہ اور خوشی نہین گذری ہے بلکہ ساتھ ساتھ ہو لیتی ہے اسکا مطلب یہ نہین کہ پیچھے ہو لیتی ہے
جیسا کہ اردو ترجمہ مین ہے نہین تو ضرور اس سے نکلتا کہ انکا اجر قیامت مین ملنے والا ہے
مگر لفظی ترجمہ ہے ساتھ ہو لیتے ہین - یعنے موت کے وقت سے اُن کو نتیجہ کم و بیش
ملتا ہے -

۱۴ سے ۲۰ آیات تک عدالت کا بیان ہے اس بیان کے دو حصے ہین اور یہ فصل
اناج اور فصل انگور کی مثال سے بیان کئے گئے مگر شک یہ ہے کہ آیا دونون تمثیلون مین
شریرون کی عدالت کا بیان ہے یا کہ پہلی مین راستبازون اور دوئم مین شریرون کی
عدالت کا بیان ہے البتہ دوسری رائے والے اُس مقام سے اپنی رائے کو مدد دے
سکتے ہین کہ متی ۹ باب ۳۸ آیت اور یوحنا ۴ باب ۳۵ آیت مین راستبازون کے
جمع ہونے کو اناج کے فصل سے تشبیہ دی گئی اور کڑوی دانہ کی تمثیل مین دونون قسم کے

لوگون کی عدالت بیان ہوئی مگر اور مقام مین جنمیں صرف شریر دن کی عدالت کو فصل اناج سے تشبیہ دی گئی خصوصاً یوئیل ۳ باب ۱۲ و ۱۳ - آیات اور معلوم ہوتا ہے کہ اُسی مقام کیطرف یہان مکاشفہ مین اشارہ کیا گیا کہ دونون تمثیلون سے ایک بات یعنے شریرون کی عدالت ظاہر کی گئی چنانچہ ۱۵ - آیت مین ہے اپنا ہنسوا لگا - یہ لفظی ترجمہ یوئیل ۳ باب ۱۳ آیت کا ہے اور یہی مطلب یسعیاہ ۲۷ باب ۱۱ آیت اور یرمیاہ ۵۱ باب ۳۳ - آیت مین ہو کہ فصل اناج سے شریر دن کی عدالت مشابہ ہوئی ✦

۱۴ - آیت (۱۴) (بادل) یہ اسبات کا نشان ہے کہ عدالت ہونے والی ہے اور اس کل تذکرہ کا بھی مطلب ہو کہ مسیحیون کو ظاہر ہو کہ وہ اس دنیا کی تکالیف اور مصائب مین بیدل نہون بلکہ صبر سے انکو سہین کیونکہ آخر کار عدالت ضرور ہوگی ان باتون سے ۲۷ - زبور بہت ملتا ہے جسمین شریرون کی کامیابی اور فیروزمندی کا مفصل بیان ہوا اور یہ بھی کہ انکی کامیابی سے مقدسون کے لئے سخت امتحان پیش آتا ہے کہ وہ خیال کرتے ہین کہ ہماری دینداری کا کچھ فائدہ نہین ہے تو اسی زبور کی ۱۷ - آیت مین اُس زبور کا مصنف صاف کہتا ہے کہ جب مین مقدس کے اندر گیا تب مینے شریرون کی انتون کو سوچا اور انکی عاقبت کو جان لیا اور مقدس استیفان اس طرح اپنے ظالمون کی برداشت کر سکا کہ ابن آدم کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھتا ہے تب ہی ظلم اور ستم کی برداشت کر سکتا ہے - وہ بادل سفید تہا - اُسکی سفیدی اُسکے جلال کے سبب سے تہی جو اسپر بیٹھا تھا اور سونیکے تاج سے ظاہر ہے کہ وہ بادشاہ تہا بلکہ بادشاہون کا بادشاہ اور اپنے ہاتھ مین ہنسوا بھی لئے ہوئے ہے کیونکہ وہ اس فصل کا بھی مالک ہے ✦

۱۵ - آیت (۱۵) مین ایک فرشتہ نظر آتا ہے جو اُس تخت نشین کو پکارتا ہے - بعض شک کرتے ہین کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی فرشتہ مسیح کو حکم دیوے - مگر شک کرنے کی کوئی جا نہین یہ تو رویت ہے اور رویت مین یوحنا کو سب کچھ فرشتون کے ذریعہ سے دکھایا گیا اور ہم اِس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ وہ آواز بذریعہ ایک فرشتہ کے باپ کی طرف سے ہوئی اور بیٹا باپ کا حکم مانتا ہے بلکہ اس عدالت کے کام مین بھی جو اُسکو بالکل سونپ دی گئی - اِس

فرشتہ کی ہیکل سے نکلنے کا یہ مطلب ہے کہ ظاہر کرے کہ اب اُن کامون کی سزا ملنے والی ہے جو خدا کی کلیسیا کے برخلاف کئے گئے تھے اِس آیت کے آخر مین اصل زبان مین ایک لفظ ہے جسکا لفظی ترجمہ ہے سوکھ گیا اُردو مین اُسکا ترجمہ پک چکا ہوا - اور اگر ہم اِس حصہ مین بھی شریرون کی عدالت کا بیان سمجھین تو یہ استعارہ نہایت درستی سے صادق آتا ہے کیونکہ انسانیت مین نیکی کی تری ہے اور شرارت اِس تری کو سوکھانی ہے اور شریرون مین سے جب کل تری نکل چکی تو محض خشکی اُن مین رہی اسلئے وہ سوکھ گئے اور یسعیاہ ۲۷ باب ۱۱ - آیت مین شرارت کی انتہا اِسی محاورہ سے بیان کی گئی یعنے "فصل سوکھ گئی" اور پیدائش ۱۵ باب ۱۶ - آیت مین بھی انکا حال یون بیان ہوا کہ انکا پیالہ بھر گیا ۔

۱۷ - آیت

(۱۷) اسمین فصل کا کاٹنے والا ایک فرشتہ ہے پہلی رائے والے کہہ اِس سے یہ دلیل لا سکتے ہین کہ پہلی فصل کا کاٹنے والا مسیح ہے اور دوسری فصل کا کاٹنے والا یہان فرشتہ ہے - مگر یہ دلیل اُس رائے کے استحکام کے لئے کافی نہین ہے - کیونکہ ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ فرشتہ بھی خود مسیح ہی ہوگا اور دوسرا کہلانیکا یہ سبب ہوگا کہ دوسری طرحکا کام ہے اور اِس رائے کیطرف یہ بات بھی ہے کہ اُسکے ہاتھ مین بھی تیز ہنسوا ہے اور انگور کاٹنے کا ہنسوا نہین ہوتا بلکہ اور ایک قسم کا اوزار مگر اِس فصل کے کاٹنے والے کے ہاتھ مین بھی وہی ہنسوا ہے اور وہی ہنسوا فصل انگور کے کام بھی آیا - تو ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ فرشتہ کوئی دوسرا نہین بلکہ وہی ہے جو پہلی فصل کا کاٹنے والا تھا اور یسعیاہ ۶۳ باب ۱ سے ۴ آیات مین انگورون کا روندنے والا مسیح ہے اور اِس آیت مین اوس کی طرف خاص اشارہ ہے اور ۱۹ باب ۱۵ - آیت کے آخر مین بھی روندنے والا مسیح ہے ۔

(۱۸) مین ایک فرشتہ کا ذکر ہے جو آگ پر اختیار رکھتا ہے تو یہ آگ کیا ہے ؟ یہ وہی آگ ہے جسکا ذکر ۸ باب ۳ و ۴ و ۵ - آیتون مین گزرا ہے یعنے وہی آگ ہے جو مقدسون کی دعاؤن کی شعلہ انگیز تاثیر سے شعلہ زن ہوکے آفتین بن بن کے شریرون کے سر پر پڑی اور یہان ایک قربانگاہ کا ذکر ہے جسمین سے وہ فرشتہ نکلا یہ وہی ہے جس پر

مقدسون کی دعا مین جڑا [illegible] گئی تہین +

۲۰ آیت (۲۰ [illegible] حوض شہر سے باہر روندا گیا) جیسے ۱۱ وین باب مین دیکہا گیا [illegible] وہ [illegible] ہیکل سے باہر نکالا گیا - اور جسکو مذکورہ باب مین ہیکل سے تشبیہہ دی گئی وہی اب بڑہتے بڑہتے یہان تک پہنچی کہ اب شہر کہلایا اور اس کتاب کے آغز مین [illegible] جیسے کلیسا بہت بڑا شہر کہلایا اور جو کچہہ اسوقت ہیکل سے باہر نکالا گیا وہی اب شہر سے [illegible] اور اسی کا [illegible] باب ۱۰ آیت مین یون بیان کیا کہ گئے شہر سے باہر رہتے [illegible] روندے گئے [illegible] سے کیا نکلا - چاہیئے تہا کہ انگورون سے شیرہ نکلے مگر [illegible] سے لہو نکلا کیونکہ وہ حقیقتاً انگور [illegible] تہے - ان گہوڑون کا ذکر یہان صرف اسلئے کیا گیا کہ معلوم ہووے کہ [illegible] لہو جو رستے نکلا لگا [illegible] بہی بخوبی ظاہر ہوگا کہ کتنی کثرت سے لوگ ہلاک ہوگئے پہر ۱۹ باب ۱۴ آیت سے اور ایک سبب بہی معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] سوارون کا ذکر ہے جو اُس روندنے والے کے ساتہ اُسکے کام میں [illegible] ہوتے +

(ایک ہزار چہ سو ستادیئو) ایک ستادیو میل کا آٹہوان حصہ ہے (۱۶ سو ۱۶ [illegible] مربع ہے اور [illegible] سے چارون سمت کا مطلب نکلتا ہے اور سو [illegible] ضرب سے مراد [illegible] ہے +

باب پانزدہم

۱۵-۱ اور ۱۶ [illegible] باب مین ایکسہی مطلب ہے ۱۵ اوان باب ۱۶ وین کا دیباچہ ہے اسنکا [illegible] ابواب مین [illegible] کے تینون دشمنون کا بیان ہوا اور سولہوین باب کے

بعد زمین کی ہلاکت کا بیان ہوگا تو ان دونوں بیانوں کے بیچ میں یہ دو باب [illegible] میں [illegible] عموماً ان [illegible] دن کا ذکر ہے جو کلیسا کے [illegible] ہوں پر [illegible] بہت سی آفتوں کا ذکر ہوا مگر ان ابواب میں ایسی آفت کا ذکر ہے کہ [illegible] تمام [illegible] ہوگئی ہے ۔

(۱) ۱۰-۲- [illegible] میں یوحنا رسول نے ایک [illegible] نشان آسمان پر دیکھا [illegible] آسمان میں [illegible] ایک بڑا عجیب نشان دیکھا جس سے ظاہر ہے کہ ان دونوں [illegible] میں کچھ علاقہ ہے وہ علاقہ یہ ہے [illegible] وہ بڑا نشان اس بات کی علامت تھا کہ [illegible] ہے [illegible] ہے اور [illegible] نشان اسباب کی علامت ہے [illegible] لیا جاتا ہے اس نشان کی [illegible] اور عجیب [illegible] یہاں ان سات [illegible] کا یوں بیان [illegible] ساتویں آیت میں لکھا ہے کہ سات پیالے انہیں سات فرشتوں کو جن کے پاس آفتیں تھیں [illegible] کچھ اختلاف تو نہیں [illegible] لانے والے فرشتگان [illegible] آفتیں [illegible] آخر [illegible] اور کوئی [illegible] جیسا یوحنا ۲۰ باب ۱۸ آیت میں [illegible] کا مطلب نہیں [illegible] دلوں کے [illegible] ہے یہی [illegible] رہے گا اس کے بعد [illegible] ان سے [illegible] سے بھی پہلی [illegible] ہے کہ [illegible] وغیرہ بھی انہیں آفتوں میں شامل ہے ۔

(۲) یہ سمندر وہی ہے جو [illegible] باب میں یوحنا رسول نے دیکھا یہ سمندر خدا کے [illegible] کا مجموعہ ہے جو ان کی نگاہوں کو اون [illegible] کے [illegible] سے بہتر بھی نظر آتا ہے اور شیشہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] درست میں ان میں کچھ بھی کدورت نہیں ہے اور آگ سے ان کی غضب [illegible] مراد ہے ۔

جبتک خدا کی کلیسیا تمامی راستی اسکی عدالتین ظاہر ہو جائینگی کیونکہ وہ عجیب ہونگی اور راستی بھی — عجیب اسلئے کہ چھوٹے اور مظلوم کو بھی جتنا نہایت عجیب ہے اور راستی اسلئے کہ حقیقۃً اُسکا حق تھا ۔

(اے قوموں کی بادشاہ) یہ محاورہ یرمیاہ ۱۰ باب ۷ آیت سے لیا گیا اُن بھی خداوند قوموں کا بادشاہ کہا گیا تھا کہ ان عدالتوں اور قدرتوں سے اپنی اُس حکومت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ کل قوموں پر بادشاہ ہے ۔

۴ آیت — (۴) (کون نہ ڈریگا) یعنے جبکہ ایسا خدا ہے تو کون اُس سے نہ ڈریگا یرمیاہ ۱۰ باب ۷ آیت سے لیا گیا ۔

(تو اکیلا مقدس ہے) اصلمین مقدس کے لئے جو لفظ ہے وہ مزبور ۱۴۵ باب ۱۷ آیت مین ملتا ہے ۔ اور ربیوں کی کتابوں مین وہ شخص جو اپنا حق ادا کرتا ہے اسکو [illegible] کہتا ہے اور جو اوروں کا حق ادا کرتا ہے اُسکے واسطے دوسرا لفظ ہے اور یہان وہی آیا جو اوروں کے حق ادا کرنے کے واسطے آتا ہے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی یہ صفت اسواسطے یہان لکھی گئی کہ وہ اپنا حق ادا کرتا ہے ۔

(سب قومین آوینگی) جیسا کہ ۸۶ زبور ۹ آیت مین ہے اسمین دو باتین شامل ہین یعنے وہ قومین جو اب توبہ کرتی ہین خوشی کے ساتھ آوینگی اور جو نہین آتی ہین اونکو خواہ مخواہ ایسا کرنا پڑیگا ۔

۵ آیت — (۵) سبب اسکے خیمہ کی ہیکل شہادت کے خیمہ کا ذکر پرانے عہدنامہ مین بہت ہی اسکی وجہ یہ ہے کہ اسمین شریعت کے دونوں تختے جن سے خدا کی گواہی [illegible] ہمیشہ ساتھ ہوتی ہے رکھے ہوئے تھے ۔ خیمہ کا لفظ یہان صرف اسواسطے لکھا گیا تاکہ اس محاورہ کی موافقت پورے طور سے پرانے عہدنامہ کے محاورہ سے پائی جاوے ۔ ورنہ اب خیمہ نہین ہے صرف ہیکل ہے وہی اب شہادت کے خیمہ کا کام دیتی ہے جیسا اُس شہادت کے خیمہ کی شہادت دیجاتی ہے ویسی اب اُس شہادت کی ہیکل کی خبر دیجاتی ہے تاکہ اس شہادت کو سنکر ایمان لاوین اور جو ایمان نہین لاتے ہین اسوقت اونکی سزا کے لئے وہی شہادت کی ہیکل ہے

کبھوی جاوینگی اسکا مطلب یہی ہے جو مسیح نے کہا کہ جو کلام مینے کہا وہی آخری روز اسکا انصاف
کریگا ۔ فرشتون کے چمکیلے اور صاف پوشاک پہننے کا یہ مطلب ہے کہ اونکے کام صاف
اور راست ہین ✦

۷۔ آیت (۷) ہین چارون جاندارون مین سے ایک نے انہین جو ساری مخلوقات کے
وکلا ہین پیالے دیئے اور جو آفتین ان مین اونڈیلے جاتے تو تھین وہ ساری مخلوقات
پر آنے والی تھین پر مخلوقات کے وکلا اسمین رضامند ہین کہ یہ آفتین اوپر پڑین گو کہ اس
مین خود انکا نقصان تھا ۔ پیالے اسواسطے یہان مذکور ہوئے کہ پرانے عہدنامہ کا محاورہ
ہے کہ خدا اپنے قہر کو انڈیلتا ہے یرمیاہ ۱۰ باب ۲۵ آیت ۔ زبور ۷۹ ۔ آیت ۶ ۔ صفنیاہ
۳ باب ۸ ۔ آیت اور جس سبب سے فرشتگان کے کمربند سونہلے ہین اسی سبب سے یہہ
پیالے بھی سونہلے ہین یعنے تا کہ معلوم ہو کہ یہ آفتیں راست اور برحق ہین ان مین کچھ بھی
ظلم نہین ہے ✦

(ابدالآباد تک زندہ) یہ صفت خدا کی یہان اسواسطے مذکور ہوئی کہ
کلیسیا اس مین ذرہ بھی شک نہ کرے کہ خدا ضرور انتقام لیگا وہ کبھی مرنیکا
نہین جس سے اس انتقام کی امید قوی ہوتی ہے جیسے استثنا ۳۲ باب ۴۰ و
۴۱ ۔ آیات مین ہے ✦

۸۔ آیت (۸) (ہیکل دھوئین سے بھر گئی) اس سے معلوم ہوا کہ اس ہیکل مین
بھی آگ ست اور یہ قہر الہی کی آگ ہے جو بے شدت سے شعلہ زن ہوئی ۔ اور اس آگ کا
پہلا کام ہیکل مین نمایان ہوا کہ کوئی اس دھوئین کے سبب سے اندر نہ جا سکا جیسا کہ خروج
۴۰ باب ۳۴ و ۳۵ ۔ آیات مین لکھا ہے کہ جب خیمہ تیار ہو چکا اور خدا اسمین سکونت رکھنے
لگا ۔ تو کوئی اسکے اندر نہ جا سکا ویسا ہی ۱ سلاطین ۸ باب ۱۰ و ۱۱ ۔ آیات مین مذکور ہوا
کہ جب ہیکل بالکل تیار ہو چکی اور اسکی تقدیس ہونے لگی تو وہ بھی بادل سے بھر گئی صرف
فرق اتنا ہے کہ ان مقامون مین بادل ہے اور یہان دھوان ہے مطلب اس فرق کا یہہ
ہے کہ وہان خدا کا جلال نیک طور سے ظاہر ہوا گنہگارون کے لیئے خدا کا قہر نہایت شدت

سے بہر سکتا ہے مگر یہان وہ قہر بہڑک اوٹھا ہے ایک مقدس کا قول ہے کہ اگر خدا آفتین بہیجتا ہے تو یہ اچہا ہے کہ اُسکے ایمان دار لوگ بہی تہوڑی مدت کیواسطے نہایت ادب کے ساتھ ہیٹہے رہین جبتک کہ وہ طوفان گذر نہ جائے نقیب ۲۔ یسعیاہ ۲۶ باب ۲۰ آیت مین بہی یہی اس بات کا مطلب ہے کہ کوئی اُسکے اندر نہ جا سکا ۰

باب شانزدہم

۱۔ آیت (۱) اسمین ایک آواز سنائی دیتی ہے وہ یقیناً خدا کی آواز ہے کیونکہ پیالون کے اونڈیلنے کا حکم وہی دیتا ہے جس نے ۱۷ وین آیت مین کہا کہ ہو چکا " ورا ونڈیلنے کا مطلب حزقیل ۹ باب ۱ و ۲ آیات سے نکلتا ہے ۰

سات آفتین دو طرح پر تقسیم ہو سکتی ہین اوّل یہ کہ تین آفتون کا ایک حصہ اور ۴ آفتون کا دوسرا حصہ ہے دوئم یہ کہ ۴ آفتون کا ایک حصہ اور تین آفتون کا دوسرا حصہ پہلی تقسیم کی دلیل یہ ہے کہ تیسری آفت کے بعد ۵ و ۶ و ۷ وین آیت مین ایک آواز سنائی دیتی ہے جسکا مطلب ہے کہ پیالون کی بابت عموماً بیان کرے اور ساتوین آیت کا مطلب ان ساتون آفتون پر بخوبی صادق آتا ہے ۰ دوسری تقسیم کی دلیل یہ ہے کہ پہلے چار پیالے کسی نہ کسی مرئی اور ظاہری چیز پر اونڈیلے گئے چنانچہ زمین پر اور سورج پر وغیرہ اور باقی تین پیالے غیر مرئی چیزون پر اونڈیلے گئے یہ پہلی آفتین اُن آفتون سے مشابہ ہین جو پہلے چار نرسنگون کے پہونکنے پر ظہور مین آئین البتہ تہوڑا فرق تو ہے کہ یہان صرف سورج کا ذکر ہے مگر وہان سورج چاند اور ستارونکا ذکر ہے اور عموماً سب آفتون مین

کم و بیش [illegible] دوسری آفتوں کی طرف۔ جو لوگ یہہ رائے رکھتے ہین کہ یہہ آفتین
تمثیل [illegible] آوینگی وہ اُن کو نقلی سمجھتے ہین کہ یہہ آفتین بار بار آخر
[illegible] ایمان دنیا پر آتی رہتی ہیں وہ انکو کم و بیش تشبیہی سمجھ سکتے ہین*

۲۔آیت (۲) [illegible] پھوڑا [illegible] آفت مذکور ہوئی اسکا مطلب تشبیہی ہے یعنے کہ گراہٹ
و گھبراہٹ کا وہ حال [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے اور ایسی گھبراہٹ کے حال
سے کلب [illegible] بڑی [illegible] کے [illegible] کے لوگ [illegible]
بہت ستاتے ہے [illegible] ایسا پھوڑا انکو نکلا کہ دنیا کی [illegible] سمجھے گا
اور یہہ انکی خانگی لڑائی ہے اس آفت میں [illegible] مصری [illegible] آفت کی طرف اور
وہ ایک خاص طرح کی بیماری تھی دیکھو [illegible] آیات [illegible]*

۳۔آیت (۳) دوسری آفت [illegible] یعنے بحری لڑائی لیکن ہم یہان سمندر کا
مطلب قوموں کا جوش [illegible] کہ مطلب صرف بحری لڑائی نہین ہوگی بلکہ
ہر طرح کی لڑائی جو قوموں میں [illegible] سمندر [illegible] سب جانوروں کے مرجانیکا
یہ مطلب ہے کہ خاص لڑائی سے [illegible] میں [illegible] بہت [illegible] لڑائی کے نتیجوں
کے سبب مرجاوینگے [illegible] جو ہمیشہ لڑائی سے
ہوتے ہین*

۴۔آیت (۴) [illegible] کا مطلب [illegible] اور چشمون سے مراد اُس اقبالمندی کے
اسباب [illegible] لڑائی [illegible] وغیرہ*

۵۔آیت (۵) (پانی [illegible]) [illegible] سمجھنا چاہئے کہ ایک [illegible] کا دیتا ہے۔ اسکا
مطلب [illegible] الٰہی [illegible] چیزون کے ذریعہ سے پورا کرتے
ہیں [illegible] فرشتہ [illegible] الٰہی [illegible] کے ذریعہ سے پہنچایا [illegible] فرشتہ کو [illegible]
[illegible]*

۶۔آیت (۶) [illegible] انکو [illegible] لہو دیا) اس آیت میں باہمی لڑائی مذکور ہوئی
جیسا [illegible] آیت میں [illegible]*

۷- آیت

(۷) (میں نے قربان گاہ کو کہتے سنا) یہ بات تو عیان ہے کہ قربان گاہ سے آواز کا
سننا صرف رؤیت کی بات ہے۔ جس طرح خدا نے قائن کو کہا کہ تیرے بھائی کا خون زمین میں
سے مجھ کو پکارتا ہے۔ اسی طرح ہم [illegible] سکتے ہیں کہ [illegible] قربان گاہ کے وسیلے سے خدا کو پکارا
کیونکہ وہی قربان گاہ ہے جہاں [illegible] شہیدوں [illegible] سوال [illegible] نہیں ہو
بخوبی جواب ہی کہیں۔

۸- آیت

(۸) چوتھے فرشتے نے اپنا [illegible] سورج پر [illegible] آفت
یعنی کہ اس کی روشنی کم ہو گئی۔ [illegible] سورج گرہن کی طرف [illegible] اس میں
آفت یہ ہے کہ وہ بہت بڑھ گئی اور اس [illegible] لوگوں کو ظاہر [illegible] کو
بہت زیادہ زور [illegible] جیسا [illegible] مقدس [illegible]
زور اور ظلمت [illegible] اور جیسا کہ سب ضروری [illegible] میں مذکور ہے۔ [illegible] تیں
اور مصیبتیں ہوں گی تو [illegible] باب [illegible] مضمون ہے مقدس
محفوظ رہیں گے اگرچہ ظاہر تو وہ بھی ان آفتوں [illegible] ہوں گے وہ
محفوظ ہیں جیسا کہ یرمیاہ [illegible] باب [illegible] میں مذکور ہے ویسا ہی جبکہ سورج کی گرمی
نہایت شدت کے ساتھ ہو گی تو [illegible] گمان اس مضطرب اور پریشان ہونے کا
بنا تو اس شدید گرمی میں بھی [illegible] رہیگا۔

۹- آیت

(۹) (جلنے کفر بکنے لگے الخ) جیسا کہ مصر میں جب آفتوں پر آفتیں آئیں
تو فرعون کا دل سخت ہو گیا اسی طرح جب ان لوگوں پر سخت آفتیں آئیں گی اور وہ ان میں
جلیں گے تو خدا کی ہستی کا انکار تو کر نہیں سکتے [illegible] دکھ اور مصیبت [illegible] سے اس
واجب الوجود کا وجود ثابت ہے۔ تو وہ [illegible] کفر بکتے ہیں اور اس کو [illegible]
ہیں [illegible] تواریخ کلیسیا میں پہلی صدیوں کے تواریخ میں [illegible] پایا جاتا ہے کہ سب آفتوں
کے آنے اور بادشاہی کے زوال کا سبب لوگ مسیحیوں کو ٹھہراتے تھے یہ ان کا
کفر تھا۔

(اور انہوں نے توبہ نہیں کی الخ) یعنی انہوں نے خدا کو راست

ہمین [illegible] آیتون [illegible] ہیں [illegible] ورحق ہین [illegible] ۹ باب ۱۰ آیت [illegible] لیکن [illegible] اسپے [illegible] کو سخت [illegible]

۱۰ آیت — [illegible] (یا [illegible] تخت پر [illegible] اونڈیلا) [illegible] [illegible] سارا [illegible] کی چیزون کو زد [illegible] انکے سوا [illegible] اور دکھا [illegible] ہوئی گیا [illegible] آیت [illegible] ساتھ نہیں ہو سکتی ہے" [illegible] اسلئے اوسکی [illegible]

۱۱ آیت — [illegible] دکھون اور مصیبتون مین بھی [illegible] آیت میں ہے کہ بقیہ نے آسمان [illegible] مین اور کلیسیا کے [illegible]

۱۲ آیت — [illegible] ان چھٹے فرشتہ کے [illegible] دریا [illegible] کھولے گئے [illegible] سوکھ گیا جنکے سوکھنے سے برباد [illegible] والون کے [illegible] کوئی روک نہین ہے الغرض ان دونون [illegible] عہدنامہ مین جب کبھی [illegible] قلزم اور دریا [illegible] کو سکھا دیا تو اسکا مطلب تھا کہ کلیسیا کو [illegible] ۱۶ باب ۱۹ [illegible] آیت کی تشبیہ سے ظاہر [illegible] آفات کو اپنی [illegible] یہان ہی [illegible] سکھانیکا ذکر ہے تو [illegible] کا مطلب بھی [illegible] مگر سرسری نظر سے تو بالکل اسکی ضد معلوم ہوتا ہے کہ

اور کلیسیا کے دشمنون کے لئے تیار ہوتی ہے لیکن چونکہ یہان فرات کا سوکھنا ایک پیالہ کے سبب سے ہوا اور سارے پیالے کلیسیا کے فائدہ کے لئے اونڈیلے جاتے ہین تو یہ پیالہ بھی کسی نہ کسی طرح سے ضرور کلیسیا کے فائدہ کے لئے اونڈیلا جاویگا جیسا کہ یسعیاہ ۱۱ باب ۱۵ و ۱۶ آیات کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بحر قلزم کی راہ خدا نے اپنی کلیسیا کے واسطے کھولی بلکہ مصریون کے واسطے بھی کہ اونکو دشمنی کے گھر دن سے ملے آیا اور اونکو دریا مین چلایا بھی پر کسو واسطے اسلئے کہ جب سمندر کے بیچ مین پہونچین تو نیست و نابود ہو جاوین۔ خدا اس طرح بار بار ایک حد تک کلیسیا کے دشمنون کو کامیاب ہونے دیتا ہے ؛

(۱۳) کلیسیا کے تینون دشمنون کے منہ سے تین روحین نکلتی دیکھین پچھلی اسی جگہ دوسرا درندہ جھوٹے نبی کے نام سے مذکور ہوا اور اس درندہ کے نام کی تبدیل کا سبب یہی ہے کہ یہ درندہ وہ زور ہے جو عقل اور علم اور غیر مذہبون سے نکلتا ہے مگر مکاشفہ ۱۳ باب مین خاص اشارہ ہے اس زور کی طرف جو غیر مذہب والے رومی بادشاہی مین تھا۔ مگر یہان صرف اسکی طرف جو ظاہری کلیسیا مین شامل ہے۔ پر اس سے اسی قسم کا زور نکلتا ہے۔ اور جھوٹے نبی کا نام ظاہری کلیسیا کے ایسے زور پر بنسبت اسکے جو کلیسیا کے باہر ہے زیادہ تر صادق آتا ہے کیونکہ جو جھوٹا نبی ہے وہ سچے دین کا دعوی کرتا ہے ۱۳ وین باب مین ان تین دشمنون کا ذکر یون ہوا کہ اژدہا کے بعد درندہ دکھائی دیا اور اس درندہ کا نائب دوسرا درندہ ہے جو یہان جھوٹے نبی کے نام سے نامزد ہوا۔ مگر یہان یہ تینون دشمن ایکدفعہ دکھائی دیتے ہین اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگرچہ اژدہا نے اپنا تخت اور اختیار درندہ کو دیا ہے تو بھی بالکل اسکو نہین دیدیا ہے خود بھی جیتا رہتا ہے۔ مطلب یہ کہ شیطان وسیلون سے تو کام کرتا ہے مگر خود اسکا بھی اختیار سب پر غالب ہے کہ یوحنا نے ان تینون روحون کو سانس کی شکل مین ان کے منہ سے نکلتے دیکھا کیونکہ آدمی کی تاثیر اس کے سانس کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ مسیح نے پھونکا ؛

(مینڈک کی مانند) اسلئے کہ مینڈک ناپاک سمجھا جاتا ہے اور خواہ مخواہ اس سے

حضرت آتی ہے اس میں اشارہ ہوگا مصری ایک آفت کی طرف اور جیسا کہ پاک روح
کو کبوتر کی صورت میں دکھائی دی ویسے ہی یہ ناپاک روحیں مینڈکوں کی صورت
میں نظر آئیں ۔

۱۴ آیت (۱۴) (معجزے دکھانے میں) جو ۱۳ ویں باب میں جھوٹے نبی کو حق
[illegible] دوسرے درندہ [illegible] بھی گئی ۔ ناپاک ۔ روحوں کا یہ بیان اسواسطے کیا گیا کہ
کلیسیا ہوشیار اور متنبہ ہو جاوے کہ اسکی مخالف نا چیز خیال نہیں فی الحقیقت وہ روحانی تاثیرین
[illegible] ایسے [illegible] ہوشیار ہو جیسے جیسا کہ پولس رسول نے افسیوں ۶ میں اظہار دیکر
[illegible] جیسے کہ سارے دنیا کے بادشاہوں کو تحریک دیوینگے کہ وہ کلیسیا
[illegible] اسکے خدا [illegible] نہیں [illegible] کلیسیا کو بیست و نابود کر ڈالیں لیکن رسول کہتا ہے
کہ البتہ انکا ارادہ تو یہ ہے [illegible] کا ارادہ بالکل [illegible] وہ تو اپنی سمجھ میں اپنے ہی
[illegible] کے واسطے جمع ہوتے ہیں کہ کلیسیا کو نابود کر کے اپنا نام بڑھاویں لیکن فی الحقیقت
خدا انکو [illegible] غالب کر کے زینت و نابود ہو جاوینگے اور کلیسیا کی
[illegible] ہوگی یہ بار بار ایسے واقعہ کبھی کبھی واقع ہوتا ہے ۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ
[illegible] خاص اشارہ اسوقت کی طرف ہے کہ جب دنیا کی تمام بادشاہتیں برہمن کلیسیا کو
[illegible] کرنے کی کوشش کرینگی [illegible] مسیح کے آنے کا بھی [illegible] ہے اور یہ واقعہ قیامت کی
نزدیک وقت میں ہونیگا ۔

۱۵ آیت (۱۵) یہ آیت ایک جملہ معترضہ ہے جسمین مسیح اپنی کلیسیا کی تسلی کے لیے بولتا ہے اور
اس آیت میں مسیح کا متکلم ہونا خود بخود ظاہر ہے اس آیت میں نصیحت یہ ہے کہ چونکہ کلیسیا کے
دشمن اسقدر قابو پا دینگے کہ [illegible] ہے [illegible] کھولے جاوینگے اور انکے [illegible] بھی کئے جاوینگے
اسلئے نہایت ضرور ہے کہ کلیسیا کے لوگ جاگتے رہیں مبادا کہ انکے بہلائے اور بہکائے جاویں
[illegible] اسمیں حفاظت کرنے کا یوں بیان ہوا ۔

(جو جاگتا ہے اور اپنے کپڑے اوتارکے نہیں سوتا) ۳ باب ۳ آیت میں
بھی مسیح کے چور کی طرح آنیکا ذکر ہے وہاں بھی کپڑوں کا ذکر ہے ان دونوں مقاموں میں

تشبیہوں تو الگ الگ ہر مطلب قریباً برابر ہیں جہاں کا مطلب ہے خبرداری اور دامن کا مطلب
پاکیزگی اور یہاں دونوں کا باہم ملاپ ہے ✤

(مبادا کہ وہ ننگا پھرے اور لوگ اُسکی شرم کو دیکھیں) اِسکا مطلب یہ
ہے کہ مبادا کہ اسکا یہ حال ہو کہ ایمان اور ساری روحانی صفتوں سے اسکا دل بالکل خالی
ہو جاوے اور علاوہ ازین یہ بات بالکل فاش ہو جاوے کہ وہ ان صفتوں سے بالکل خالی
ہے جیسا کہ مسیح نے کہا کہ جو نہیں رکھتا ہے اُس سے وہ بھی جو وہ رکھتا ہے لیا جاویگا اور
جب یہ بات فاش ہو جاوے گی تو انکو بہت شرم آئے گی۔ اِسی طرح کی تشبیہ عہد عتیق میں بھی
پائی جاتی ہے جیسا حزقی ایل ۱۶ باب ۳۷ آیت اور ۲۳ باب ۲۹ آیت اور ہوشیع ۲ باب
۱۰ اور ناحوم ۳ باب ۵ میں ✤

۱۶ آیت (۱۶) اسمین لڑائی کی جگہ پر اکٹھے کرنیکا فاعل خدا ہے۔ اور خدا نے راہ دی ہے جو
اُنکو جمع کیا البتہ جمع کرنیکا کام تو تین ناپاک روحوں کا ہے مگر خدا اُن کے کام کو اپنے کام میں
لاتا ہے گویا خود ہی اونکو اکٹھا کرتا ہے۔ جیسا یوئیل ۳ باب ۲ میں ہے ✤

(ہارمگدون) یہ دو عبرانی لفظوں سے مرکب ہے ہار یعنی پہاڑ اور مگدون مقام
کا نام جو بنی اسرائیل کی وادی میں ہے اور اسکے پاس پہلی بڑی لڑائی سیسرا اور بارق کے
درمیان ہوئی۔ قاضی ۴ باب ۱۵ یا اسکا نام دبورہ کے گیت قاضی ۵ باب ۱۹ آیت میں بھی ملتا
ہے اور چونکہ اسمقام میں کلیسیا کے بڑے بڑے دشمنوں نے شکست کھائی سو اسلئے آخری
لڑائی کی تشبیہ اس سے بہت مناسب اور عمدہ معلوم ہوتی ہے علاوہ ازین اسی مقام پر
ایک اور مشہور ماجرا واقع ہوا جو ۲ سلاطین ۲۳ باب ۲۹ و ۳۰ آیتوں میں مذکور ہے اور
تواریخ کی کتاب کے جس مقام میں اس ماجرے کا بیان ہے وہاں لکھا ہے کہ یوسیاہ بادشاہ
مارا گیا اور یہودیوں نے اُسپر بڑا ماتم کیا اسکی طرف زکریا ۱۲ باب ۱۱ وغیرہ میں اشارہ ہے
اب یہ واقعہ پہلے واقعات کے متضاد ہے وہاں تو فتح کا مقام کہکے اس سے تشبیہ
دی گئی اور یہاں شکست کا ذکر ہے پہلے اشارہ کا مطلب یہ ہے کہ کلیسیا نے فتح
پائی پر دوسرے اشارہ سے یہ نکلتا ہے کہ کلیسیا مغلوب اور دشمن غالب ہوے۔ تو

یہان یہ دونون اشارات اس طرح مل سکتے ہین کہ جیسا فرعون نے دیکھتے ہی دیکھتے یہوسیح کو مار
ڈالا اسی طرح کلیسیا کے دشمن بھی ایسے ہی جوش سے چڑھ آتے ہین کہ ہم لوگ اسکو دیکھتے
ہی فوراً مار ڈالینگے پر نتیجہ انجام بالکل اُسکے برعکس ہوگا کہ جیسا نبات کا خون یہان بہایا
گیا اسکا انتقام بھی اُسی مقام پر لیا گیا ویسا ہی اسکا انتقام بھی یعنے کلیسیا کا انتقام بھی اُسی جگہ
پر لیا جائیگا اب سوال یہ ہے کہ کیون مقام پہاڑ کہلایا عبرانیون کی کتاب مین تو مجدو وادی
اور ذکریاہ مین مجدو کی وادی کہا گیا ہے اسکا اول جواب یہ ہے کہ مجدو اگرچہ پہاڑی ملک مین تو نیچا
تھا مگر گلیل کے سمندر کی نسبت جہان تو جہاز تھا اونچا تھا پھر یہہ کہ جیسا کہ وادی شکست سے
مناسبت رکھتی ہے کیونکہ شکست پستی ہوتی ہے اور وادی پست ہے ویسے ہی پہاڑ
فتح سے مناسبت رکھتا ہے کیونکہ فتح مین بلندی حاصل ہوتی ہے پھر یہہ بھی سمجھنا چاہیئے
کہ یہان اس مقام کے نام کیطرف صرف اشارہ ہے بلکہ عبرانی زبان مین جو کچھ اُس نام کے
معنے ہین انکی طرف بھی اشارہ ہوگا تو مجدو ایک عبرانی مصدر سے نکل سکتا ہے جسکے معنے
ہین کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنا ٭

پس مجدو کا مطلب شکست بخوبی ہو سکتا ہے اور ذکریاہ کے مذکورہ بالا مقام
کا ترجمہ بعض مترجمین نے یون کیا "شکست یافتگان کی وادی مین" اس لڑائی کا انجام اور نتیجہ
اشارتاً ۱۹ باب کی آیت کے آخر مین مذکور ہوا مگر اس آیت مین کچھ بھی نہین لکھا اسکا سبب یہ ہے کہ
اسکا پورا انجام ساتوین پیالہ کے اونڈیلے جانے پر ہونیوالا تھا ٭

۱۷۔ آیت　(۱۷) ساتوین پیالہ کے اونڈیلے جانے سے کلیسیا کے دشمن یکبارگی فنا
ہو جاوینگے کیونکہ یہ پیالہ ہوا پر اونڈیلا گیا اور ہوا روئے زمین کی کل چیزون کو پیشے اور
گھیرے لئے رہتی ہے تو جب ہوا مین پیالہ اونڈیلا گیا تو دنیا بھر مین کوئی چیز باقی
نہین رہ سکتی ہے اور خدا کی آواز اس کے تخت پر سے سنائی دیتی ہے
کہ ہو چکا ٭

۱۸۔ آیت　(۱۸) اسمین وہی واقعات مذکور ہوئے جنکا ذکر ۱۱ باب ۱۹۔ آیت مین بھی ہے
صرف اتنا فرق ہے کہ وہان زلزلہ عموماً اور بلاؤن کے سلسلہ مین مذکور ہوا مگر یہان اسکو

الگ شمار کیا اور اُسپر تاکید کی گئی یہ اسلیئے ہوا کہ ۱۹ و ۲۰ - آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ زلزلہ سے دنیا کی بادشاہی بالکل نیست ہو گئی (جب سے آدمی ہوئے الخ) اسمین خروج ۹ باب ۱۸ آیت کی طرف اشارہ ہے جسمین آدمیون کا ایسا ذکر ہے (۱۹ و ۲۰) کو ایک آیت سمجھنا چاہیئے (بڑا شہر تین حصّون مین ہو گیا) یہ بڑا شہر بابل ہے جسکو خدا نے اپنے غضب کا پیالہ پلایا (سب قومون کے شہر گر پڑے) اس کی تفسیر ۲۰ وین آیت مین ہے تین حصّہ ہونیکا مطلب یہی ہوگا جو ۱۴ باب ۸ - آیت مین ہے گر پڑا - (بابل کی یاد خدا کی سامنے ہوئی) جیسا نہ بنی اسرائیل کی بابت لکھا ہے کہ جب وہ ملک مصر مین قید تھے تو خدا نے اونکو یاد کیا تاکہ ونکو رہائی دیوے - اور یہان بابل کو خدا نے اسلیئے یاد کیا کہ اُس سے انتقام لیوے پس معلوم ہوا کہ دونون طرح سے گویا خدا بھول گیا یعنے رہائی دینے اور انتقام لینے کو بھی اسیطرح کی یاد کا ذکر ۹ زبور ۱۲ مین ہے جہان دونون طرح کی بھول اور یاد مذکور ہو مین (اُسکے غضب کا غصّہ) اصل مین غصّہ کے لئے جو لفظ ہے وہ ایک طرح کا جوش ہے پس مطلب ہوگا اُس کے غضب کا جوش ٹاپو اور پہاڑ دونون سے مراد ہے بادشاہتین - ٹاپو اس لحاظ سے کہ وہ ایک دوسرے سے الگ ہیتے ہین اور پہاڑ اس لحاظ سے کہ وہ اپنی سلسلہ بندی کے سبب سے ایک دوسرے سے علاقہ رکھتے ہین ⁂

(۲۱) یہان اولے کا جو وزن لکھا گیا وہ ۲۵ یا ۳۰ سیر کا ہوتا ہے تو اتنے بڑے اولے سے کوئی نہین بچ سکتا ہے اور نیستی شریرون کی ہے یا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ لکھا تو ہے کہ اُنہون نے مرتے وقت کفر بکا مگر یہان جیسا کہ ۹ وین آیت مین نہین لکھا ہے کہ "توبہ نہین کی" یہان اُن کی توبہ کرنے یا نہ کرنے کا کچھہ ذکر نہین کیونکہ اب توبہ کا وقت ہو چکا تھا اب تو بالکل نیستی اور ہلاکت ہے اگر مکاشفہ کی کتاب یہان ختم ہو جاتی تو معلوم ہوتا کہ یہ کفر جو اُنہون نے مرنیکے وقت بکا اُسکی کچھہ بھی سزا نہین ہوگی لیکن آیندہ رویت سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی اور شک بالکل رفع ہو جاتا ہے -



برگشتہ ہوگئے دوسری بات یہہ کہ دوسری آیت مین صرف یہہ نہین لکھا ہے کہ زمین کے باشندگان
اُس کی حرام کاری کی مئے سے متوالے ہوے۔ جس سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے تھے کہ اُسنے
پھُسلاکے اپنی تابع کرلیا اگر یہی ہوتا تو یہ نام غیر مذہب والے۔ وہان پر بخوبی صادق آتا مگر
اِسکے سوا یہہ بھی لکھا ہے کہ بادشاہون نے اُس کے ساتھ حرام کاری کی اب اگر ہم کہین
کہ یہ کسبی غیر مذہب والی روما ہے تو کن بادشاہون نے اُس کے ساتھ حرام کاری کی۔ اُن
دنون تو صرف فارسیون کی بادشاہی تھی جو ہمیشہ رومیون سے لڑتی رہی اور اُنھون نے
کبھی اُسکے ساتھ عہد نہین باندھا۔ پس یہہ محال معلوم ہوتا ہے کہ ہم اِس کسبی کو غیر مذہب والی
روما تصور کرین۔ بنام پاپا والی روما پر بخوبی صادق آتا ہے جس کا مطلب یہہ ہوگا
کہ پاپاؤن نے تو پہلا پہلا سکے بادشاہون کو اپنے تابع کرلیا مگر بادشاہون نے بھی اپنی دنیاوی
فائدہ کے لحاظ سے پاپاؤن سے ایسے عہد باندھے ہے کہ جس سے کلیسیا کا نقصان ہوا اور ان کا
کی مدد کی۔ اور ایک دلیل ہے جو ۱۸ باب ۲۔ آیت سے نکلتی ہے۔ یعنے یہ کہ اگر ہم فرض
کرین کہ بابل اور کسبی سے مراد ہے غیر مذہب والی۔ وہان تو ہم کو ضرور سمجھنا پڑے گا کہ جس
بپتسمہ اور دیوپاپا اور دیگر ساختہ اختیار لوگ اب تک اِس دلیل کا کوئی جواب رومی کلیسیا
سے نہین دیا گیا ہے۔

۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰۔ ابواب۔ ایک ہی حصہ مین شامل ہین جنکا مطلب ہے کلیسیا کے
ان دشمنون کی ہلاکت جن کا بیان ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ ابواب مین ہوا جہان صرف اشارتاً
اُن کی ہلاکت مذکور ہوئی ہے۔

(۱) اِس باب کے پہلے لفظون سے کہ اُن ساتون مین سے ایک فرشتہ آیا معلوم
ہوتا ہے کہ اِس حصہ کا پانچوین حصہ کے ساتھ جو ۱۵ و ۱۶۔ ابواب ہین بڑا علاقہ ہے اور
وہ علاقہ یہہ ہے۔ کہ پانچوین حصہ مین جسکا خلاصہ پیالے ہین کلیسیا کے مخالفون کی سزا
مختصراً لکھی ہوئی ہے۔ اور اِس چھٹوین حصہ مین اُن تین دشمنون کی سزا مفصلاً مذکور
ہوئی جنکا ذکر چوتھے حصہ مین ہے جو ۱۲ و ۱۳ و ۱۴۔ ابواب مین ہے پس مطلب یہہ ہے
اِس چھٹوین حصہ کا بیان پانچوین حصہ ہی مین شامل ہے۔ اِس فرشتہ کا یہہ کلام ہے کہ مین

اُس کسبی کی سزا تجھکو دکہا ونگا اس باب مین اس سزا کا بہت تھوڑا بیان ہے اُسکا بیان ۱۸ وین باب مین ہے مگر اس باب مین کسبی اور اُسکی سواری کے جانور کا ایسا بیان کیا گیا جسکا سمجھنا اُسکی سزا کے سمجھنے کے لئے نہایت ضرور ہے کیونکہ صرف اُسکی کیفیت کے جاننے سے ہم سزا کو جان سکتے ہین ورنہ نہین ✦

(جو بہت پانیون پر) اس فقرہ کے تفسیر ۵ وین آیت مین ہے اور یہہ محاورہ یرمیاہ ۵۱ باب ۱۳ آیت سے لیا گیا ہے وہان بابل ایک سونہلا پیالہ کہلاتا ہے اور یہان ۴ آیت مین لکہا ہے کہ وہ پیالہ بابل کے ہاتھ مین تہا۔ اس سے پیشتر ہمنے دیکہا کہ کلیسیا ایک عورت کی صورت مین دکہائی دی ✦

(۳) اب تیسری آیت مین ایک عورت کا ذکر ہے اغلب ہے کہ یہہ بہی کلیسیا ہوگی اور ۱۲ وین باب مین ہمنے دیکہا کہ وہ عورت یعنے کلیسیا بیابان مین بہاگ گئی اور یہان تیسری آیت مین وہ بیابان مین دکہائی دیتی ہے جس سے اُن دونون عورتون کی موافقت تو معلوم ہوتی ہے مگر انکی یگانگت نہین۔ کیونکہ اگر اُن دونون کی یگانگت ہوتی تو اس سے یہہ نتیجہ صاف نکل آتا کہ کل کلیسیا بگڑنے والی ہے۔ مگر ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ علاوہ ازین یہان بیابان کے مذکور ہونے کا ایک اور سبب ہے۔ وہ یہہ ہے کہ یسعیاہ ۲۱ باب ۱ آیت مین سمندر کا بیان مذکور ہے اور مراد ہے مختلف قومون اور گروہون کے مجموعہ سے جو سمندر کی طرح بے تسکین جوش و خروش مین ہین۔ اور وہان قومون کے مجموعہ کے بیان کرنے کے لئے بیابان اور سمندر کی تشبیہ بابل کے بیان مین ملائی گئی کہ متفق اللفظ ہو جاوے۔ مگر تو بہی کچھ تو ملائی گئی کہ پہلے لکہا ہے پانیون پر بیٹھے تہے پہر لکہا بیابان مین بیٹھے ہوئے تہے ✦

(قرمزی) بلاشک یہہ وہی درندہ ہے جسکا ذکر ۱۳ باب کے پہلے حصہ مین ہوا اُس کے بہی سات سینگ اور دس سر تہے پہلے تو وہ عورت اُس پر بیٹھی ہوئی ہے اور اُس پر بیٹھنے کا مطلب ہے کہ وہ اُس پر حکومت کرتی ہے اور اُس پر اختیار رکہتی ہے۔ جیسا کہ سوار گھوڑے پر اختیار رکہتا ہے۔ اور یہہ سواری کی تشبیہ اُس علاقہ پر بخوبی صادق آتی

ہے جو سینکڑوں برس سے پاپا لوگ بادشاہوں اور بادشاہتوں سے رکھتی تھی -
گویا پاپائی ان پر سوار تھی - دونوں مقاموں میں جو اس درمد سے بیان ہیں
اُن میں یہہ دو فرق ہیں - اوّل یہہ کہ عورت کی سواری کا رنگ قرمزی رنگ ہوگیا -
اور یہہ رنگ بہائے ہوئے خون کا رنگ ہے - اور یہہ خون اُن مقدسوں کا خون
ہے جو غیر مذہب والے روماں سے سوگنا زیادہ پاپا کے اختیار سے مارے گئے -
دوسرا یہہ کہ جن کفر کا ذکر ۱۳ ویں باب میں ہوا اُس کے تو صرف سروں پر کفر کے
نام تھے پر اب اُسکے تمام بدن پر نظر آتے - اِسکا مطلب یہہ ہے کہ البتہ غیر مذہب والے
روماں میں بھی ایک طرح کا کفر کیا جاتا تھا - کہ قیصر لوگ اپنے تئیں خدا کہلا رکھتے تھے مگر
پاپائی سلطنت میں نہ صرف پاپا لوگ خداوند خدا کہلاتے بلکہ بہتیرا کفر کے نام مستعمل ہوئے
خصوصاً مریم کے حق میں چنانچہ رومن کلیسیا نے ایسی پناہ گاہ مکھا جو فقط خداوند ہی ہے - اور
ایسی دعائیں مریم کے نام پر بنی ہوئی ہیں کہ جن میں کُل صفات الٰہی اُس پر
منسوب کئے گئے -

(۴) (ارغوانی رنگ) یوحنا رسول کے وقت یہہ رنگ رومی بادشاہی سے خاص علاقہ
رکھتا تھا کیونکہ یہہ بادشاہوں کی پوشاک کا رنگ تھا اور اسی لحاظ سے مسیح کو اُنہوں نے یہہ رنگ
پہنایا - اور پاپا کے گردیان لوگ ہمیشہ یہہ رنگ پہنتے ہیں -
(سونے اور جواہر اور موتیوں سے ملبس) کم و بیش سب بادشاہوں پر یہہ صادق
آتا ہے - اور پاپاؤں پر بھی بخوبی صادق آیا اور آج کل بھی ایسا حال ہے +
(اُس کی ہاتھ میں سونہلا پیالہ) اِس پیالہ کا مطلب صاف ہے اور دوسری آیت
سے علاقہ رکھتا ہے جس سے اُسنے سب لوگوں کو متوالا کیا - وہ سونہلا اِسواسطے کہلایا
کہ جس کے ہاتھ میں ہے وہ شان دار اور صاحب شوکت ہے - اور اتفاق حسنہ سے ایسا
واقع ہوا کہ پاپا لوگوں نے ایک ایسا سکہ جاری کیا جس پر عورت کی تصویر تھی جو کل جہان پر
بیٹھی ہوئی ہے اور اُسکے ہاتھ میں ایک پیالہ ہے - البتہ پاپا لوگ تو او سکو عشاء ربانی
کا پیالہ رکھتے تھے - مگر چونکہ یہہ قانون تھا کہ وہ پیالہ صرف خادم الدینوں کو ملے شاید

اسلیئے ہنسار ربانی کا بابل بھی اس کلیسیا کی برائی کا نشان ہے۔

(۵) (اُس کی ماتھے پر نام لکھا) تاکہ یوحنا اور مقدسین اسکو پہچان سکیں۔ اُسکے نام کا پہلا لفظ ہے بھید۔ اسکے دو معنے ہو سکتے ہین ایک یہہ کہ اس نام کے جو باقی الفاظ ہین اُن کے روحانی معنے لینے چاہیئے۔ دوسرے یہہ کہ مسیح کے نام کے جسم اسکی بی کا وجہ ایمان کے لئے بڑا بھید ہے۔ یہہ عورت کسبیون کی ماں کہلاتی ہے مطلب یہہ ہے کہ رومن کلیسیا کے سوائے اور بہت سی کلیسیا مسیح سے برگشتہ ہو گئیں پر اُن سبھون کی ماں یہی ہے۔

(۶) نہ صرف تمام مقدسون کا ذکر ہے ملکہ خصوصاً یشوع کے گواہون کا ذکر ہے جنکا ذکر ۱۲ باب ۱۷ آیت مین ہوا تھا۔ اس سے پہلے اژدہا اس عورت کی اولاد کو ستاتا تھا۔ پر یہان وہی عورت اپنے پہلے وقت کی اولاد کو ستاتی ہے یہان یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہہ عورت وہی عورت ہے بلکہ یہہ عورت اُس عورت کا ایک حصہ ہے جو بگڑ گیا اور اپنی اولاد کو ستانے لگا اور اونکے خون سے متوالا ہونے لگا اور یوحنا نہایت متعجب ہوا کیونکہ اسکو معلوم ہوا کہ یہہ عورت وہی ہے جسکو ۱۲ وین باب مین دیکھا تھا اور یہان اُسکا ایسا خراب حال ہو گیا جیسا کہ یسعیاہ نے ۱ باب ۲۱ آیت مین نہایت حیران ہو کر کہا کہ وہ شہر جو وفادار تھا اب کیسا خراب ہو گیا۔ کہ جو پاک دامن تھے وہ اب کیسے ہو گئے۔ رسول کا متعجب ہونا اب پہلے رائے کے برخلاف ایک دلیل ہے کیونکہ اگر اس سے مراد غیر مذہب والی روم ہوتی تو رسول کے ایسے متعجب ہونے کا کوئی سبب نہ تھا کیونکہ وہ تو بخوبی اُس سے ستایا جاتا تھا اور اُس کو ایسا ہو جانا کوئی نئی بات نہ تھی کیونکہ وہ تو ایسی ہی تھی۔

(۷) فرشتہ نے اُس کو کہا تو کیون تعجب کرتا ہے تو نے تو ہنوز بہت تھوڑا انسان کے دل کی خرابی کو جانا ہے۔ مین تجھے اس بھید کو زیادہ دکھلاؤنگا۔

(۸) (وہ درندہ جسکو تو نے دیکھا وہ تھا تو پر اب نہین ہے) اور نہونے کا یہی مطلب ہوگا جو ۱۳ باب مین یون بیان ہوا کہ اُس درندہ نے موت کا

اور تھا کہ لشکر ابد سے کا ذکر [illegible] آیت میں اس لفظ سے
مراد [illegible]
[illegible] باب میں مذکور
ہوا [illegible] بیان ہے [illegible] گویا عدم سے [illegible] وجود
میں [illegible]
دنیا کی پیدائش سے [illegible] لکھا ہے [illegible]
۱۳۔ باب ۱۸ آیت میں حکمت اور عقل کا ذکر ہے [illegible] یہاں حکمت اور
عقل کا کام ہے ۔

(۹) [illegible] سات [illegible] پہاڑ [illegible] بہت مشہور ہیں اور
رومی کتابوں میں اکثر [illegible] ان [illegible] ہے ۔

(۱۰) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے [illegible]
پہاڑ ہیں انہیں سے ایک [illegible] اور [illegible] بادشاہ ہیں [illegible] بادشاہ
[illegible] مذکور ہوئیں انہیں کا ذکر ۱۳ [illegible] باب میں ہوا [illegible] آیت سے یہ بھی
عیاں ہو گئی کہ وہ [illegible] آیت میں جو [illegible] مذکور ہیں [illegible] کے ساتھ [illegible]

کی طرف اشارہ ہے تو بھی انکا خاہ [illegible] تہہوں کا ہے کہ اُن مین سے پانچ
گر گئین [illegible] کے مطلب [illegible] ساتوان ہوجانا یہی خاورہ
بابل کے [illegible] اور مقامون مین
چھٹوین سر سے نکلا ہوا [illegible] یورپ کی بادشاہین جو
[illegible] ایک [illegible] تون سر
[illegible]

(ایک ہے) یعنے [illegible] ساتوان سر کہ
جو یورپ کی بادشاہین ہین ✱

(اور جب وہ [illegible]
مین [illegible] پرزور [illegible] ✱

(۱۱) (اور [illegible] آٹھوان ہے اور
ساتون مین سے نکلا ہے [illegible] یہہ ہے کہ جب یہہ ساتون سر ہلاک
ہونگے تب [illegible] جیسا کبھی نہین ہوا تھا اگر
خود [illegible] ساتوں [illegible] کہ کام وہ خود کرتے تھے اور
ساتون کی تاثیر [illegible] (ساتون مین سے) جس کا مطلب
یہہ نہیں ہوسکتا [illegible] کیونکہ یہہ آٹھوان ہی ہے۔ بلکہ ساتون
مین سے نکلا ہے [illegible] ساتون کا پورا ظہور۔ اور
[illegible] کہ جس کو نئے سینگ سے تشبیہہ
دی گئی [illegible] اسکو ہلاک کیا۔ الٰہی [illegible]
۸۔ آیت مین وہی [illegible] ویسا ہی یہان لکہا ہے کہ وہ ہلاکت مین چلا جاتا
ہے یعنے یہہ آٹھوان [illegible] خود اکر ہلاک کریگا اور یہی محاورہ
[illegible] آیت [illegible] لئے مستعمل ہوا اور [illegible] آٹھوین سر کے لئے جو [illegible] وہی
محاورہ مستعمل کیا گیا ✱

(۱۲) اس میں دس سینگوں کا بیان ہوا کہ یہ دس بادشاہ ہیں اور یہہ دس سینگ یہ ہیں۔ انگلینڈ - فرانس - ہسپانیہ - پرتگال - اٹالی - جرمنی - آسٹریا - ہالنڈ - بلجیم - یونان - اور یہہ دہی ہیں ہو - آٹھ میں ساتواں سر کہلاتے ہیں گویا وہ ان سینگوں کے مجموعہ کو ایک سر لوحنا نے وہاں دیکھا -

(ہنوز انکو بادشاہی نہیں ملی پھٹوین ... مگر انکو بادشاہی حاصل ہوگی) -

(ایک ساعت) اگرچہ بڑی لمبی مدت ہے مگر روحیت کے رو سے یہ ایک ساعت ہے اور کلیسیا کو چاہئے کہ اگرچہ بڑا زمانہ ہو تو بھی اسکو ایمان کی آنکھ سے دیکھے تب اسکو یہ ایک ساعت معلوم ہوگی - بعضوں کی رائے ہے کہ یہہ دس سینگ ہنوز برپا نہیں ہوئے دجال کے ساتھ برپا ہونگے - اور اوس کی مدد کرینگے - البتہ یورپ کی بادشاہتیں مسیح کی تو زیادہ معاون ہیں بہ نسبت درندہ کے تو بھی یہ خدا کی بادشاہی نہیں بلکہ دنیاوی بادشاہتیں ہیں +

(۱۳) یہ ایک ہی ارادہ رکھتے ہیں یعنے اگرچہ لڑائی جھگڑا تو ان میں ہوتا ہے مگر تو بھی ان کے غرض ایک ہی ہے - یعنے یہہ کہ درندہ کے جنسیار کو بڑا ہونے دیں

(۱۴) اس میں اشارہ تو ہوسکتا ہے ان بادشاہیوں کی دینی مخالفت کی طرف لیکن خصوصاً یہہ آخری وقت کی ایک پیشینگوئی ہے جو ابتک پوری نہیں ہوتی - اس کا مفصل بیان ۱۹ وین باب میں ملیگا +

(بلائے ہوئے اور چنے ہوئے) جیسا کہ مسیح نے فرمایا کہ بلائے ہوئے تو بہت ہیں پر چنے ہوئے تھوڑے ہیں پہ بیان ان کی بابت لکھا جاتا ہے کہ وہ نہ صرف بلائے ہوئے ہیں بلکہ چنے ہوئے بھی ہیں اور اسواسطے ایمان دار کہلاتے ہیں +

(۱۶) ایک نئی بات ظاہر کی گئی اب تک تو کلیسیا کے دشمن یعنے درندہ اور

اور سینگ اور اسی ایکطرف کلیسیا کے مخالف مذکور ہوئے مگر ۱۶ وین آیت
سے یہ بات کھلا ہی اب ان مخالفون کے بیچ مین بھی پھوٹ پڑگئی یعنے یہہ
دس ... اس کسبی سے نہایت نفرت رکھنے لگے اور جس کے ساتھ انہون نے بہت
دنون ... تھی سب اس سے ... ہوتے ہین اور اسکو ننگے اور تنہا
چھوڑ ... ناچار رہ جاتی ہے اور اس کے سارے عاشق
اسکو ... ہین ... کے برکت کلیسیا کی نسبت ایسی بہت پیشگوئیان اپنے
... ہین ۔
... مطلب ہین (۱) یہ کہ اسکے ال
... یہہ ... عہد نامہ مین
... جیسا ... اور ... باب ۳ آیت
... شریعت
... مین جلائے جاوین تو ...
... اب اسکو کسبی کی سی سزا
... یہ آیت اصلاحت بشتر
بھی پوری ہوئی ... ہوئی اور ... سے بھی زیادہ تر پوری ہوئی جاتی ہے
کہ اب ... جو بیشتر رومی کلیسیا کی علامتہین آزاد ہو تی جاتی ہین اور
فرمان بردار ... عزت ... سے مخالفت بھی کرتی ہین ۔ اور یہہ کام وہ صرف
... کی خاطر ... کے ... یعنے یہہ سب کچھ وہ دنیا داری اور اپنے
اختیار کے ... کے لئے کرینگی ... بیسوا سے غیرت مند ہوکے ۔ جیساکہ ۱۷ وین
آیت سے ظاہر ہے ۔ اور انکے ارادہ کرنے کا سبب یہی ہے کہ وہ خدا اسکا ارادہ
ہے ۔ یہ نہین کہ وہ محض شرارت کا ارادہ ہے ۔ کیونکہ شرارت کے ارادون سے
یگانگت صرف اس لئے ہوئی ہے کہ خدا کا ارادہ پورا ہو ۔ اور جیساکہ انہون نے
صرف اپنے فائدہ کے لئے تھوڑے دنون تک تو اس کسبی کو رکہا اور جب فائدہ کی صورت

نظر نہ آئی تو اسکو ترک کر دیا ۔ ویسے ہی خدا اپنا ارادہ پورا کرنے کے واسطے تہوڑے دنون تک انکو یہی رکھیگا اور جب پورا ہو چکا تو انکو ہلاک کریگا (جب تک کہ خدا کی باتین تمام ہون) یعنے وہ باتین جو اُس نے اپنی کلیسیا کی حق مین شروع سے کہین اور جن پر اُس کی کلیسیا شروع سے توکل کرتی چلی آئی ہے

باب ہشتدہم

۱۷ وین باب کے شروع مین فرشتہ نے کہا تہا کہ آمین تجہے اُس کسبی کی سزا دکہاؤنگا اور اُسکے بعد اُس باب مین کسبی کا حال بیان کیا گیا ۔ اور ۱۶ وین آیت مین اُسکی بربادی کی پیشگوئی ہوئی اب اِس باب مین سوال کو اصلی سزا تو نہین دکہائی جاتی ہے ۔ مگر ایسا اُسکا بیان کیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ کسی سزا یافتہ کا ہوتا ہے ۔ اِسطرح اُسکی ظاہری آنکہون کو تو نہین پر اُسکی فہمید کی آنکہون کو دکہاتے گئے ۔ یعنے اِس بیان سے وہ بخوبی سمجہ سکا کہ اُسکو سزا ملی ہے اور کیسی ملی ہے ۔ ۱۷ وین باب مین خاصکر کسبی کی تشبیہہ کا پورا بیان ہوا مگر اِس باب مین شہر بابل کا زیادہ بیان ہے ۔ اِس مین فقط بھی شک نہین ہے کہ ان دونون تشبیہون کا مشبہ ایک ہی ہے اور اُن کا ایک ہی مطلب ہے ۔ کیونکہ اگرچہ وہ بابل اِس باب مین کسبی نہین کہلاتا ہے ۔ پر بہت بار اُسکی حرامکاری کا ذکر آتا ہے ۔ اِس باب مین بابل کی بربادی کا بیان زیادہ مبالغہ کے طور پر ہوا جیسا کہ پرانے عہدنامہ کے نبیون نے کیا ۔ مگر اِسکے سوا ایک مشکل اِس باب مین ہے یعنے یہہ کہ اِسمین بابل کا ایسا بیان ہوا کہ گویا وہ ایک تجارت کا بڑا شہر ہے ۔ اور وہ لوگ جو اُس

مراسے سلطنت کرنیوالی ہیں کو بابل اور کبھی سے مراد ہے - پاپائی - وہ اسباب پر بڑا زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاپائی سوداگری سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی ہے اور دنیا کا سارا مال کبھی پاپا کے پاس جمع نہیں ہوا - البتہ یہہ ایک مشکل تو ہے مگر ہمکو یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ بیان نہ صرف پاپائے پر لفظی طور سے صادق نہیں آتا ہے بلکہ غیر مذہب والے روم پر بھی نہیں آتا ہے - کیونکہ روم کبھی تجارت کا خاص شہر نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ اوّل تو وہ کسی راستہ پر واقع نہیں ہے اور اسکے ایکطرف پہاڑ ہیں اور لفظی طور سے یہہ بیان کسی شہر پر صادق نہیں آتا ہے جیسا کہ لنڈن شہر پر صادق آتا ہے اسلیئے بعض لوگون نے سمجھا کہ مکاشفہ میں جس بابل کا ذکر ہے وہ انگلنڈ ہے - البتہ جہان فیروزمندی کے سبب بہت دولت ہے - وہان کم و بیش دنیا کے نفیس اشیا ضرور جمع ہونگے - اس لحاظ سے یہہ بیان قدرے روم کے وقت کے روم پر صادق آسکتا ہے اور اسی لحاظ سے پاپائی پر بھی - کیونکہ روحانی فتحمندی کے باعث پاپاؤن نے کثرت سے دولت جمع کی اور نہایت اقبالمند ہو گئے - چنانچہ اس زمانہ میں اگرچہ پاپا کچھہ بھی اختیار نہیں رکھتا ہے - تو بھی لوگ دور دیار سے نہایت عمدہ اور نفیس اشیا بطور نذرانہ اُسکے پیشکش کرتے ہیں اور بہت سے دولت بھی لاتے ہیں اور جہان دولت ہے وہان سوداگری کا ہونا محال نہیں - ضرور ہے کہ وہان سوداگری کے اشیا بھی ہون - ۹ سے ۱۹ تک جو بیان ہے وہ صور کے اُس بیان سے ملتا ہے جو حزقیل ۲۷ ویں باب میں ہے اور مطلب یہہ ہوگا جیسا صور اپنے دنیاوی نفع کی خاطر تمام دنیا سے سوداگری کرتا تھا ویسے ہی یہہ روم اپنے روحانی نفع کیخاطر تمام قومون سے انکو پھسلا کے حرام کاری کرتی ہے - اور ان دونون کے بیانون کے موافقت کا سبب یہہ ہوگا تاکہ ہم سمجھیں کہ پاپائی کا اختیار غیر مذہب والے روم کی مانند نہ تھا کہ زبردستی سے قومون کو ماتحت کرے بلکہ صور کا سارا اختیار تھا جو پھسلانے اور ترغیب دینے کے وسیلہ سے ہوتا تھا ۔

(۱) یہان مشکل یہہ ہے کہ یہہ فرشتہ کون ہے اغلباً یہہ مسیح ہے جیسا کہ ہم نے

۱۰ باب ۱- آیت مین خیال کیا تہا ہن دونون مقامون مین لکہا ہے کہ مین نے اُسکو آسمان
سے اوترتے دیکہا ایسکا بڑا اختیار اسلئے ہے کہ وہ بڑا کام کرنے کو ہے - اِس آیت
کے آخری فقرہ سے یہہ ظاہر ہے کہ یہہ مسیح ہے - کیونکہ لکہا ہے کہ اُسکے جلال سے زمین
منور ہوگئی وہی صرف ازلی ابدی جلال کا مالک ہے اور باپ کے جلال کا مظہر ہے اور
جب اُسکے جلال سے منور ہوگئی تو اِس سے یہہ ظاہر ہوا کہ وہ زمین کا مالک ہے یہی الفاظ
خدا یہوواہ کے ساتھ حزقیل ۴۳ باب ۲- آیت مین آئے ہین +

(۲) (زور آور آواز سے چلّایا) جیسا کہ ۲۹ زبور ۴- آیت مین لکہا ہے کہ یہوواہ
کی آواز زور سے ہوتی ہے اور جبکہ ایسے زور سے چلاتا ہے تو اِس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اِس نبوت کے عمل مین لانے کے لئے بہی اُس مین زور ہے - اُسکی آواز یہہ تہی (بابل
بڑا شہر گر پڑا اور دیوؤن کی بستی ہوگیا) جیسا کہ یسعیاہ ۳۴ باب
۱۴ مین ہے وہان جیبوا کے لئے وہی عبرانی لفظ ہے جسکے معنے دیو ہے (اور
ہر ایک ناپاک پرندہ کا قیدخانہ ہوگیا) یہہ ۱۵ و ۱۶- آیات سے ملتا ہے-
اور یرمیاہ ۵۰ باب ۳۹- آیت سے - یسعیاہ مین یہہ بیان ادوم کا ہے جسکا مطلب
ہے بگڑی ہوئی کلیسیا جیسا کہ ادوم اصحاق کا بگڑا ہوا بیٹا تہا - اور یہان بابل کا مطلب
ہے بگڑی ہوئی کلیسیا یعنے پاپائے - پس اِس کا اختیار جاتا رہیگا اور اگر وہان خدا کی
روح نہ آوے تو پہلے سے بدتر ہوگا +

(۳) (کُل قومون نے اُسکی حرامکاری کی غضب مین سے پیا ہے)
یعنے اُس حرامکاری مین سے جسکا نتیجہ اب اُن کے لئے خدا کا غضب ہے +

(۴) مین ایک اور آواز کا ذکر ہے یہہ بہی مسیح کی آواز ہے کیونکہ وہ اُس مین
کہتا ہے میری اُمت یہان یسعیاہ ۴۸ باب ۲۰- آیت کیطرف اشارہ ہے - وہان تو
خوشی کے ساتھ بابل سے نکلنا ہے اور یہان اپنی جان بچانے کے لئے خوف کے مارے
جیسا کہ متی ۲۴ باب ۱۶ و ۱۷ مین مسیح نے کہا یروشلم سے نکل بہاگو - اور یہہ اُس صلاح
سے بہی ملتا ہے جو لوط اور اُسکے گہرانہ کو ملی کہ نکل بہاگو - اور جیسے موسیٰ نے عام لوگون کو

پکار کر کہتا ہے کہ اے میرے لوگو اُسکے جماعت مین سے نکل بھاگو - لیکن یرمیاہ ۵۱ باب ۶ و ۴۵
آیات مین یہی محاورہ شہر بابل کی نسبت بھی مذکور ہوا کیونکہ بابل مین رہنے سے دو خطرے ہونگے
اول یہہ کہ تم بابل کے گناہون مین شریک ہو دوسرا یہہ کہ اگرچہ تم اُسکے خاص گناہون مین
شریک نہو تو بھی وہان رہنے کے سبب اُسکی ہلاکت مین لوط کی جورو کیطرح شریک
ہو جاؤ - پس اس آیت سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رومی کلیسا مین آخر تک مسیح کے سچے بندے ہونگے
اور وہ لوگ ایسے شکستہ حال لوگ ہونگے جو اُسکی راہونکے سواے اور کچھ بہتر نہین
جانتے ہین اور اُسی مسیح پر جو اُس کلیسا مین ابھی مذکور ہوتا ہے بصدق دل اپنا سارا بہروسہ
رکھتے ہین بلکہ بہت سے عالم لوگ بھی جو کلیسا کے یگانگت کے پیار کے پہندے مین
پہنس کر آخر تک اُسمین رہینگے - مثلاً ہم معلوم کرتے ہین کہ جب پاپ کے بے خطا ہونے کا فیصلہ
ہوا تو پروٹسٹنٹون نے سمجھا کہ اب سب سچے لوگ اُسمین سے نکل آوینگے البتہ بعض تو
نکل آئے لیکن بعض اس سبب سے نہین نکلے کہ اُنکو کلیسا کی یگانگت کو توڑنا اور
چھوڑنا بہت برا معلوم ہوتا تھا - کیونکہ اُسکا انتظام شروع سے خوش وضع
معلوم ہوتا تھا ۔

۵ - آیت (۵) (اُسکے گناہ بڑھتی بڑھتی آسمان سے آلگے) اُسکے گناہون کو
ایک بڑے ڈھیر سے تشبیہ دیگئی ہے یرمیاہ کے ۵۱ باب ۹ آیت مین لکھا ہے کہ اُسکی
سزا افلاک تک پہونچی اور یہان اُسکی سزا کا سبب لکھا ہے - کہ اُسکے گناہ آسمان تک پہونچے
اسلئے ایسی سزا ہوئی ۔

۶ - آیت (۶) اس آیت کا متکلم خدا کے غضب کے وسیلون یعنے سزا دینے والون کیطرف
مخاطب ہوکر بولتا ہے اس آیت مین لفظ تم سے نہین چاہئے - البتہ اگر یہہ لفظ ہوتا تو
مخاطب کلیسا ہوتی مگر چونکہ نہین ہے اسلئے اسمین مخاطب وہ پیادگان ہین جو سزا دینے
کے لئے مقرر ہوئے - اور یرمیاہ ۵۰ باب ۲۹ آیت مین بھی تم سے مراد نہین ہے
کلیسا - کیونکہ کلیسا یعنے یہودی تو مظلوم تھے - اور سزا دہندگان فارسی و مادی تھے -
پس اسکا مطلب یہہ ہے کہ سزا کے پیادونکو کہا جاتا ہے کہ جیسا اُس نے اورون سے

سلوک کیا ویسا تم اُس سے سلوک کرو - اور اُسکو بدلہ دو اور اُسکے کامون کے موافق دوگنا بدلہ دو - ۴۰ زبور آیت ۸ مین شرون سے ایسا ہی ترجمہ کیا - اور یسعیاہ - ۴۰ باب ۲ - آیت مین بہی یہی محاورہ ہے - دوگنا دینا - شریعت کی مقرر سزا تھی جس سے دوگنا کی راستی ظاہر ہے کہ اسمین کچھ ظلم نہین ہے بلکہ مطلب ہے کہ اُسنے یہوواہ کے ہاتھہ سے پورا پورا بدلہ پایا - اور جس پیالہ مین اُسنے ملایا تاکہ متوالا کرے اُسی پیالہ مین تم بہی ملاؤ - اور دوگنا ملاؤ - اُسنے تو اپنی حرام کاری کے لئے اورون کو پلایا - پر اب خود اُسکو بھی خدا کے غضب کا پیالہ پینا ہوگا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جتنی زیادہ اُسنے عیاشی کی ہے اتنا ہی اُسکو دُکھہ اور عقوبت دیجاویگی - جیسا کہ مسیح نے دولتمند سے کہا +

(۷) کا آخر یسعیاہ - ۴۷ باب ۸ - آیت سے بہت ملتا ہے + — ۷ - آیت

(۸) وہ آگ سے جلائی جاویگی جیسا کہ ۱۷ باب ۱۶ - آیت مین لکہا ہے کیونکہ زورآور ہے - یعنے روما تو زورآور ہے پر جو اُسپر سزا کا فتویٰ دیتا تھا - وہ اُس سے بہی زورآور ہے - روما کے معنے ہے - زور - اور یہہ شہر یونانیون سے بسایا گیا - اور بیا بر مغبوطا اور زورآور - ۹ سے ۹ - اُسکے سوداگرون اور بادشاہون کی گریہ وزاری اور آہون کا بیان ہے - گویا خشکی اور تری دونون واویلا کرتی ہین حزقیل ۲۶ باب ۱۵ و ۱۶ و ۲۷ - ۳۵ - آیات اُسکے برعکس - ۲۰ وین آیت مین آسمان خوشی مناتے ہین اور ثنا ویانہ بجاتے ہوئے نظر آتے ہین + — ۸ - آیت

(۹) اُسکے جلنے کا دھوان جیسا کہ ابرہام نے سدوم کے دھوان کو دیکھا تھا (پیدایش ۱۹ - ۲۸) — ۹ - آیت

(۱۲) مین جس لفظ کا ترجمہ خوشبودار لکڑی ہوا وہ ایک قسم اس پیڑ کی ہے جو افریقیہ کے اکثر طرف خصوصاً کیورینا کے پاس ہوتی تہی - یہہ خوشبودار اور بیش قیمت بہی تہی اور اُس سے میزین وغیرہ بنتی ہین + — ۱۲ - آیت

(۱۳) مین جس لفظ کا ترجمہ خوشبوئیان ہوا وہ ایک قسم کا بیش قیمت عطر ہے - جس کو بالون پر لگاتے تھے - گاڑیان جو مین یہ چوپہیا گاڑیان ہین جنکو صرف امیر لوگ برتتے تھے اور غلام کے لئے اصل مین لفظ ہے بدن - جسکا مطلب تو غلام ہے پر اکثر یہ سمجہتے ہین کہ — ۱۳ - آیت

آدمیوں کے جانوں کا مطلب بہی غلام ہے - جیسے حزقیل ۲۷ باب ۱۳-آیت میں ہے اور ستروں نے بہی یہی ترجمہ کیا لیکن تو بہی معلوم ہوتا ہے کہ ضرور یہاں کوئی اور مطلب ہوگا کیونکہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں جو بالکل متضاد ہیں اور یہہ مشکل معلوم ہوتا ہے - پس یہاں آدمیوں کی جانوں کا مطلب ہوگا روحیں اور جیسا کہ صور آدمیوں کی جانوں کی تجارت کرتا تہا اور لوگوں کو غلامی میں ڈالتا تہا اسی طرح بابل یعنی پاپائی آدمیوں کی روحوں کی تجارت کرتے تہے اور اونکو روحانی غلامی میں ڈالتے تہے ✦

۱۴-آیت (۱۴) (تیری جانکی خواہش کے فصل الخ) یعنی جسکی تو نے بڑے شوق کے ساتھ امید کی کہ مجھکو تہوڑی دیر کے بعد ملے گی - وہ سب جاتی رہی اُس میں سے کچہہ بہی ہاتھ میں نہیں آویگا ✦

۱۸-آیت (۱۸) کا تمام حزقیل ۲۷ باب ۳۲ کی مانند ہے اور جیسا یہاں ۱۹-آیت میں لکہا ویسا حزقیل ۲۷ باب ۳۰ میں ہے کہ اُنہوں نے اپنے سروں پر خاک اڑائی - اِس دستور کا مطلب تہا کہ میرا ایسا پست حال ہوگیا ہوں کہ خاک سے مل گیا ہوں جیسا ۱۰۲ زبور ۹ آیت میں ہے اور حزقیل ۲۷ باب ۳۳-آیت کا نوحہ ۱۹-آیت سے ملتا ہے کہ ہائے ہائے وہ بڑا شہر کہ جس سے سود اگر لوگ دولتمند ہوگئے وغیرہ ✦

۲۰-آیت (۲۰) یرمیاہ ۵۱ باب ۴۸ و ۱۰ و ۶۳ و ۶۴-آیات سے ملتی ہے آخری فقرہ ۱۹-سلا ۹ باب ۲-آیت سے ملتا ہے کہ خدا نے ہمارا بدلا وغیرہ ✦

۲۱-آیت (۲۱) میں اشارہ ہے مصری فوج کے بحیرہ قلزم میں ڈوب جانے کی طرف جیسے نحمیاہ ۹ باب ۱۱-آیت میں آیا ہے (جیسا پتہر بڑی پانیوں میں پڑی الخ) اِس میں اشارہ ہے مسیح کے اُس قول کیطرف کہ جو چہوٹے کو ٹہوکر کہلاتے اُسکے لئے بہتر ہوگا کہ چکی کا پاٹ اسکے گلے میں باندہ کے سمندر کے گہراؤ میں ڈبا دیا جائے (۲۲ و ۲۳) میں فرشتہ نے اُس کام کا مطلب لکہا ہے جو اُسنے ۲۱ وین آیت میں کیا یعنی یہہ کہ تجہہ میں کسی طرح کی خوشی پائی نہ جائیگی اور ۲۳ وین آیت کا اخیر یسعیاہ ۲۳ باب ۸-آیت سے ملتا ہے ✦

۲۴ آیت

(۲۴) یہہ آیت بہت ہی خوفناک ہے۔ متی ۲۳ باب ۲۶-۳۶ آیت مین تو یہودیونکے حق مین کہا گیا کہ ہابل راستباز کے خون سے وغیرہ اِس زمانہ کے لوگون کے سرون پہ آویگا پر یہان وہ خون بہت بڑہ گیا ہے اور اِس کسبی کے سر پر آیا ۔ اِسی طرح خداوند باپ دادون کے گناہون کی سزا ان کی اولاد کو دیتا ہے اور نہ صرف جسمانی اولاد کو دیتا ہے بلکہ روحانی اولاد کو بہی جو اُسکے پیرو ہین۔ اِسمین یرمیاہ ۵۱ باب ۲۵ اور ۴۹ آیت کی طرف اشارہ ہے۔

باب نوزدہم

(۱ اور ۲) ۱ آیت سے ۴ آیت تک ایک گیت ہے جسکا علاقہ ۱۷ و ۱۸ ابواب سے ہے ۱۸ وین باب مین تو بابل کے گرنے پہ ماتم کیا گیا پر اِس باب مین اُس کے گرنے پر خوشی کیجاتی ہے۔ مکاشفہ کی کتاب مین بہت سی گیتین ہین جنکا مضمون خدا کی عدالتون کے ظہور کے سبب خوشی کرنا ہے مثلاً ۴ باب ۸ آیت سے آخر تک اور ۵ باب ۸ آیت سے آخر تک اور ۱۱ باب ۱۵ آیت سے ۱۸ آیت تک اور ۱۵ باب ۲ آیت سے ۴ آیت تک اور ۱۶ باب ۵ آیت سے ۷ آیت تک اور یہان ۱ آیت سے ۴ آیت اِس آیت کو پہلے ایک بڑی آسمانی جماعت نے گایا جسکا بیان ۷ وین باب مین لکہا ہوا ہے کہ وہ اُن مقدسون کی جماعت ہے جو چہڑائے ہوئے ہین۔ پہر ۴ آیت مین کلیسیا کے وکلاء نے جو چوبیس بزرگ ہین

اس گیت کو گایا اور چاروں جاندار بھی اس گیت میں ہم آواز ہیں اس کا سبب
یہ تھا کہ اس کسبی نے زمین کو بگاڑا تھا جیسا کہ دوسری آیت میں لکھا ہے
اور جب زمین نے اس کسبی سے رہائی پائی تو اسکے وکلا یعنے چار جاندار وغیرہ کو
خواہ مخواہ خوشی ہوئی۔ اب وہ بخوبی کہہ سکتے ہیں کہ نجات ہمارے خداوند کی
ہے کیونکہ اس سے پہلے یہہ ان پر عملاً ظاہر نہیں ہوا تھا کہ کلی نجات ہمارے خداوند
کی ہوگی۔ اور اس ستایش اور تعریف کا سبب ۲۔ آیت میں یوں مذکور ہوا ہے
کہ اسکی عدالتیں سچی اور راست ہیں اب اسکی سچائی اور اسکے صفات ظاہر ہوگئے
اب ہمکو پورا اعتبار اور یقین ہوا کہ ازل سے ابد تک وہی ہے خداوند کی دعا میں
تو ہم یہہ کہتے ہیں کہ چونکہ قدرت اور جلال تیرا ہے اس لئے ہمکو چھڑا پر یہاں وہ
بات الٹ دی گئی ہے کہ چونکہ تو نے ہم کو چھڑایا ہم جان گئے کہ جلال اور قدرت
ہمارے خداوند کی ہے (جس نے اپنی حرامکاری سے زمین کو
بگاڑ دیا) یسعیاہ [illegible] ۱۱۔ آیت میں اور یرمیاہ [illegible] باب ۲۵۔ آیت وغیرہ
میں آیا ہے۔

ہللویاہ۔ اس لفظ [illegible] کی کتاب کے اواخر میں بہت ہوا ایسی طور
پر اس کتاب کی ابتدا میں اور بیچ میں نہیں بلکہ آخر ہی میں یہہ لفظ آتا ہے۔
اور کتاب زبور کے ان دو حصوں میں پایا جاتا ہے جن میں شہر بابل کے برباد ہونے
اور کلیسیا کے خواہ اس سے چھوٹنے کی امید پائی جاتی ہے خواہ اس امید کا
پورا ہونا مذکور ہوا ہے یعنے چوتھے حصہ میں جسمیں چھوٹنے کی امید کا ذکر ہے
جو بابل میں لکھا گیا اور پانچویں حصہ میں جسمیں اس امید کا پورا ہونا مذکور ہے جو
بابل سے رہائی پانے کے بعد لکھا گیا۔ اسکے سوا یہہ لفظ ۱۰۴ زبور کے آخر میں
آیا ہے جس میں خلقت کا بہت مفصل بیان ہوا ہے بلکہ اس تمام زبور سے خدا کا
جلال بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ خدا کا جلال سب چیزوں سے تو ظاہر ہوتا ہے
پر ایک چیز ہے جس سے اسکا جلال گھٹتا ہے یہہ گناہ ہے جب وہ نیست و نابود

ہو جائیگا اور گنہگار زمین پر سے فنا ہو جائینگے تب مین اپنا سب خوشی مان سکینگی اور کلیسیا ایسے پیار سے آواز بلند گا سکیگی کہ ہلیلویاہ

(۳) (انھون نے دوبارہ ہلیلویاہ کہا) تاکہ معلوم ہو کہ اس کسبی کی بربادی ہمیشہ کے لئے ہو چکی (اوس کا دھوان ابد الاباد اوٹھتا رہتا ہے) ان الفاظ سے بلاشک ابدی بربادی کی سند نکلتی ہے - اس مین یسعیاہ - ۳۴ باب ۱۰ آیت کی طرف اشارہ ہے -

۳-۱ آیت
۱۰

(۴) اس آیت مین لکھا ہے کہ اُس بڑی جماعت نے جواب مین کہا آمین - یعنے کہ ہم بھی تمہاری ہلیلویاہ مین شامل ہین اور بدل و جان ہم بھی گیت گاتے ہین ❖

۴-آیت

۵-آیت سے ۱۰-آیت تک یہہ آیات ابد کے ابواب سے خاص تعلق رکھتی ہین جیسا کہ پہلے چار آیات قبل کے دو ابواب سے خاص تعلق رکھتی تھین - انہین سے پہلی تین آیات مین ایک گیت ہے ❖

(۵) (تخت سے یہہ آواز آئی) بادی النظر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آواز مسیح کی ہے کیونکہ اسکا جان یہان ہوا ہے وہ برّہ ہے جو تخت کے بیچ مین بیٹھا ہے - مگر اس خیال کے خلاف یہہ ہے کہ یہان لکھا ہے (ہمارے خدا کی تعریف کرو) مسیح نے اور کہین کبھی ہم کو اپنے ساتھہ شریک کرکے ہمارا خدا نہین کہا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آواز مسیح کی نہین ہے چنانچہ اگر مسیح ایسا محاورہ اختیار کر سکتا تو سب سے عمدہ موقعہ اس کے اختیار کرنے کا یوحنا ۲۰ - باب ۱۷ آیت ہوتا مگر وہان مسیح نے جان بوجھ کے کہا (میرا خدا اور تمہارا خدا) (اوسکے کل ڈرنیوالے خواہ چھوٹے خواہ بڑے) جیسا کہ ۱۱ باب کی ۱۸ - آیت مین آیا ہے ❖

۵-آیت

(۶) اس بڑی جماعت کی ایسی آواز ہے جیسے بہت سے پانیون اور گرج کی ہوتی ہے - اس گیت کی خوشی مین دو باتین ہین اول یہہ کہ اس کا علاقہ قبل کے

۶-آیت

یان سے ہے کہ وہ بادشاہ ہوا اور اپنی بادشاہت پورے طور سے اپنے ہاتھ میں
لے لی اور دشمن فنا ہو گئے - دوم اسکا علاقہ بعد کے بیان سے بھی ہے یعنے چونکہ
دشمن اب فنا ہو گئے اسلئے اب کلیسیا اپنے حقیقی جلال و جمال کے ساتھ ظاہر ہو سکتی
ہے کیونکہ اب کل دکھ ٹوک رفع دفع ہو گئی ✦

۷۔ آیت (ہم خوشی کریں اور اچھلیں) یہہ متی ۵ باب ۲۰ - آیت سے ملتا
ہے کہ خوش و خرم ہو اور خوشی کے مارے اچھلو - ان دونوں مقاموں کی
تطبیق یوں ہوتی ہے کہ وہاں مسیح نے کہا کہ اگرچہ تم ستائے جاتے ہو تو بھی اب تم
خوش و خرم ہو کیونکہ تمہارا اجر آسمان پہ ہے اور اُسی آسمانی اجر کے ملنے کا بیان
اس ۷ وین آیت میں ہے کہ وہ وقت آ پہونچا اور اجر مل گیا - ان دونوں مقاموں
یعنے اس وعدہ اور اُس کی تصدیق کو پطرس نے اپنے پہلے خط کے ۴ باب ۱۳
آیت میں ملا دیا اور یہہ کہتا ہے کہ اب تم خوشی کرو گو کہ مصیبت میں ہو کیونکہ جب
مسیح ظاہر ہوگا تو تمہاری خوشی کامل ہوگی - اس آیت میں اسلئے خوشی کی جاتی ہے
کہ برّہ کی شادی کا وقت آ پہنچا ہے اس آیت سے یہہ بات صاف اور صریح ہے کہ ابتک
مسیح اور اُس کے کلیسیا کی شادی نہیں ہوئی - صرف منگنی ہوئی ہے پر شادی آیندہ
کو ہوگا - ہم کو اُس منگنی کی حالت کے علاقہ کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے اگرچہ یہہ حال اُس
دن کی نسبت منگنی یا امیدواری کا حال معلوم ہوتا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہوا ہے
تو بھی اس زمانہ میں منگنی کے حال سے بڑھ کر اور کوئی حال نہیں ہے - الغرض مسیح اب
بھی اپنے وعدہ کے موافق پوشیدہ طور پر اپنی کلیسیا کے ساتھ رہتا ہے لیکن جب
وہ ظاہرا اپنی کلیسیا میں آویگا تب وہ شادی فی الحقیقت ہوگی انجیل کے اور مقامات
سے یہہ صاف ظاہر ہے دیکھو متی ۹ باب ۱۵ آیت اور متی ۵ باب ۲۵ سے ۲۷
آیت تک اس ۷ وین آیت میں اُسی دن کا ذکر ہے جو یہاں مذکور ہوا ہے ۲ کرنتھی
۱۱ باب ۲ آیت میں بھی پولوس رسول اس شادی کو آئندہ کی بات کہتا ہے - پس
کلیسیا یہاں دولہن کیوں کہلاتی ہے ؟ - اسکا جواب یہہ ہے کہ اصل زبان میں

جو لفظ دولہن سے دیا گیا ہے اس سے مراد عورت ہے جو نئی تھی یہہ لفظ
اُس عورت سے [illegible] جسکی صرف منگنی ہوئی ہو تو جیسا کہ فرشتہ
نے یوسف کو کہا تھا اپنی عورت [illegible] اپنے پاس [illegible] اگرچہ مریم ہنوز منکوحہ نہ تھی -
(متی [illegible]) تیمتھیس [illegible] اس پر خداوند نے بہت زور دیا　　دس
کنواریوں کی تمثیل سے بھی یہی مطلب نکلتا ہے - اور جیسا کہ لکھا ہے کہ جنہوں نے
اپنے تئیں تیار کیا تھا وہ [illegible] باقی باہر رہ گئیں ایسا ہی یہاں بھی لکھا ہے کہ دولہن
نے اپنے کو تیار کیا [illegible] وہ [illegible] داخل ہو سکتی ہے

(۸) (اُسکو دیا گیا) یعنے یوحنا رسول کے سامنے کسی فرشتہ نے اُسکو دیا تھا
۷ آیت میں تو ایک [illegible] کی تیاری کا ذکر ہوا کہ [illegible] اپنے تئیں خود تیار
کیا [illegible] اس آیت میں دوسری طرف کی تیاری کا بیان ہوا ہے
یعنے یہہ کہ خدا کے فضل سے اُسکو یہہ دیا گیا کہ صاف کپڑے پہنے - الغرض
یہاں اور نجات کے کام کا ذکر ہے جو آدمی کے ذمہ ہے اور [illegible] کام کا بھی جو
خدا کی طرف سے ہوتا ہے مسیح نے جب شادی کی تمثیل دی تو اس میں بھی کہا یہہ
بڑے مفت ہیں لیکن مہمانوں کو اختیار تھا کہ اُن کو پہنیں یا نہ پہنیں - دیکھو تماموں
سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] لئے [illegible] کو صرف کپڑا ہی نہیں دیتے
تھے بلکہ سفید کپڑا [illegible] پہنے - [illegible] یہہ کتانی کپڑا صاف اور چمکدار ہوتا تھا
جیسا کہ ۵ باب کی ۱۴ آیت میں مذکور ہوا کہ [illegible] صاف اور چمکیلا تھا کہ وہ ضرورتاً
بے داغ تھا بلکہ دھویا ہوا بھی تھا [illegible] دولہن کی جو پوشاک یہاں مذکور
ہے وہ اُس پوشاک کی ضد ہے جو کہ ۱۷ باب کی ۴ آیت میں وہ کسبی پہنے ہوئے
نظر آئی اور ان دونوں میں ایسی کامل ضد ہے کہ اسمیں سونے روپے کا ذکر
تک بھی نہیں ہوا بلکہ صرف سفید اور صاف ہی بیان ہوا ہے (کتانی لباس
مقدسوں کی راستبازیاں ہیں) - اگر اس قسم کی تشبیہ نہ ہوتی
تو ضرور اس لباس سے راستبازی کے کام مراد لئے جاتے لیکن چونکہ

برابر آدمی اپنے کل بدن پر ایک کپڑا پہنتا ہے نہ الگ الگ عضو پر الگ الگ
کپڑے تو اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مطلب ہر ایک مقدس کی کل راستبازی
ہے یا یہی معنے مقدسین بھی جمع مین آیا ہے اور راستبازیان بھی جمع مین آیا ہے
یعنے ایک ایک مقدس کی ایک ایک راستبازی لیئے اُنکا پاک مزاج اُن کا لباس ہے
جو کہ نیک کامون کا چشمہ ہے ٭

۹۔آیت (۹) (اُس نے مجھ سے کہا) یہہ نہین لکھا ہے کہ کس نے کہا لیکن ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہی فرشتہ ہے جسکا ذکر ۱۷ باب کی ۱۔آیت مین ہو چکا ہے کیونکہ
وہی ہمیشہ رسول کے ساتھ ساتھ رہا۔ اور چونکہ جو بات وہ کہنے کو تہا وہ نہایت سنجیدہ
بات تہی اسلئے اُسے اُسکے کہنے کا حکم ملا جیساکہ ۱۴ باب کی ۱۳ آیت مین بہی مذکور
ہوا۔ وہان لکھا ہے کہ لکھ مبارک وہ مردے جو خداوند مین ہوکے مرتے ہین
اور اُس مین فی الحال کی مبارک حالی کا بیان ہے لیکن اس مقام پر آئیندہ مبارک
حالی کا مذکور ہوا ہے۔ لوقا ۱۴ باب کی ۱۵ وغیرہ آیات مین ہے یہہ پایا جاتا
ہے کہ مسیح نے ایک عام ضیافت کا مذکور کرکے (دیکھو آیت ۱۵) اِسکو تمثیل
مین بتایا کہ (دیکھو ۔ آیت ۔) لیکن اس طرح سے وہ ضیافت ہوتی ہے اُسی طرح
یہان بہی ایک ضیافت کا ذکر ہے کہ مبارک وہ جو بلائے گئے تو بہی ان دونون
ضیافتون مین نہایت فرق ہے کیونکہ پہلی ضیافت تو ۔ ۔ اور لوگون نے اُس سے
انکار بہی کیا مگر یہہ ضیافت آخری ضیافت ہے اور اُس ۔ ۔ انکار نہین ہوسکتا ہے
اس ضیافت مین مہمان اور دولہن ایک ہی ہین یعنے مہمانون کا مجموعہ ایک دولہن
ہے۔ پر چونکہ یہہ خوشی کا حال اُس حال کے بالکل ضد مین تہا جو کہ اُسوقت یوحنا
رسول کا تجربہ تہا اسلئے فرشتہ اُسکو یقین دلانے کے لئے تاکیداً کہتا
ہے کہ یہہ باتین افسانہ نہین بلکہ سچ ہین اور خدا کی سچی باتین ہین جو ہرگز جہوٹہ
نہین ہوسکتی ہین۔ ایسا عجب انگیز ماجرا دیکہکے یوحنا اپنے تئین روک نہ سکا وہ
شکرگذاری سے ایسا بہر گیا کہ اُسکے بتانے والے کو گرکے سجدہ کیا۔ تو بہی قدرے

مشکل تو ہے کیونکہ یوحنا تو یہودی تھا اور [illegible] ہی سے خدا کے سوا اور کسی کو
سجدہ کرنے سے نفرت رکھتا تھا اسلئے بعض [illegible] ایسی حرکت کا ہونا عجیب معلوم ہوتا
ہے۔ البتہ بعض نے تو یوحنا کے اس کام کو برا نہ سمجھا اور ان میں نہ صرف رومی
کلیسیا کے مفسرین ہیں بلکہ دوسرے بھی تھے ہیں جنہوں نے اس بات پہ بہروسہ کیا
کہ رسول کا ایسا کرنا صرف تعظیم کے لئے تھا ایسی تعظیم تھا دم پیشے مخدوم کی کر سکتے
ہیں اور جب کوئی ایسے شخص کی ایسی تعظیم کرتا ہے جو اس کو منظور نہیں کرتا
تو دونوں اطراف کی فروتنی بہت سبب سے ہوتا ہے۔ لیکن یہہ ایسا اسلئے قبولیت
کے قابل نہیں ہے کہ فرشتہ نے جب کہا کہ خدا کو سجدہ کر تو اسنے خدا پر بڑا زور دیا
جسکا مطلب یہہ تھا کہ تو صرف خدا ہی کو سجدہ کر کیونکہ صرف اُسی کو سجدہ کرنا واجب ہے
(کیونکہ یسوع کی گواہی نبوت کی [illegible] ہے) جسکا مطلب یہہ ہے کہ ہم دونوں بہائی
ہیں اسلئے کہ دونوں ایک ہی روح سے اور ایک حق ہی [illegible] یسوع کی گواہی نبوت کی روح ہے۔ اور نبوت کی
روح یسوع کی گواہی ہی ہے یہاں پر ایس جو یسوع کی گواہی ہے وہ نبوت کی روح ہے الغرض فرشتہ تو یسوع پر گواہ ہوتا ہے کہ
بہائیوں کے پاس گواہی تو ہے پر وہ نبوت [illegible] کرتے ہیں پر اگر چہ وہ نبوت
نہیں کرتے ہیں تو بھی اُن میں وہی روح بستی ہے جو نبوت کی روح ہے ۱۱۔ آیت
سے اس باب کے آخر تک دنیا کی آخرت کے شروع اور مسیح کے زمین پر اتر آنے
کا بیان مذکور ہے۔ اِسکے پیشتر مسیح تشبیہات اور نشانات کے ذریعہ سے ظاہر ہوا جاتا
اُس کے آنے کے نشان ہیں لیکن اب اصالتاً ظاہر ہوتا ہے۔ اس حصہ کا
مضمون اسکے مفصل بیان ہے جو ۱ باب کی ۱۳۔ اور ۱۴۔ آیتوں میں مختصر طور پر
لکھا گیا۔ اِن دونوں کا خاص تعلق انتی خرست (مخالف مسیح) کے ساتھ ہے جسکی
پیشین گوئی ہوئی +

(۱۱) (میں نے سفید گھوڑا دیکھا اور اُسکا سوار بھی) اس میں ۱۱۔ آیت
۶ باب کی ۲۔ آیت کیطرف اشارہ ہے۔ تبسے اب تک وہ سوار برابر فتح کرتا
چلا آیا اب وہ وقت آگیا کہ وہ کامل ہمیشہ کے لئے فتح مند ہو جاسے اور اُس کی

بادشاہ کا تاج اپنے سر پر کہا تا کہ ظاہر ہو کہ اُن کی بادشاہت سب اُنہیں کو گئی
ہے ۔ اور مقابیون کے پہلے کتاب کے ۱۱ باب اور ۱۳ آیت میں لکھا ہے کہ
بطلیموس جو کہ مصر کا بادشاہ تھا انطاکیہ کو جیت لیا تو دو تاج اپنے سر پر رکھے
ایک مصر کی بادشاہت کا تاج دوم شام کی بادشاہت کا تاج تاکہ ظاہر ہو کہ پہلے مصر کا وہ
بادشاہ تھا پر اب وہ شام کا بھی بادشاہ ہو گیا ہے یونانی کتاب کے لیے وہی
لفظ ہے جو ۱۲ وین باب ۳ آیت میں ہے ۔ اور اس جگہ یہاں خاص اشارہ ہے
چونکہ اب مسیح اُس اژدہا کے ساتوین سر کو مع دسون سینگوں کے جیتنے والا ہے ۔ اس لئے
دس پگڑیاں یعنے دس بادشاہتوں کے نشان اُسکے سر پر دکھائی دئے ۔
گویا اُن کو جیت چکا ہے (اُسکا ایک نام لکھا ہوا ہے جسکو) مسیح کے تین نام
اس حصہ میں مندرج ہیں اول تو اسی آیت میں ہے یعنے (ایک نام جسکو اُسکے سوا
کوئی نہیں جانتا) دوم ۱۳ آیت میں (خدا کا کلام) سوم ۱۶ وین آیت میں
(بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند) یہ تو عیان ہے
کہ وہ نام جو بارہوین آیت میں مذکور ہوا وہ ان دونوں میں سے یا اُن میں سے جنکو
ہم جانتے ہیں نہیں ہوگا ۔ کیونکہ لکھا ہے کہ کوئی نہیں جانتا ۔ اس نام کی بابت دو رائیں
ہیں اول یہ کہ اُس نام کو ابتک تو کوئی نہیں جانتا ہے پر اُس وقت کے بعد جسکا ذکر ۲۰
باب کی ۱۲ آیت میں ہوا کہا کہ وہ نام جو اب تک کوئی نہیں جانتا معلوم ہو جائیگا
اور مطلب ہے کہ وہ اپنے تئیں اُن پر ایسا ظاہر کرے گا جیسا اب نہیں ہے دوم یہ کہ
یہ مسیح کی ماہیت کا ایسا بھید ہے جو کلیسیا کبھی نہیں سمجھ سکیگی جیسا کہ مسیح نے متی ۱۱ باب
کی ۲۷ آیت میں کہا کہ کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ یعنے اسکا کل راز کوئی سوا
باپ کے نہیں سمجھ سکتا ہے ۔ اگر ہم مان لیوین کہ وہ خاص فرشتہ جو عہد عتیق میں بار
بار ظاہر ہوا ہے مسیح ہے تو قاضی ۱۳ باب ۱۸ آیت جہاں لکھا
ہے سیر (اُسکا نام عجیب ہے) جس کو کوئی نہیں جان سکتا ہے
اس مقام سے مناسبت ملیگا ۔

و دامن میں ... پیہ ہوئے لباس مین ملبس ہوا - یسعیاہ ۶۳ باب ۲ و

...نام بھی ہے یعنی خدا کا کلام ان سب باتون مین سے یہہ نام اُس
کا خاص ہے جو لکہا ہے ... اور ناموں سے اوپر لکہے ہوئے تہے وہ تو گویا ... کے
... پر ہیبت جلالی اور خدا کی تعریف کا نام - (وہ خدا کا کلام ہے)
یونانی زبان میں کہلایا ہوا ہے (خدا کا کلام) جس سے یہہ خیال بآسانی نکلتا ہے
کہ یہہ اوس کا نام ازل سے ہے نیا نام نہین ہے اور اس نام سے اُس کے
کام کی کامیابی تجلی ظاہر ہوتی ہے گویا یہہ نام اوسکے کام کے کامیابی کی پیشین
گوئی ہے کیونکہ یہہ وہی ہے جس کے وسیلہ خدا ابتدا مین بولا اور سب کچھ ہو گیا
اور جبکہ اُس کے وسیلہ ... ایسی کامیابی ہو گئی جو سب پر عیان ہے تو جب
وہ خود یہ کام کرنے کے لئے ... تو کیسی بڑی کامیابی نہین ہوگی ؟ اس کتاب مین
مسیح کے اس نام کے مذکور ہونے سے یہہ بات ظاہر ہے کہ اس کا مصنف یوحنا
رسول ہی ہے کیونکہ مسیح کا یہہ نام کل عہد جدید مین سوا لئے تصنیفات یوحنا کے
اور کہین نہین پایا جاتا ہے - اگر معترض یہہ کہے کہ اُسکی مصنف نے جعلسازی سے
یہہ نام لکھا ہے تاکہ لوگ اُسکو یوحنا رسول کہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہان اس
نام کا استعمال بالکل وہی نہین ہے - جو یوحنا رسول کی دو کتابون مین
پایا جاتا ہے - یعنے وہان تو مسیح کی ذات کی اصلیت کے ذکر کیلئے اس نام کا استعمال
ہوا مگر یہان یہہ نام مسیح کے آخری ظہور سے تعلق رکھتا ہے پس اگر کوئی جعلسازی کرتا تو
ضرور اس نام کو اُسی مطلب کے لئے استعمال مین لاتا جسکو رسول کام مین لایا ٭

(۱۴) (وہ فوجین جو آسمان پر ہین) ان فوجون سے فرشتون کا
ترجمہ بالکل مستثنٰی نہین کر سکتے ہین کیونکہ عہد عتیق مین فرشتگان ہی آسمان کی افواج
کہلاتے ہین اور بہت مقامون سے ظاہر ہے کہ مسیح کے ساتھ فرشتگان عدالت کرنیکے
لئے آوین گے - مگر ضرور ہے کہ ہم مقدسون کو ان افواج مین شامل کرین جنکا
ذکر ۱۷ باب کی ۱۴ آیت مین ہے (صفید گھوڑون پر) اس لئے کہ یہہ

اُسکے ساتھ لڑائی کرنے اور فتح پانے اور عدالت اور بادشاہت کرنے مین شریک ہونے والے ہین - اب مذکورہ آفتون کے ظہور کی طرح کوئی سُرخ یا کالے رنگ کا گھوڑا مسیح کے پیچھے نہین نکلتا ہے بلکہ صرف سفید جو صلح و سلامتی کا نشان ہے جو پوشاک ان سوارون کی یہان مذکور ہوئی سو وہی ہے جو ۸ وین آیت مین ہے جہان برہ کے دولہن کا ذکر ہے - اور چونکہ انہین مقدسون کا مجموعہ برہ کی دولہن ہے اسلئے اِن کی پوشاک بھی وہی ہے ❖

۱۵ آیت (۱۵) (اُسکی مونھہ سے تیز تلوار نکلتی ہی) ۱ باب کی ۱۶ آیت مین مسیح کی بابت یہہ کہا گیا (لوہے کے عصا سے اُنکی چوپانی کریگا) یہہ بھی ۱۲ باب ۵ آیت مین مسیح کی بابت کہا گیا - اِس آیت کے اخیر جملہ کا وہی مضمون ہے جو ۱۴ باب ۱۰ آیت سے ۲۰ تک ہے خصوصاً ۱۹ وین اور ۲۰ آیات مین اور لفظ خوف زور ہے جسکا مطلب ہے وہی خود دیکھو یسعیاہ $\frac{63}{3}$ قہر و غضب کا لفظی ترجمہ ہے (قہر کا جوش)

(۱۶) (اُسکی پوشاک پر اور اُسکی ران پر) یعنے پوشاک کے اُس حصہ پر جو ران پر تھا ران کا ذکر اسواسطے ہوا کہ ران پر تلوار حمائل کیجاتی ہے - مگر اُسکے تلوار تو اُسکے مونھہ سے نکلتی تھی دیکھو ۱۵ آیت مگر یہہ نام اوسکے تلوار کی جگہہ پر لکھا ہوا تھا تاکہ ہر ایک اوس سے واقف رہے اور ۴۵ زبور ۳ آیت مین مذکور ہے کہ اُس پہلوان کی تلوار حشمت و بزرگواری ہے یعنے یہی اُس کی تلوار ہین ویسا ہی یہان (یہہ نام) تلوار کا کام دیتا ہے - ۱۷ باب ۱۴ آیت مین یہی نام مذکور ہے برہ کے فیروزمندی کا یقینی بیان ہے ان دو نون مقامون مین اشارہ ہے المونطی ۶ باب ۱۵ آیت کی طرف جہان خدا باپ کا یہی نام ہے جیساکہ ۱۶ وین آیت سے ظاہر ہے - پس جو باتین دوسرے رسول پولس خدا باپ پر صادق لایا وہی باتین یہان یوحنا رسول مسیح پر صادق لاتا ہے جس سے اِن دونون کا ہم درجہ ہونا ظاہر ہے ❖

... آیت میں کل پرند بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ لاشوں کو کھائیں اس
... فتح کا پورا یقین نکلتا ہے گویا کہ ہو چکے بہت سی لڑائیوں میں ایسا ہی
ہوا وقوع میں آیا چنانچہ شاہ فارس جب سکندر کے ساتھ لڑنے کو نکلا تو اپنے ساتھ
بہت زنجیر لایا جو اس لئے بنائے گئے کہ سکندر کو اور اوسکے مصاحبوں کو اس سے
باندھیں گے۔ مگر جب شاہ فارس نے شکست کھائی تو سکندر نے وہی زنجیر فارسیوں کے گلے میں
ڈالے اسکا اصل مقام حزقیل ۳۹ باب ۱۷ آیت سے ۲۰ آیت تک ہے وہاں بھی یہی فرمایا
پیغمبر سے دیا گیا۔ اس فرشتہ کا سورج میں کھڑا ہونا یہ مطلب ہے کہ جہان کے سب پرند اُس کی
آواز سن سکیں یہ ضیافت اس ضیافت کا جواب ہے جو ۹ ویں آیت میں مذکور ہے ہر ایک
کے لئے مقرر ہے کہ ان دونوں میں سے ایک نہ ایک میں شریک ہو +

۱۹ آیت (۱۹) اسمیں درندہ اور بادشاہان اور افواج دکھائی دیتی ہیں جو اس لئے جمع ہوئیں کہ
سوار سے لڑائی کریں جیسا کہ ۱۶ باب ۱۳ و ۱۴ آیات میں مذکور ہے۔ اسی لڑائی کا بیان
بیان تفصیل سے کیا گیا۔ اب یہ بات پوری ہوئی جسکی پیشگوئی ۱۶ باب ۱۴ آیت میں کی گئی۔ البتہ ۱۶ باب سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی کچھ تو اُس وقت پوری ہوئی جب مسیح مر گیا اور پھر جی اوٹھا اگرچہ ٹھیک ٹھیک ہنوز
نہیں پوری ہوئی تھی درندہ کی فوجیں تو ایک طرف ہیں مگر مسیح کی آپ ہی فوج ہے
جیسا سپہ سالار وہ خود ہے اب ان دو فوجوں کا مقابلہ ہوا اگرچہ نہیں لکھا ہے
کہ ان میں لڑائی ہوئی تھی۔

۲۰ آیت (۲۰) آیت میں لکھا ہے کہ درندہ پکڑا گیا چنانچہ ایسا ہی ماجرا کئی دفعہ پرانے
عہد نامہ میں وقوع میں آیا دیکھو خروج ۱۴ باب مصریوں کا قلزم میں ڈوب جانا اور
۲ تواریخ ۲۰ باب جب تین قومیں یہوسفط پر چڑھ آئیں اور یسعیاہ ۱۲ باب ۱۴ آیت میں یوں
ہوا کہ وہ تو اپنی زور عظیم کے لئے خدا کے ساتھ لڑنے کو اکٹھے ہوں گے مگر برعکس اسکے
یہ جو معلق کا زور عظیم ہے۔ انکا فتحمند ہونا تو بطرف لڑنے کا موقع بھی اون کو نہ ملا
اور درندہ پکڑا گیا۔ یہ درندہ آٹھواں سر ہے جو دس سینگوں کے مجموعہ سے بن گیا
دیکھو ۱۷ باب ۱۱ آیت اور یہ درندہ پہلا درندہ ہے جو دجال ہے۔ پس یہ درندہ

پکڑا گیا اور لکھا ہے کہ اوس کے ساتھی بھی پکڑے گئے - مگر اوس کے
بعد ہی تفسیر کے طور پر لکھا ہے جھوٹھا نبی یعنے پہلے ہمراہیون کا ذکر جمع مین
کیا گیا اور بعد از ان واحد لکھا - مگر ہم سمجھ سکتے ہین کہ ۲۱ وین آیت مین جن
لوگون کا ذکر ہے وہ بھی درندہ کے ہمراہ ہین مگر ۲۰ وین آیت مین یوحنا نے جھوٹھے
نبی کا اتنا ذکر کیا کہ اس آیت مین پھر نیا جملہ شروع کرنا پڑا (جھوٹھا نبی) یہہ وہی
ہے جسکا ذکر ۱۳ وین باب مین ہوا - کیونکہ ان دونون کے اوصاف ایک ہی ہین
یہہ نبی پہلے درندہ کا یار تھا. اور ہمدم ہے - حتی کہ پہلا درندہ اس بغیر
کچھ کر نہین سکتا ہے - کیونکہ. روحانی زور کے بغیر مادہ مین کچھ طاقت
نہین ہے اور ۱۳ وین باب مین اس جھوٹھے نبی کا ایسا بیان مندرج
ہے جو چھٹوین مہر کے ظہور کے وقت وقوع مین آیا تھا - لیکن یہان
سے معلوم ہوگیا کہ وہ نبی آخر تک درندہ کے سب ساتھیون اور سردارون
کے ساتھ ہوتا رہا اور اپنا کام کرتا آیا (آگ کی جھیل) پہلے اسی جگہہ اسکا
ذکر ہے - اس باب کے شروع مین تو صدوم وعمورہ کی طرف اشارہ ہو اگر
یہان ممکن سمندر کیطرف اشارہ ہے جس کے کنارہ پر یہہ شہر آباد ہے اس کا
مطلب ہے کہ درندہ اور جھوٹھا نبی آگ کی جھیل مین ڈالے گئے - کیونکہ اس کے
پیشتر ہم نے ان دونون کو دو قدرتین تصور کیا - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
دونون قدرتین آخر کار دو آدمیون مین مجسم ہوکر ظاہر ہوگئے.

(۲۱) (باقی) یہہ وہ لوگ ہین جو درندہ کی طرفداری کر کے مسیح کے
مخالفت کرتے رہے ان کی بابت یہی کہا کہ ایک لخت مارے گئے اور نہین
لکھا کہ جھیل مین ڈالے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کے صرف
جسمانی موت ہوئی ●



باب بستم

کلیسا کے جو تین خاص دشمن ہیں اُن میں سے دوسرے اور تیسرے کی ہلاکت کا مذکور اوپر کی آیات میں [illegible] - اِس باب کی ابتدائی آیات میں اصل دشمن یعنے شیطان کی ہلاکت [illegible]

۱-آیت (۱) [illegible] کو ہی فرشتہ ہے یا مسیح ہو- اِس دوسری رائے کی [illegible] ہے- پہلے باب میں مسیح نے کہا کہ موت اور عالم ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں تو جب کنجیاں اسکے پاس ہیں تو اتھاہ کنوئیں کی کنجی [illegible] ہو سکتی ہے- اور ۹ باب کے شروع میں ایک ستارہ کی بابت لکھا ہے کہ اتھاہ کنوئیں کی کنجی اُسکو دی گئی مگر یہاں لکھا ہے کہ وہ اُسکے پاس تھی- اور اگر ۹ وین باب میں شیطان کا آسمان پر سے زمین پر گرانیوالا مسیح ہے تو معقول معلوم ہوتا ہے [illegible] اپنے کام کو انجام دیکر اسکا باندھنے والا بھی ہوگا- اور متی ۱۲ باب ۲۹ آیت میں مسیح نے اپنے تئین زورآور کا باندھنے والا کہا ہے +

(بھاری زنجیر) اسکا مطلب ہے خدا کا مقصد جو ٹل نہیں سکتا ہے- یہاں شیطان کے جو تین نام لکھے ہوئے ہیں وہ ۱۲ وین باب میں مذکور ہوئے- اِس سے یہ دلیل کچھ زور پکڑتی ہے کہ وہاں کا گرانے والا اور یہاں کا باندھنے والا ایک ہی ہے و

(اسما [illegible] کتاب [illegible] اور [illegible] کی حساب ہے [illegible]

یعنی شیطان اور شریر [illegible] کے لئے ابدی عذاب [illegible]

ہے [illegible] اس جہان میں شیاطین کا [illegible] ہے [illegible]

[illegible] آیت میں اشارہ ہے ۔

[illegible] کی بابت تین رائے ہیں ۔ اول یہ [illegible]

کی [illegible] میں سب [illegible] ہزار برس کا وقت [illegible] ہے جسکا مطلب یہ

ہے [illegible] زمانہ میں شیطان کا [illegible] چلا [illegible] دوسری رائے یہ

[illegible] غالب ہونے [illegible] وقت [illegible] آئیگی

[illegible] ہے وہ اس ہزار برس [illegible] وقت ہے خواہ وہ [illegible]

[illegible] ۔ پہلی رائے والے [illegible] کہ [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] شروع ہوتا ہے [illegible] باب کے آخر میں دنیا [illegible]

[illegible] باب سے [illegible] وہی بیان [illegible] ہوتا ہے ۔ لیکن دوسری [illegible]

والوں کو [illegible] ۔ ۱۹ ویں باب کے آخر میں دنیا کی آخرت کا بیان

[illegible] ہو جانے [illegible] تیسری

[illegible] ہزار برس کا [illegible] خواہ [illegible]

[illegible] خواہ ایک مدت [illegible] ہو [illegible] کے [illegible]

[illegible] وقت [illegible]

[illegible] معقول [illegible]

[illegible] پہلی رائے [illegible]

[illegible] معقول [illegible]

[illegible] میں اسی طرح [illegible] کے [illegible] بیان [illegible] سکتے [illegible]

میں [illegible] ۱۹ ویں اور ۲۰ ویں بابوں میں ایسا مضبوط تعلق [illegible]

کہ کسی طرح سے اساب کو [illegible] سکتے [illegible] ۔ [illegible]

... سب لوگ تیسری رائے کو مانتے تھے لیکن وہ اُسکو ایک طور پر سمجھتے تھے -
کہ کلیسیا مسیح کے ساتھ ہزار برس تک اس دنیا مین بادشاہت کریگی اور سب طرحکی
جسمانی خوشی اور آرام کے ساتھ رہیگی - معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے دوسرے
زمانہ مین کلیسیا نے اُس رائے کو رد کیا چنانچہ دوسرے زمانہ کے مشہور معلم اگستین
اور خرسستم اور جیروم نے پہلی رائے کو قبول کیا - تیسری رائے کے ماننے
والے کلیسیا مین (کہیلی آستا) کہلاتے تھے اور ان دنون (میلانری) یعنے
(ہزاری) ... انگلستان کے ۴۲ عقیدون کے عقاید ناموں مین اس
رائے کے ماننے والے بیزار ہوکے گئے لیکن ان دنون مین خصوصاً لندن اور امریکہ
مین بہت پیدا ہوئے ہین -

۴ آیت

(۴) (مین نے تختون کو دیکھا کہ لوگ) اُن پر بیٹھے ہین اور عدالت انھیں دی گئی - یہہ بہت مشکل ہے کہ آیا یہہ وہی لوگ ہین جنکا ذکر باب ... آیت مین ہوا کہ وہ زندہ ہوئے اور ہزار برس تک مسیح کے ساتھ بادشاہت کی یا کہ ... سے الگ ہین - اگر ہم اونکو الگ سمجھین تو انکی عدالت کرنیکا یہہ نتیجہ ہوا کہ یہہ لوگ ... زندہ ہوتے اور انہون نے مسیح کے ساتھ ہزار برس تک بادشاہی کی پر اگر دوسری رائے کو قبول کرین تو اُس سے اور متی ۲۹ باب ... آیت اور لوقا ۲۲ باب ۳۰ آیت سے مطابقت ہو جاتی ہے پس اس رائے ... اتفاق ہم یہہ سمجھتے ہین کہ یہہ تخت نشین ... رسول ہین اور انہون نے خدا کی مرضی سے یہہ ... کہ مومنین زندہ ہون اور بادشاہت کرین - اگر ہم پہلی رائے کو مانین تو اوسکی تشریح انجیل متی ۶ باب ۲ اور ۳ آیات اور لوقا کی انجیل ۲۲ باب ... آیت کے بیان سے ہوتی ہے جہان لکھا ہے کہ مقدسون کو عدالت دی گئی تو بھی یہہ ... مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ ... مین دنیا دار بے ایمان لوگ جو عدہ مذکور نہین ہوتے ہین کہ اونکی عدالت کیجائے البتہ ممکن تو ہے کہ عدالت ہوئی مگر ... لکھا نہین ہے کہ وہ کیونکر حاضر ہوئے اور انکی عدالت کی گئی +

... ہے جیسا کہ رسول نے کہا کہ اگر ہم اُسکے ساتھ مر گئے دُکھ اٹھاوین

... ہے بادشاہی بھی کرینگے ۔

(۵) (پہلی قیامت) پہلی بار ... والون کو مجبور ہو کے یہہ کہنا لازم آتا ہے
کہ یہہ پہلی قیامت روحانی ہے اور دوسری قیامت جسمانی ہے لیکن یہہ بہت مشکل
ہے اس لئے کہ اگرچہ روحانی قیامت کہین کہین قیامت کہلاتی ہے تو بھی وہ کہین
پہلی قیامت نہین کہلاتی ہے اور اس کتاب مین اون پہلے معنون مین
ہہین مذکور نہین ہوئی ۔

۶۔ آیت (۶) (مبارک اور پاک وہ) یعنے اُس وقت اس شرکت سے بہت بڑا دکھ
... ایک اور ... ہین ۔

(ایسون پر دوسری موت اختیار نہین پاتی) جیسے ۲ باب ۱۱ آیت مین
مذکور ہوا ۔ البتہ پہلی موت نے تو ان پر اختیار پایا پر وہ اُس موت سے جی اُٹھے ہین دوسری
موت کو اب اُنکے ساتھ کچھ علاقہ نہین ہے ۔

کہانت اور بادشاہت کا ذکر مکاشفہ کی کتاب مین اکثر آیا ہے ۔ ان کے دو درجے
ہین اوّل یہہ کہ اب بھی ہم کاہن اور بادشاہ ہین دوئم یہہ کہ موت کے بعد بھی
ہونگے ۔

۷۔ آیت (۷) قابل لحاظ ہے کہ قید خانہ سے چھوٹا ہوا شیطان اژدہا نہین کہلاتا ہے مگر صرف
شیطان ۔ اسکا سبب یہہ ہے کہ وہ اژدہا اسلئے کہلایا کہ وہ درندہ کا بانی تھا
مگر اب تو درندہ ہلاک ہوا پس اس لئے اژدہا کی خصوصیت اس مین سے
جاتی رہی ۔

۸۔ آیت (۸) اب شیطان حشر کے پھر اپنے پہلے کام کیطرف متوجہ ہوتا ہے یعنے
لوگون کو ورغلاتا اور بہکاتا ہے کیونکہ وہ اپنی آزادی کی حالت مین مسیح کی مخالفت کا
کبھی نہین چھوڑ سکتا ہے اب وہ یہہ جیسا ۱۶ باب ۱۴ آیت مین مذکور ہوا لوگون کو
مسیح کے ساتھ لڑنے کے لئے اکٹھا کرتا ہے ۔ باوجودیکہ پہلی دفعہ وہ کیا لعنت ہار گئے

ستے مگر تو وہ ابھار لیے [illegible] ہو [illegible] یہ ہو کہ [illegible]
اس فاسد خیال [illegible] آنے [illegible] ایک [illegible]
مین سب کے سبب توبہ [illegible] نہین ہو جاوینگے [illegible] کے بعد [illegible]
اُن کی تابعداری [illegible] سے [illegible]
بعد وے جمع ہوے [illegible] شیطان [illegible] کرنے [illegible]
ہونے کی یہ دلیل ہے [illegible] شیطان [illegible] تھا [illegible] نہین
[illegible] سکتا تھا تو بھی [illegible] رہی [illegible] شیطان
کی [illegible]

(دو زہ مین [illegible] عاروں [illegible]
زمین [illegible] لیے منتشر ہے [illegible]
سب [illegible]

([illegible] [illegible] شرح [illegible]
[illegible] سے [illegible] کی [illegible]
کوئی [illegible] قدرت [illegible] سے [illegible] کے آنے
سے پوری ہوئی جب [illegible] کوشش کر [illegible] سکتا ہے
[illegible] پر تو کوئی مصیبت یا دشمن نہیں پڑے گا [illegible]
مین خدا [illegible] کوئی کیون ہو - مین تیرے سارے دشمنون کو [illegible]
سب پر غالب آئیگی -

(ماگوگ) یافث کا ایک بیٹا تھا دیکھو پیدائش ۱۰:۲ اور یوسیفس مورخ کی
کتاب مین مذکور ہے کہ ماگوگ وہی ملک ہے جسکو یونانی لوگ [illegible] کہتے
تھے اور ان لوگون کو یونانی یہ نام دیتے تھے [illegible] سے بہت دور [illegible]
کی طرف [illegible] تھے اُن کا ملک روس مین شامل ہے - [illegible] کی کتاب مین [illegible]
نام [illegible] ہے خرقیل کے مذکورہ دو بابون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا [illegible] ہے

[illegible]ہین ۔ ہے بلکہ معنوی ۔ یعنے یہہ کہ کلیسیا کا کوئی دشمن کیون نہو مین اُسکو کامیاب
نہونے دونگا اگرچہ زمین کی چارون حدون سے چڑہ آوے ۔ اِس بات کے
[illegible]ائیل ہین اول یہہ کہ حزقیل مین (ماگوگ) کے بادشاہ بنام گوگ کا ذکر ہے
[illegible] شاہ کوئی کبہی کہین نہین گذرا ۔ اسسے معلوم ہوتا ہے کہ نبی نے اِس
نام کو ماگوگ کے نام سے وضع کرلیا کیونکہ عبرانی زبان مین جیسے عربی مین میم
حرف مکان کو بتاتا ہے ایسا ہی میم ماگوگ مین ہے جسکا مطلب ہے گوگ
کی جگہہ ۔ دوسری دلیل یہہ ہے کہ حزقیل ۳۸ ۔ ۵ و ۶ ۔ آیات مین اُن قومونکا
ذکر ہے جو گوگ کے ساتہہ ہوکے چڑہنے والے ہین اور وہ قومین اسکا [illegible]
اطراف مین رہتی تہین شمال کو نہ بالکل دکہن کی طرف تہا تیسری دلیل یہہ ہے کہ
حزقیل ۳۸ ۔ ۱۷ آیت مین لکہا ہے خدا کے سارے نبیون نے اُسکی پیشگوئی
کی لیکن نام [illegible] کسی نے نہین کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حزقیل مین یہہ نام
تشبیہی ہے اور حزقیل سے بہی زیادہ مکاشفہ مین کیونکہ حزقیل مین تو ماگوگ
[illegible] گوگ کہلایا ۔ مگر مکاشفہ مین گوگ ماگوگ [illegible] ہو گئی گویا وہ
دو الگ الگ قومین ہین ۔ اور نیز اُن سب قومونکا یہہ نام ہے جو زمین کے چارون
اطراف مین رہتی ہین نہ صرف اُنکا جو شمال مین رہتی ہین اسی طرح یہہ نام یہودیون مین مستعمل
ہوتے تہے چنانچہ یروشلم کے ترگوم مین لکہا ہے کہ زمانہ کے بالکل آخر مین گوگ
ماگوگ اور اُن کی افواج یروشلم پر چڑہ آوین گی اور خود مسیح بادشاہ اپنے ہاتہہ
سے اُنکو گرادیگا و شکستہ کریگا اور بنی اسرائیل سات برس تک اُنکے ہتیارون کو
جلاتے رہینگے الغرض اُن سے وہ دشمن مراد ہے جو سب سے آخری دشمن نبرد(؟)
[illegible] بعید ہو گئے ۔

(انکا شمار سمندر کی ریت کی مانند) یہہ محاورہ پرانے عہدنامہ
مین بہت ملتا ہے دیکہو یشوع ۱۱ ۔ ۴ کنعانیون کے حق مین اور قاضی ۷ ۔ ۱۲ مدیانیون
کیلئے [illegible] مین مستعمل ہوا ۔

(۹) (زمین کی چوڑائی پر چڑھ گئے) دیکھو حبقوق ۱-۶ مقدسوں کے خیمہ گاہ اور محبوب شہر ایک ہی شے کے یہہ دو نام ہیں ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ انکا مطلب بالکل لفظی سمجھنا چاہیے یا تشبیہی یعنے یہہ کہ کلیسیا خود ایک شہر کہلاتی ہے یا کہ فی الحقیقت ایک شہر ہوگا جس میں کلیسیا کے لوگ بسینگے البتہ خیمہ گاہ سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ اُس ایک ہزار برس میں بھی کلیسیا کی ایسی حالت ہوگی کہ گویا وہ ایک خیمہ میں رہتی ہے یعنے خطرہ بالکل نہیں جاتا رہیگا نہیں تو خیمہ گاہ نہ کہلاتی۔ شہر کو محبوب اس لئے کہا کہ شہر تو کلیسیا ہے جو نوع انسان سے مشابہ ہوتی ہے اور وہ مسیح کی محبوبہ ہے۔

(خدا کی آگ الخ) جیسا سدوم اور عمورہ پر اور ایلیاہ کے دشمنوں پر اُتری اور یوحنا نے بھی بے موقع چاہا کہ مسیح کے رد کرنے والوں پر اُترے۔ حزقیل ۳۸-۲۲ اور ۳۹-۶ میں بھی ایسا ہی ذکر ہے۔

(۱۰) اس میں اصل دشمن کی اخیر ہلاکت کا ذکر ہے کہ وہ پہلے تو آسمان سے گرا دیا گیا اور اتھاہ کنوئیں میں ڈالا گیا تھا مگر اب آگ اور گندھک کی جھیل میں ڈالا جاتا ہے متی ۲۵-۴۱ مسیح نے کہا کہ وہ آگ خصوصاً شیطان ہی کے لئے تیار کی گئی ہے۔

(۱۱) پہلی آیت میں بھی تختوں کا ذکر ہے مگر یہہ تخت اُن سے الگ ہے اور اس لئے بڑا اور سفید کہلایا کہ جو عدالت اُسپر بیٹھکر کیجاویگی وہ سراسر بے عیب ہوگی اسپر جو تخت نشین ہے وہ کون ہے؟ ۴ و ۵ بابوں میں وہ خدا باپ ہے مگر یہاں مسیح کو اُس سے الگ نہیں کر سکتے ہیں جسنے ۳-۲۱ میں کہا کہ میں بھی غالب ہوا اور اپنے باپ کے ساتھ اُسکے تخت پر بیٹھا اور ۲۲-۱ میں یہہ تخت خدا باپ اور برہ کا تخت کہلاتا ہے اسی طرح یہ مقام اُن مقاموں کے برخلاف نہیں ہوگا جہاں مسیح دنیا کا منصف کہلاتا ہے۔ جب وہ عدالت کریگا تو زمین اور آسمان اُس کے سامنے سے بھاگ گئے یہہ نہیں کہ ایک جگہ سے بھاگ کے دوسری جگہ چلے گئے بلکہ اُنکے لئے

بھی بند نہ ہی - لیکن اسکا مطلب یہہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بالکل نیست ہو گئے -
جہان ان کا صرف اُس حالت کی نیستی کا ذکر ہے جو اُن کی اب ہے اسکا بیان ۲ پطرس ۳ -
۷ - ۱۰ اور ۱۲ - آیات مین ہے جہان مذکور ہے کہ یہہ آگ کے وسیلہ سے ہوگا اور
آگ سے کوئی چیز نیست نہیں ہو جاتی صرف - اُسکی شکل بدل جاتی ہے - اگر فرشتہ تو
ان وزیر ... ہوتے تو جہان زمین و آسمان - اسکا سبب یہہ ہوگا کہ گناہ
زمین ہی پہ ہوا ... ان کی تبدیل کا سمجھنا ذرہ مشکل ہے اتنا تو صاف ہے کہ اصل
آسمان ... یہہ کہ شاید جیسے آسمان بھی انسان کے گناہ کے سبب
بگڑ ہو ... کا ... وقت ... زیر آ گناہ کے سبب سے
سبب ہے

۱۲ آیت (۱۲) (عدالت ...) ... ... توہین لیکن تو بھی یہہ صاف
ہے ... ... آئے ... ... پیش آیا ہے کہ یہہ عدالت
مردوں کی ہے ... ... ان لوگوں کی عدالت تو شامل
ہے جنکا ذکر آخر ... ... کے جبل مین ڈالے
گئے - مگر اس مین شک ہے کہ ... مقدسون نے ہزار برس تک مسیح کے ساتھ
بادشاہی کی اُن کی عدالت اس مین شامل ہے یا نہین - یہہ امر نہایت مشکل ہے اس کے
دونون طرف کلام اللہ کے آیات مین ایک طرف تو مسیح کہتا ہے کہ جو مجھکو دیکھتا ہے
اور میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے وہ عدالت مین نہین آوے گا - یوحنا
۵ - ۲۴ - البتہ یہہ آیت مشکوک بھی ہے کیونکہ عدالت کے لئے جو یونانی لفظ ہے
کبھی اُسکا مطلب سزا بھی ہے لیکن پھر بھی ۲ قرنتی ۵ - ۱۰ مین پولس رسول نے یہہ صاف
کہا کہ ہم سبھون کے لئے ضرور ہے کہ عدالت مین حاضر ہون پس ان دونون کے
مقابلہ کرنے سے یہہ نتیجہ تو صاف نکلتا ہے کہ اُن کی عدالت ایسی نہیں ہوگی جیسی
دنیا کے بیچ اُنکے کاموں کا ذکر اس طرح اور اسواسطے نہیں ہوگا کہ اُن کے واسطے
اُنکو نجات ملے یا نہ ملے لیکن صرف اس لحاظ سے کہ ہمیشہ کی زندگی مین اُن کو کتنی خوشی

اور کیا درجہ ملے ۔ اور یہی اُنکی عدالت ہے پھر دونون طرف کئی ایک مشکلات
ہین ایک طرف تو یہہ کہ کیون جی اوٹھنے کے بعد اوسی دن اُنکی عدالت ہوئی ۔
دوسری طرف یہہ کہ اگر یہان مقدسون کی عدالت نہین ہوئی تو اور کہان ہوئی اور
کہین ذکر نہین ہے اور نیز لکہا ہے کیا چہوٹے کیا بڑے جس سے معلوم ہوتا ہی
کہ یہان کل آدمی شامل ہین اور نیز اگر ہم مقدسون کو اِس عدالت مین شامل نہ سمجہین
تو زندگی کی کتاب مین کن کے نام لکہے ہوئے ہونگے البتہ اُنکے نام بہی اُس کتاب مین
درج ہونگے جنہون نے اِس زندگی مین خوشخبری پا کر مسیح پر ایمان لائے ہین اور موت کے
بعد اُنکی خبر پا کر ایمان لائے جو مقدسون کا یہان پر اونکا ذکر ہو تو پڑونگا تو ضرور ہے جنہون نے
اپنی زندگی مین خبر نہ پائی ۔

۱۴ آیت

(۱۴) (موت اور پاتال آگ مین ڈالے گئے) یعنے لفظی موت اور
پاتال نیست ہو گئے کیونکہ اُن کے عوض سب آگ کی جہیل ہے اُن کی اب کچھ
حاجت نہ رہی کیونکہ اِسکے بعد نہ تو کوئی مرا اور نہ پاتال مین گیا (آگ کی جہیل) یہہ الفاظ
نہایت خوفناکی کے ساتھ تین بار اِن آخری آیتون مین آتے ہین کیونکہ بیسوین مین
دسوین آیت کے آخر مین یہہ الفاظ پائے گئے ہین کہ " (دوسری موت
آگ کی جہیل ہے) ۔

۱۵ آیت

(۱۵) (اگر کسی کا نام) ۔ نہ پایا گیا) اگر یہان صرف مقدسون کا ذکر ہوتا جنہون
نے ہزار برس سلطنت کی تو (پایا نہ گیا) یہہ لفظ نہایت عجیب ہوتے کیونکہ اِس
سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کتاب مین بہت سے نام پائے گئے جنکی امید نہ تہی مگر
مقدسون کی بابت ایسا گمان بہی نہین کر سکتے ہین پس معلوم ہوتا ہے کہ یہان بہی اُن کی
طرف اشارہ ہے جنہون نے اپنی زندگی مین مسیح کی خبر پائی نہی اور ۱ پطرس ۴ - ۶ مین بہی اُنکی
طرف اشارہ ہے ۔ اِس تمام حصہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی اپنے اعمال سے نجات نہین
پا سکتا ورنہ اعمال کی کتابون کے سوائے ایک اور کتاب کی کیا ضرورت ہوتی ۔

باب بست و یکم

۲۱ واں و ۲۲ واں باب مکاشفہ کی کتاب کا آخری حصہ ہے ۲۱ ویں باب کی
۹ ویں آیت سے ۲۲-۵ تک ایک پیراگراف ہے جسکا مطلب ہے نئی یروشلیم -
اور اس باب کی پہلی ۸- آیات اس پیراگراف کا دیباچہ ہے اور ۲۲-۶ سے آخر
تک خاتمہ - اس لیئے ۲۱ ویں و ۲۲ ویں باب پر کہ نامی جلیل کے میرمجلس کا
وہ قول صادق آتا ہے کہ مسیح نے اچھی مے کو آخر تک رکھ چھوڑا - یہہ حصہ نہایت ہی
دلکش اور امید انگیز ہے جبکہ پرانا زمین و آسمان ٹل گئے تو ضرور تھا کہ اُنکے عوض نئے ہوں
تب وہ پیشگوئی پوری ہوگی جو یسعیاہ - ۶۵ - ۱۷ میں کی گئی اور اس کا کامل طور پر پورے ہونیکا
ذکر پطرس نے کیا ۲ پطرس باب ۳ - ۱۳ آیت +

۱- آیت (سمندر اور نہیں) یہہ فقرہ مشکل ہے بعضوں نے اس کا مطلب مطلق
تشبیہی سمجھا ہے کیونکہ اکثر اس کتاب میں مختلف قوموں کے جوش و خروش کو سمندر سے
تشبیہہ دیگئی پس وہ کہتے ہیں کہ اس فقرہ کا مطلب ہے کہ یہہ جوش و خروش اور
نہیں ہوگا کیونکہ شریر لوگ نہیں رہینگے جنکو یسعیاہ [illegible] باب آخری آیت میں موج
زن سمندر سے تشبیہہ دی گئی - البتہ یہہ مطلب اس میں شامل تو ہے لیکن یہی اسکا پورا
بیان نہیں ہے - کیونکہ اگر ہم سمندر کو یہاں تشبیہی سمجھیں تو نئے آسمان اور نئی زمین کو

بھی تشبیہی سمجھنا ہوگا لیکن جیسے دیکھا کہ مکاشف نے آسمان میں زیادہ [illegible] لفظی معنے بھی
ضرور ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ اگر سمندر مطلق نہ رہیگا تو زمین کی خوبصورتی جاتی رہیگی
لیکن زمین کی خوبصورتی کے لئے سمندر کا بڑا وسیع رہنا کچھ ضرور نہیں ہے کیونکہ
خوبصورتی اس میں نہیں کہ وہ اتنا بڑا وسیع رہے بلکہ اسمیں کہ خشکی اور تری آس پاس
ہیں جیسے جھیل سے خوبصورتی ہوتی ہے سمندر کے جاتے رہنے سے خوبصورتی
جاتی نہیں رہتی بلکہ زیادہ تر خوبصورت ہوگی کیونکہ سمندر اکثر بحر کہلاتا ہے ۔ البتہ اب
راستہ بھی ہے یعنی اب جہاز پر لوگ اُسپر سے جاسکتے ہیں مگر اگر زمین خشک
ہوتی اور اس میں سڑک ہوتی تو سمندر کے راستہ ان کی نسبت زمین کے راستے
اچھے ہوتے ۔

(۲) اسمیں رسول نے سنتے پر وسعت [illegible] آسمان پر سے اُترتے دیکھا اسکا ذکر
زیادہ مفصل بیان بعد میں ہوگا گلاتی ۴-۲۶ میں پولوس رسول نے کلیسیا کو
اوپر والے یروشلیم کہا جسکا مطلب ہے کہ اب بھی کلیسیا کی جڑھ آسمان پر اور اوس کی
شاخیں زمین پر ہیں مگر وہ اسوقت اوپر والی یروشلیم زمین پر اوترآوے گی
اور اس قسم حصہ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نجات یافتگان کا مسکن اسی زمین
پر ہوگا ۔ اکثر تو یہ محاورہ ہو گیا ہے کہ ابدی خوشی کے مکان کو آسمان کہتے ہیں لیکن
بیان سے اُس محاورہ کے اُلٹ معلوم ہوتا ہے کہ ابدی خوشی کا مکان زمین پر ہے
البتہ سرسری نظر سے تو اس میں کمی معلوم ہوتی ہے اور اسی سبب سے بعض مفسرین
نے سمجھا کہ یہاں مقدسوں کے اُس حال کا بیان نہیں جو ابدی ہے بلکہ صرف اسی حال کا
جو اُس ایک ہزار برس میں ہوگا البتہ اس خیال کی مددگار اور بھی کئی باتیں آگے ملینگی
مگر ان سب کے برخلاف تو یہ دلائل ہیں اول یہ کہ اگر مصنف سلسلہ وار قیامت تک گفتگو
کر کے اُسکے بعد کے احوال کا کچھ ذکر نہ کرتا بلکہ پیچھے جاکے اُن حالات کا بیان
کرتا جو قیامت کے پہلے گذرے تو یہ نہایت تعجب انگیز بات ہوتی [illegible] دوم ۲۰ ۔
۱۱ میں لکھا ہے کہ عدالت کے وقت آسمان اور زمین بھاگ گئے [illegible] بیان

نیا آسمان اور نئی زمین کو دیکھا - ظاہر ہے کہ یہہ نئے آسمان اور
نئی زمین پہلی جگہہ پر عین پس روز عدالت کے پیشتر ہرگز نہین ہو سکتا تہا - کیونکہ ضرور
ہے یہہ ہوا کہ پرانی زمین اور آسمان نیست ہوا وین - سوم یہہ کہ اس نئے
یروشلیم کے بیان کے آخر یعنے ۲۲-۵ مین یہہ لکھا ہے کہ وہ ابدالآباد بادشاہی
کرینگے [illegible] ۲۰-۴ مین لکھا ہے کہ ہزار برس تک بادشاہی کرینگے پس اگر یہان
ہزار برس کے معاملات مذکور ہوتے تو کلیسیا ابدالآباد تک اور ہزار برس تک بادشاہی کرنا
ایک ہی بات ہے ہرگز نہین ہے ◆

نئے یروشلیم کا کیا مطلب ہے اس مین بہی اختلاف ہے بعض سمجہتے ہین کہ اسکا
مطلب صرف روحانی ہے - [illegible] کے نئی حالت کا دوسرا نام ہے البتہ ہم مانتے
ہین کہ یہہ بات بہی اس مین شامل ہے مگر صرف یہی نہین بلکہ ضرور ہے کہ اسکو لفظی بہی
سمجہین [illegible] ایک مکان ہوگا - جیسا جلال
و جمال ہمارے سمجہ سے باہر ہے - اگر کوئی پوچہے کہ ایسا بیان کیون کیا گیا تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ یہہ بیان نئے یروشلیم کی صرف ایک تصویر ہے جو کلیسیا کے سامنے
کہینچی گئی تاکہ وہ ہمیشہ کلیسیا کے مدنظر رہے اور کلیسیا اس سے خوشی اور تسلی حاصل کرے
جیسا کہ کوئی اپنے [illegible] کی تصویر دیکہکر تسلی پاتا ہے ◆

یہ شہر پاک کہلاتا ہے البتہ وہ یروشلیم بہی پاک کہلاتا تہا جو اس دنیا مین تہا
مگر وہ فی الحقیقت ایسا نہوا - نئے عہدنامہ مین لفظ یروشلیم کی دو صورتین ہین
ایک عبرانی دوسری یونانی جو بگڑ کے بن گئی ان دونون مین سے بگڑی ہوئی
صورت کا یوحنا نے اپنی انجیل مین استعمال کیا مگر عبرانی صورت کا جو اصلی ہے
مکاشفہ مین استعمال کیا اسکا سبب یہہ ہے کہ انجیل مین یروشلیم کا مطلب ہے وہ
یروشلیم جسنے اپنے خداوند کو رد کیا اور غیر قومون کی مانند ہوگئے اس لحاظ سے
رسول اسکو اصلی نام سے [illegible] بلکہ [illegible] نام جو یونانیون نے بگاڑ کے اسکا رکہا تہا
مکاشفہ [illegible] اس لفظی یروشلیم کا کچہہ بہی ذکر نہین ہے بلکہ کلیسیا کی ابدی سکونت

کو وہ یروشلیم کہتا ہے اِسلئے اِس مین پاک نام کا استعمال بہی کرتا ہے۔ جب رسول
نے نئے یروشلیم کہا تو اِس مین لفظی شہر یروشلیم کی طرف اُس نے کچھ بہی اشارہ
نہین کیا بلکہ پرانے اور نئے یروشلیم دونون کلیسیا ہین یعنے پرانے یروشلیم
اسکا این جہانی حال ہے اور نئے یروشلیم اسکا آن جہانی حال ہے ✦

(دولہن کی طرح طیار کی ہوئی) اِس بات سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ
شہر سے مراد ہے کلیسیا۔ کیونکہ صرف کلیسیا ہی دلہن کہلاتی ہے ✦

(۳) خدا کا خیمہ آدمیون کے ساتھ ہے) اِسکا مطلب بالکل لفظی تو نہین ہو
سکتا ورنہ یہہ اِس باب کے ۲۲ وین آیت کے برخلاف ہوتا۔ خدا کی سکونت یہان
خیمہ کیون کہلاتی ہے اِسکا سبب یہہ ہے کہ پہلے پہل جب خدا آدمیون کے ساتھ سکونت
کرنے لگا تو اُسوقت خیمہ ہی مین ظاہر ہوا اور وہ سکونت رفتہ رفتہ زیادہ حقیقت کی
طرف بڑہتی گئی۔ اور مسیح کے مجسم ہونے سے زیادہ حقیقت کے تئین پہونچگئی جس کو
رسول نے یوحنا ۱: ۱۴ مین یون کہا کہ وہ ہمارے درمیان ڈیرہ کرکے رہا۔ مگر
اُسوقت وہ سکونت بالکل حقیقی ہو جاویگی اور ایسی کامل سکونت ہوگی کہ پہلی سکونتین
اِس کے سامنے گویا تہی نہین گویا اِس سے پہلے کبہی خدا نے سکونت
کی نہین تہی جیسا کہ اِس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیکھ خدا کا خیمہ آدمیون
کے ساتھ ہے ✦

جیسا کہ اکثر مکاشفہ مین ہم کو یہہ بات ملی کہ اب مقدس آسمان
پہ ڈیرہ کرکے رہتے ہین مگر اُسوقت وہ خود خدا زمین پہ اُن کے ساتھ
سکونت رکہیگا ✦

(۵) اُسکی اُمت ہونگی یا اُمتین ہونگی) یہہ مشکوک ہے کہ یہان
اُمت ہے یا اُمتین بعضون نے تو یون تفسیر کی کہ اُمتین اِسلئے کہا۔ کہ الگ
الگ قومون کے لوگ اِس مین شامل ہونگے جو اُمتین کہلا سکتی ہین۔ لیکن یہہ
کتاب مکاشفہ کے برخلاف ہے۔ ضرور ہے کہ اُمت سمجہین ✦

(وہ انکا عمانوایل ہوگا) یعنے عمانوایل کے وعدہ کا مطلب تب بالکل
پورا ہوگا (انکا خدا) یہہ وعدہ توریت مین بہت پایا جاتا ہے جسکا مطلب
یہہ ہے کہ اُسکے سارے الٰہی صفات اور خوبیان اُن کے لئے استعمال مین
آوینگی الغرض یہہ سب وعدے جو اس آیت مین مندرج ہین لفظاً تو کچھ
نئے نہین مگر مطلب ان کا نیا ہے کہ سب پرانے وعدے کامل طور سے
پورے ہونگے ۔

۴۔آیت (۱) اس آیت مین ان مکروہ اور ایذا دہ چیزون کا ذکر ہے جو اس نئی یروشلیم
مین نہین ہونگی ۔ اور یہہ بات کہ ان کی آنکھون سے ہر ایک آنسو پونچھیگا ۔ باب
آخری آیت مین آسمانیون کے حق مین مذکور ہوئی ۔ اس آیت مین خاص تاکید
موت پر ہے کہ وہ پھر نہوگی اور رہنے کی نہین ۔ اس مین یسعیاہ ۲۵ ۔ ۸ کی
طرف اشارہ ہے وہان بھی موت اور آنسو کا ذکر ہوا جیسا بیان ہوا ۔ ان دونو
بات جو علاقہ ہے وہ ظاہر ہے (اسلئے کہ پرانی چیزین گذر گئین) جیسا کہ
پرانے آسمان و زمین جاتے رہے چنانچہ یسعیاہ ۶۵ ۔ ۱۶ ۔ ۱۷ مین سب
ان چیزون سے خاص تاکید بڑا ہے جیسا ہر ہے کہ اور سب تو ہو چکے ہین مگر
خدا موسے مصیبتین ۔

۵۔آیت (۵) (تخت نشین نے کہا کہ مین سب کچھ نیا بناتا ہون)
سب پر بڑا زور ہے لیکن افسوس کہ باوجود تاکید سب کے پھر بھی ایک چیز ہے جو
ابتک منتظا ہے وہ آگ اور گندھک کی جھیل ہے وہ ہرگز نہین ہوگی اور یہی گناہ
وہ بے پایان ہید ہے کہ نیست ہو سکتا نہین اور ابد الآباد تک خدا کے خوف اور
شدید انتقام سے فقط یہی منتشر رہتا ہے اور رہیگا خدا کی وہ بادشاہت
آسمان کی جو ہوگی جسکے لئے اُسنے اتنے دن اس طرح اور اتنی مدت تک تیاری کی
ایک لمحہ ۔ ایسا ہوا سب چیزون کو صحیح نیا کرتا ہے ۔ دیکھو ۲ قر ۵ ۔ ۱۷ کیونکہ
اب ایماندارون کے دلون مین سابقی حالت کی بنیاد ڈالی جاتی ہے جو نئے آسمان

اور زمین میں ہوگی اور اسوقت وہ بیج بویا جاتا ہے جو ابدالآباد تک پھولتا اور پھلتا رہیگا (اس نے مجھکو کہا لکھہ) یہہ قول یوحنا کو ایسا ہی معلوم ہوا کہ اسکی بڑائی کے سبب اسکے یقین میں اُسنے شک ہوا - تو اسکو یہہ [illegible] کہ لکھہ - اگرچہ یہہ بات تیرے تجربہ اور سمجھہ سے باہر ہے تو بھی بالکل [illegible] یہہ ضرور پوری ہوگی +

(۶) (اُسنے [illegible] سے کہا پوری ہوئی ہیں) مطلب [illegible] مقرر وقت آویگا تو خدا کے سارے وعدے [illegible] ہوگی جیسے ۱۶ باب ۱۷ آیت میں - مگر کامل تعمیر کے سبب فعل [illegible] اور بھی زیادہ یقین دلانے کے لئے وہ اپنی ازلیت اور [illegible] جیسا کہ اس کتاب کے شروع میں جسکا مطلب یہہ ہے کہ [illegible] اسکے انتظام کو بھی پورا کیا وہ اپنے ارادہ کو [illegible] تم مجھے الفا مانتے ہو تو میرے سے اُمیگا ہونے میں [illegible] موعود میں وہ ایسی [illegible] ہیں کہ [illegible] یہہ خیال [illegible] سے باہر ہیں اس طرح ان کو یا اسکو [illegible] میں مفت آبحیات کے چشمہ سے دونگا یعنی [illegible] مفت دیتا ہوں ہر کسکو جو پیاسا ہے اور چاہتا ہے - یہہ مفت [illegible] میں [illegible] ہے لیکن اُس دنیا کے واسطے ہوتا ہے جیسا خود [illegible] عورت سے کہا کہ جو پانی میں تجھے دونگا وہ ہمیشگی زندگی کے لئے [illegible] یوحنا ۴ باب ۱۴ آیت اور یوحنا ۷ باب ۳۷ آیت میں [illegible] کہ جو پیاسا ہو وہ میرے پاس آوے اور پیوے +

۷-آیت

(۷) (جو غالب آتا [illegible]) اگرچہ یہہ سب کچھہ مفت ملتا ہے تو بھی بغیر [illegible] لڑائی کرنے اور کوشش کرنے کے نہیں ملتا ہے - کیونکہ لکھا ہے کہ جو غالب آتا ہے وہی ان سب [illegible] کا وارث ہوگا - (میں اسکا خدا ہونگا اور

یعنے یہہ کہ کلیسیا کی سرفرازی سبھون کے اوپر ہے یہ محاورہ حزقیل ۴۰-۲ مین پایا جاتا
ہے اور جہان خدا نے اسرائیل کی بحالی کا ذکر کیا وہان بہی اُسکی بلندی کا وعدہ کیا گیا
دیکہو ۴۸ زبور ۲- یسعیاہ زبور نبیون نے اُسکو بلندی پر دیکہا ✦

(۱۱) اس آیت سے نئے یروشلیم کا خاص ذکر شروع ہوتا ہے اور سب سے پہلے اُس
چیز کا ذکر ہوتا ہے جس سے وہ بہری ہوئی ہے یعنے خدا کے جلال کا پہر ۱۲ سے ۱۴
تک اسکی دیوارون و بنیادون اور دروازون کا بیان ہے اور ۱۵ سے ۱۷ تک اسکی
پیمائش کا ذکر ہے اور ۱۸ سے ۲۱ تک اون چیزون کا ذکر ہے جس سے وہ بنی ہوئی ہے
۲۲ سے ۲۷ تک اُسکے باشندون کا بیان ہے اور ۲۲ وین باب ۱- آیت سے ۵ تک اُن
باشندون کی خوشیان مذکور ہوئین ✦

۱۱-آیت　اس آیت سے اُسبات کا بیان شروع ہوتا ہے کہ نئے یروشلیم کی معموری
خدا کے جلال سے ہے حزقیل ۴۸ باب مین جس شہر کا ذکر ہے اُسکے [illegible]
۳۵ آیت مین اُس شہر کا نام یون لکہا ہے (یہوواہ شاماہ) جسکا ترجمہ ہے یہوواہ
وہان ہے یعنے اُس شہر کا یہہ خاصہ ہوگا کہ وہان یہوواہ سکونت کریگا [illegible] الغرض کلیسیا
کا اس دنیا مین بہی یہہ خاصہ ہے کہ یہوواہ اُسمین سکونت رکہتا ہے جیسا ۴۶ زبور
۵ مین کہ خدا اُسکے بیچ ہے الخ ✦

جس لفظ کا ترجمہ اُردو مین روشنی ہوا اصل مین وہی لفظ ہے جو پیدائش پہلے
باب مین نیر کے لئے آیا جسکا لفظی ترجمہ ہے (روشنی دینے والی چیز)
پہلی پیدائش مین خدا نے نیر بنائے تا کہ نور دیوین مگر اس نئے پیدائش اور نئے
یروشلیم مین خدا کا جلال ہی نیر ہے جس سے وہ منور ہو گئی اور گویا خود ایک نیر ہے جو
چارون طرف اپنی روشنی چمکاتی ہے ✦

۱۱-آیت　(۱۲) (بڑی اور اونچی دیوار) دیوار حفاظت کے لئے ہوتی ہے مگر یروشلیم
کے لئے تو کچھ ڈر اور خطرہ نہین وہ ہمیشہ امن و امان کی حالت مین بے خطرہ رہتی ہے
پس اسکا مطلب یہہ ہوگا کہ اُسکی دشمنون کی نیستی اور نابودی ہی اوسکی دیوار ہے

جیسا کہ یسعیاہ ۲۶-۱ مین ہے کہ یہوواہ کی نجات اُس نئے شہر کی دیواریں اور
برج وغیرہ ہوگی (بارہ پھاٹک اور اُن پر بارہ فرشتگان) جیسے حزقیل
۴۸-۳۱ مین - اور یہہ بارہ فرشتگان حفاظت کے لئے بارہ پھاٹکون پر ہین -
مگر یہان اُسکا ذکر عموماً کیا گیا - اِسکا سبب یہہ ہے کہ نئے عہد نامہ مین خاص کر کے
خطون مگر بالتخصیص کتاب مکاشفہ مین قومیت کا فرق بالکل مٹایا گیا اور ان بارہون
سے یہان مراد ہے کل کلیسیا جیسا کہ پڑانے عہدنامہ مین بارہون فرقون کا
مطلب ہے کل بنی اسرائیل +

۱۳-آیت (۱۳) اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ زمین کی چار سمتون سے لئے
ہوئے ہین جیسے یسعیاہ ۴۳-۵-۶ مین اور خود خداوند نے بھی فرمایا کہ چارون
سمتون سے لوگ آوینگے الخ +

۱۴-آیت (۱۴) (بارہ بنیادین الخ) معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو دروازون کے بیچ مین
جو دیوار تھی اُسکی بنیاد ایک پتھر تھا اِس طرح اِن مین سے چار پتھر شہر کے کونون
کے پتھر ہونگے - اِسی بنیاد والی اور پائدار شہر کا انتظار عبرانی ۱۱-۱۰ مین کیا گیا +
(اُن بنیادون پر برّہ کے بارھون رسولون کے نام) اِس سے بخوبی
ظاہر ہے کہ کلیسیا ابدالآباد تک رسولون کی بنیاد پر قائم رہیگی - جنہین مسیح نے
اپنے اِس دنیا مین رہنے کیوقت چن لیا - ضرور ہے کہ ہم یہوواہ کی جگہہ مسیحا کو سمجھین
اگرچہ اِن کے کامون کا ذکر بہت ہی کم ہوا اور لوگ اُن سے بہت زیادہ مشہور
ہوگئے - مثلاً پولُس رسول مگر خداوند کے جی اُٹھنے کی گواہی وہی دیتے تھے اور
اُنہین کی گواہی پر تمام کلیسیا قائم ہے اور ابدالآباد تک رہیگی - اور اگر وہ بارہ
رسول گواہی نہ دیتے تو پولُس رسول سے کچھ کام نہو سکتا - البتہ پولُس رسول تو تھا مگر
اُس کام کے لئے یعنے بنیاد ڈالنے کے لئے خداوند نے اُسکو نہین بلایا مگر بشارت
دینے کے لئے (برّہ کے رسول) جیسا پولُس رسول نے افسی ۲-۲۰ مین اِس
لحاظ سے کہا کہ افسی لوگ رسولون کو بنیاد سمجھکر خود مسیح کو جو بنیادون کی بنیاد

سے بہول جاوین - مسیح کو کونڈکا مسا کہا ویسی ہی یہان یوحنا رسول فقط رسول نہین کہتا بلکہ برہ کے رسول اسلئے کہ اگر وہ برہ کے رسول نہ ہوتے تو کچھ بھی نہوتے - یہان بارہ فرقون اور بارہ رسولون کے اکٹھا ذکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول نے پرانے اور نئے عہدنامہ کے کلیسیاؤن کو ملاکر یہان بیان کیا ❖

(۱۵) جیسے یہان ویسے حزقیل ۴۰ - ۳ - اُس فرشتہ کے ہاتھ مین سرکنڈا دکھائی دیا ❖

(۱۷) بارہ ہزار ستادئیو) معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شہر کا رقبہ ہے - اس آیت کا آخری فقرہ مشکل ہے - کیونکہ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر کی اونچائی اُسکی لنبائی اور چوڑائی کے برابر ہے - لیکن اس سے شہر بدوضع ہوجاتا ہے اور دوسری آیت مین اُسکی اونچائی الگ بتائی گئی کہ وہ (ایک سو چوالیس) ہاتہہ ہے یہہ مشکل دو طرح سے حل ہوسکتی ہے ایک طرح شاید اس اونچائی مین اُس پہاڑ کی اونچائی بہی شامل ہو جسپر وہ بسا ہوا تھا جیسا کہ یروشلیم کوہ صیہون پر - دوسرے اس طرح لنبان اور چوڑان تو اس شہر کا برابر ہے اور اُسکا اونچان جتنا ہے وہ چارون طرف برابر ہے - تو اس طرح سے وہ شہر مربع ٹہیرا - جو کاملیت کا نشان سمجہا جاتا ہے اور (ارسطوطالیس) ایک کامل آدمی کو مربع آدمی کہتا ہے ❖

۱۸ - آیت

(۱۸) شہر خالص سونیکا شفاف شیشہ کی مانند) ایسا سونا تو کہین نہین ہے مگر رسول کو یہہ اسلئے دکہایا گیا تا کہ معلوم ہو کہ وہ اس دنیا کے سونے سے کہین بہلا ہے ❖

۱۹ - آیت

(۱۹) پہلے تو رسول نے عموماً بیان کیا کہ دیوار کی بنیادین ہر طرح کی قیمتی جواہرات سے آراستہ ہین مگر صفائی کے لئے ہر ایک بنیاد کا ذکر الگ کرتا ہے اور ہر ایک کیلئے ایک مخصوص جواہر کا نام لیتا ہے پہلے بنیاد یشم کی یعنے ایک دروازہ سے دوسرے دروازہ تک ایک یشم سے ایک دیوار تہا جیسے یسعیاہ - ۵۴ - ۱۱ و ۱۲ - آیات

[illegible] - بعض مفسرین نے بڑی کوشش کی کہ اِن جواہرات مین سے ہر ایک کو ایک ایک رسول پر صادق ٹھہراوین - لیکن یہہ کوشش بالکل باطل ہے - کیونکہ اول تو اکثر رسولون کے مزاج کی خصوصیت کو ہم نہین جانتے ہین - علاوہ ازین جواہرات کی ٹھیک تشخیص وتدقیق امر محال ہے - صاف ظاہر ہے کہ ۱۹ وین و ۲۰ وین آیات میں اُس مقام کیطرف اشارہ ہے جہان اُن بارہ جواہرون کا ذکر ہے جو سردار کاہن کے سینہ بند پر جڑے ہوئے تھے - وہان نہین لکھا ہے کہ کون جواہر کس فرقہ سے علاقہ رکھتا تھا یا کس خاندان تھا بلکہ یہہ بھی نہین کہ کس جواہر پر کس فرقہ کا نام منقش تھا - اِن دونون مقامون سے یہہ نتیجہ صفائی سے نکلتا ہے کہ خدا اپنی کلیسیا کو سب طرح سے حسنات و برکات اور خوبیون سے آراستہ اور پیراستہ کرتا ہے تیسرے یو شب چراغ کی - اسکے [illegible] اصل لفظ کہالکدون ہے - یہہ صرف کہلدون شہر مین پایا جاتا ہے اسکا رنگ آسمانی ہے مگر اور اور رنگونکے شعاع بھی اسمین پائے جاتے ہین - چھٹوان جواہر لعل ہے اور پانچوان اس کی ایک قسم ہے اسکا رنگ ناخون کے اس حصہ کا رنگ ہے جو انگلی سے جڑا ہوا نہین ہے - آٹھوان سبز رنگ کا ہے جیسے سمندر کا شفاف پانی - نواں [illegible] شفاف ہے اور سونیکی چمک اُسمین ہے - دسوان یہہ [illegible] کی ایک قسم ہے لیکن اسکا رنگ کچھ پھیکا ہے - بارھوان ارغوانی رنگ کا ہے اور گیارھوان بھی اسی قسم مین سے ہے لیکن کچھ پھیکا ہے ۔

۲۲ - آیت (۲۲) **مین نے اُس مین ہیکل نہ دیکھی کیونکہ خداوند خدا اُسکی ہیکل ہے الخ**) جبکہ پرستش کا مقصود یعنے خدا خود اُسمین موجود ہے اور ظاہر ہے تو پھر پرستش کا وہ یعنے ہیکل کی اُسمین کچھ ضرورت نہین - اور جب [illegible] خود موجود ہے تو کاہن اور قربانی کی کیا حاجت - یرمیاہ ۳ - ۱۶ - ۱۷ مین جو پیش گوئی ہے وہ قدرے تو اسیری کے بعد کے وقت کی پیش گوئی ہے اور قدرے اس زمانہ کی جس مین ہم ہین اور قدرے نئے یروشلیم کی - نبوکدنضر کے وقت عہد کا صندوق کھوہ گیا پھر کبھی نہین بنایا گیا - یہانتک تو اسیری کے بعد کے وقت پر وہ پیشگوئی صادق آئی

مگر یہہ بات کہ وہ خیال میں نہ آوے گا اور اُس کے نہونے سے افسوس نہیں ہوگا بہت زیادہ اِسوقت پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ جب تک نقلی ہیکل رہی تب تک صندوق کا نہونا نہایت افسوسناک بات تھی کیونکہ وہی اُس یہودی ہیکل کا مرکز تھا۔ لیکن اب تو کل یروشلیم یعنے ساری کلیسیا یہوواہ کا تخت اور سکونتگاہ ہوگئی ہے اور کل قومیں اُسمیں جمع ہوگئی ہیں اب اُس صندوق کا نہونا کچھ بھی افسوس کا سبب نہیں ہے تو کسقدر زیادہ یہہ نئے یروشلیم میں پورا ہوگا جبکہ یہہ بات بخوبی پوری ہوگی کہ وہ اپنے دلکی شرارت کے پیچھے پہر کبھی نہ چلینگے ۔

آیت ۲۳ (۲۳) اسمیں اشارہ ہے یسعیاہ ۶۰ — ۱۹ و ۲۰ کیطرف ۔
۲۱ باب ۲۴ و ۲۵ آیات و ۲۲ باب کی دوسری آیت کے آخر میں جو کچھہ لکہا ہے وہ مشکل ہے کیونکہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن لوگوں کے سوائے جو آگ و گندہک کی جہیل میں ہیں اور لوگ بہی اس نئے یروشلیم سے باہر ہونگے۔ البتہ یہہ لوگ اس شہر سے بالکل الگ تو نہیں ہیں بلکہ اس سے خاص علاقہ رکھتے ہیں کیونکہ وہ اُس کی روشنی میں چلتے ہیں۔ وغیرہ پس اب یہہ نتیجہ نکالنا ہوگا کہ یہہ وہ لوگ ہیں جو ہزار برس کے بعد اُٹھے اور انکی عدالت ہوئی اور اُنہیں کے نام برہ کی زندگی کی کتاب میں پائے گئے اگرچہ یہہ معقول تو ہے کہ جب اُن کی عدالت ہو چکی تب چاہئے کہ وہ مقدسوں میں شامل ہو جاویں مگر ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چندے باہر رکھے جاتے ہیں تاکہ مقدسوں کی رفاقت سے ترقی پاکر بالکل اِس لائق ٹھہریں کہ اِن میں شامل ہو سکیں۔ جو لوگ اِس تفسیر کا انکار کرتے ہیں وہ ان آیات کو اپنے اُس رائے کی ایک قوی دلیل جانتے ہیں کہ اِن دو بابوں میں اُس ہزار برس کا بیان ہے اور سمجھتے ہیں کہ اِن قوموں سے مراد قومیں ہیں جو ۲۰ باب ۸ آیت میں مذکور ہو چکے ہیں یعنے انہیں قوموں سے بعض لوگ ہزار برس کے بیچ میں [illegible] لاوینگے ۔

۲۷ آیت (۲۷) اسمیں اُس شہر کے باشندگان کا بیان ہے (کوئی ناپاک چیز)

یعنے جو خدا کے لئے مخصوص نہو (یا جو ٹھہ ...) اصل میں جو جھوٹھ
کرتا ہے یعنے نہ صرف وہ جھوٹھ بولتا ہے بلکہ جو جھوٹھ سے کچھ تعلق بھی
رکھتا ہے۔



باب بست و دوم



۱۔ آیت

(۱) ندی۔ اسمین اشارہ ہے پیدائش ۲: ۱۰۔ اور حزقیل ۴۷۔ ۱ سے ۱۲ تک
کیطرف۔ اِنکا مطلب ہے خدا کے فضل کی ندی جو اب بھی موجود ہے پر اسکی
تاثیر بہت کم ہوتی ہے۔ لیکن جسوقت کا بیان ذکر ہے اُسوقت وہ اپنی پوری تاثیر
کریگی۔ یوحنا کی انجیل میں بالتخصیص اُس ندی کا ذکر ہے جس سے ہم اب پی
سکتے ہیں اور مکاشفہ میں اُس ندی کا جس سے ہم پیئینگے۔ ۴۶ زبور میں
جس ندی کا ذکر ہے وہ ان دونوں پر صادق آتی ہے۔ زکریاہ ۱۴: ۸ کی
پیشگوئی حزقیل کے مذکورہ مقام کی پیشگوئی سے ملتی ہے۔

۳ سے ۵ آیت

(۳) نہ صرف کلیسیا کی پیاس مطلقاً بجھائے جاویگی بلکہ اس آیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ اُسکی بھوک بھی مطلقاً مٹائی جاویگی (دیکھو ک اور دیباچہ کی [illegible]
[illegible]) اسکا مطلب یہہ ہے کہ [illegible]
[illegible]

پر درخت لگے ہوئے تہے - دیکھو حزقیل ۴۷ - ۷ و ۱۲ - ان دونون مقامون
مین فرق صرف اتنا ہے کہ حزقیل مین عام درختون کا ذکر ہے اور یہان درخت
کا ذکر ہے اس درخت حیات مین صاف اشارہ پیدائش کے دوسرے باب کیطرف
ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو عرق ریزی انسان سے اُسکے گناہگار ہونیکے سبب چہین
لی گئی - وہ پھر انسان کو دی جاویگی - مسیح نے مکاشفہ ۲ - ۷ مین اسکا وعدہ کیا
تہا باغ عدن مین تو صرف ایک ہی درخت حیات کا ذکر ہے لیکن یہان وہ کثرت سے
ہین (بارہ پھل) یعنے اسکا پھل بارہ قسم کا ہے -

(۳) اور پھر لعنت نہوگی (اور کچھ لعنت نہوگی) یعنے اس مین سے جو زندگی نکلتی ہے
وہ بلاناغہ نکلتی رہیگی (اور کچھ لعنت نہوگی) جیسے زکریاہ ۱۴ - ۱۱ مین بڑے سے
عہدنامہ کا آخری لفظ ہے لعنت اور نئے عہدنامہ کا قریباً آخری لفظ ہے مطلق
لعنت نہوگی (خدا اور برہ کا تخت اُس مین ہوگا) اس مین اشارہ ہے ۵ کے
۶ وین باب کیطرف جہان لکہا ہے کہ جب تک وہ چیز تم مین سے دور نکیجاوے
تب تک مین تم مین نہین رہونگا - اُس وقت اُس مین کوئی حرام چیز نہین ہوگی اسلئے
وہ خدا اور برہ کے تخت سے تفریق مسکن ہوگی اور وہ تخت اُس مین ہوگا - وہان کا خاص
کام کیا ہوگا - عبادت کرنا - لیکن پردہ کے پیچھے نہین - جیسے اب ہوتی ہے - بلکہ
روبرو - پہلے رسول نے لفظ تخت کو خدا اور برہ دونون کے ساتھ منسوب کیا لیکن
آگے لفظ بندون اور موہنہ کے ساتھ ضمیر واحد استعمال کیا - یعنے اُس کے بندے اور
اُسکا موہنہ - اور اس سے باپ اور برہ کی یگانگی ظاہر ہے +

۴-آیت　(۴) (اُسکا نام ان کے ماتھون پر) اسکا مطلب یہ ہے کہ اب سے ابد تک وہ
اسہین کا مال ہو رہینگے +

۵-آیت　(۵) اس آیت مین دوبارہ لکہا ہے کہ پھر رات نہوگی - اب تو بار بار یہ پکارنا پڑتا ہے
کہ اے نگہبان اب رات مین کیا یعنے کتنی رات باقی ہے لیکن اُس وقت یہ انتظار
مطلق دور ہوگا - کیونکہ رات مطلق نہوگی +

خاتمہ

مذکورہ حصہ اور کل کتاب کا یہ خاتمہ جو ۲۲-۶ سے آخر تک ہے اِس کتاب کے دیباچہ سے بہت ملتا ہے مخصوصاً اس بات مین کہ ان مطلبون مین اس کتاب کی ضروریت پر بڑی تاکید کیگئی ہے ۔

۶- آیت

(۶) (ہیچ اور برحق) یہی الفاظ ۲۱-۵- اور ۱۹-۹ مین عاقبت کے بیان مین بھی بولے گئے (خداوند جو نبیون کی روحون کا خدا ہے) اردو مین روحون کی جگہ مقدس ہے مگر اغلب ہے کہ روحون کا درست ہے عموماً اسکا وہی مطلب ہے جو ۲ پطرس ۱-۲۱ مین ہے - صرف اتنا فرق ہے کہ یہان لفظ روح جمع مین ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ یہان روح کا مطلب ہے روح قدس اور روح قدس ایک ہی ہے پس صیغہ جمع مین ہونے کا یہ مطلب ہوگا - کہ جیسا خدا اپنی مجموع صفات کے سبب عبرانی مین الوہیم صیغہ جمع مین ہے - ویسا ہی روح قدس اپنے نبیون مین الگ الگ طور سے کام کرنے کے سبب صیغہ جمع مین ہے (مقابلہ کرو) پہلا باب ۱- آیت سے بہت ملتا ہے ۔

۷- آیت

(۷) (دیکھ مین جلد آتا ہون) اِس آیت مین مشکل بات یہ ہے کہ ۶ وین آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ متکلم فرشتہ ہے اور یہ سخن کہ دیکھ مین جلد آتا ہون مسیح کا ہے - کیونکہ آنے والا کوئی فرشتہ نہین ہے بلکہ مسیح - لیکن اوپر ہمنے دیکھا کہ یہ متکلم فرشتہ مسیح کیطرف سے بولتا ہے یعنے اُسکی باتون کو اُسکی طرف سے کہتا ہے اُسیطرح ہم یہان بھی سمجھ سکتے ہین کہ "دیکھ مین جلد آتا ہون" اسکو بھی فرشتہ نے مسیح کیطرف سے کہا اور رسول فرشتہ کے ان لفظون سے "کہ دیکھ مین جلد آتا ہون" بخوبی نتیجہ نکال سکتا تھا کہ یہ آنیوالا فرشتہ نہین ہے بلکہ مسیح - جیسا دیباچہ مین دیکھو پہلا باب ۳- آیت ویسے ہی خاتمہ مین مسیح کے آنے کا ذکر ہے - بلکہ خاتمہ کے اندر خاصکر بہ آیت تاکید کے

ساتھ وعدہ کیا گیا دیکھو ۲۲ - ۷ و ۱۲ و ۲۰ - آیت اور پرانے عہدنامہ مین جو بات
سب سے زیادہ اس وعدہ سے ملتی ہے وہ ملاکی ۳ - ۱ - مین ہے جہان بڑی تاکید
کے ساتھ دو بار یہی بات کہی گئی - اس آیت کا آخر باب ۳ - آیت سے ملتا ہے ۝
۸ وہ تعجب کی بات ہے کہ یوحنا رسول نے پھر وہی کام کیا جس کے کرنیکے سبب
۱۹ وین باب مین اُس نے سرزنش اُٹھائی - لیکن اس ایک ہی حرکت کے سببون مین
بہت فرق ہے - پہلے تو اُس نے اس حرکت کو اس سبب سے کیا کہ اُس نے ایک نہایت
عجیب بات دیکھی اور سنی - یہاں اس سبب سے کیا کہ اُسنے اس تمام کتاب کی پیشگوئیون
اور رویتون کو بکلفت اپنے سامنے رکھا ہوا پایا - جسکے سبب سے پہلے سے کہین
زیادہ حیرانگی نے اُسکو پکڑا اور پھر وہی حرکت اُسسے ظہور مین آئی - غالب ہے
کہ رسول نے اسی واسطے دو دفعہ اپنی اس حرکت کا بیان کیا کہ اس سے کلیسیا یہہ
سیکھے کہ یہ رویتین کیسی بڑی پرتاثیر ہین کہ جس نے اُن کو پہلے دیکھا اُس پر ایسی
بڑی تاثیر ہوئی - جیسا کہ رسول نے اُس کتاب کے دیباچہ مین اپنا نام کیا جیسا کہ
رسول نے اس کتاب کے دیباچہ مین اپنا نام لیا ویسی ہی اس کتاب کے آخر مین بھی
تاکہ کچھ شک نہو کہ یوحنا رسول ہی اس کتاب کا مصنف ہے ۝

(۱۰) یہ آیت دانیل ۸ - ۲۶ کا جواب ہے کہ وہان کہا چھپا اور یہان لکھا
ہے مت چھپا کیونکہ اب وقت بہت نزدیک ہے اور ابھی یہ باتین وقوع مین
آنے لگین گی ۝

(۱۱) دیکھو متی ۲۶ باب ۴۵ - اور حزقیل ۱۲ باب ۲۷ - اور ۲ باب ۳ - ۴ - اس
آیت کا مطلب یہ ہے کہ وقت یعنے (میعاد) ایسا نزدیک آپہنچا ہے کہ اب تبدیل
کے لئے نہایت ہی کم فرصت ہے البتہ ممکن تو ہے لیکن امید بہت ہی کم ہے -
الغرض اس ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے دلون پر اس بات کو بخوبی
نقش کر دے کہ خداوند کا آنا بہت نزدیک ہے لہذا اگر ہم اپنے وقت کو گویا
بالکل ہی خیال کرین تو بجا ہے - اس آیت کا درست ترجمہ یہ ہے جو ناراست

ہے سو آگے کو ناراستی کرے اور جو نجس ہے سو اپنے تئین آگے کو نجس کرے اور جو راستباز ہے سو آگے کو راستبازی کرے اور جو پاک ہے سو آگے کو اپنے تئین پاک کرے (۲) راستبازی کرنا یہ محاورہ یوحنا رسول کی تصنیفات مین پایا جاتا ہے پہلے یوحنا ۱۸-۱۹ مین اور جو کوئی راستبازی کرتا ہے وہ ابراہام کی حقیقی اولاد ٹھیرتا ہے :

۱۲-آیت

(۷) ۱۲وین آیت کے پہلے ۱۰وین آیت مین اور بعد و ۲۰وین آیت مین مسیح کے جلد آنے کا ذکر ہے۔ اس سے بلاشک وشبہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے۔ کہ ۱۱وین آیت مین وقت کی تنگی کا ذکر ہے ؛

(۸) ایک کو بدلہ دون جیسا اُس کا کام ہے) نہین لکھا ہے کہ جیسے اسکے کام ہین بلکہ یہ کہ جیسا اسکا کام ہے یعنے واحد مین۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کی زندگی کی کامون یا حالتون کا مجموعہ مسیح کے سامھنے ایسا ہے جیسا ایک کام اور جیسا وہ کام اب ہے ویسا ہی اُس وقت بھی ٹھیرے گا یعنے اس وقت فیصلہ حال ہی پر موقوف ہے جیسے متی ۱۶-۲۷ وہان بھی کام صیغہ واحد مین ہے ؛

۱۳-آیت

(۹) یہہ آیت بھی ویسا جسسے ملتی ہے دیکھو ۱-۸- معلوم ہوتا ہے کہ یہان متکلم باپ ہے اور یہان بیٹا ہے اس بات سے کہ کلیسیا کے لئے وہ الفا ہوا پوری امید پیدا ہوسکتی ہے کہ وہ اومیگا بھی ہوگا۔ یعنے اُس کے سارے وعدے اور وعید پورے ہونگے ؛

۱۴-آیت

(۱۰) (جو اپنی پوشاک کو دھوتے ہین وہ مبارک ہین) نہین لکھا کہ کس سے دھوتے ہین کیونکہ ۷-۱۴- مین اس کا جواب مل چکا کہ برہ کے خون سے جاننا چاہیئے کہ اردو بائبل مین یہ فقرہ ہے کہ جو اُسکے حکم پر عمل کرتے ہین وہ مبارک ہین۔ اصل نسخون کا وہی ہے جسکا ہمنے بیان کیا ؛

اردو مین جس لفظ کا ترجمہ ہوا تاکہ اختیار ہوسکے۔ اصل مین اُس کا ترجمہ ہے تاکہ اختیار ہوگا جس مین وہ مطلب ہین ایک یہ تاکہ ہو دوسرا یہ کہ یقیناً ہوگا ؛

(۱۵) کیسی سنجیدگی اور دل خراش طور پر لکھا گیا کہ (وہ باہر ہیں) یعنے وہ آگ اور گندھک کی جھیل میں ہیں جو اس نئے یروشلیم سے باہر ہے کل خاتمہ میں آگ اور گندھک جھیل کا نام نہیں ہے کیونکہ فقط اتنا کہنا کافی ہے کہ اس مقدس شہر کے باہر میں کیونکہ اس میں داخل ہو سکینگے کتون سے مراد ہے - ناپاک دیکھو استثنا ۲۳-۱۸ وہاں خواہ لفظی خواہ تشبیہی مطلب سمجھیں مطلب ہے حد درجہ کی ناپاکی - پھر دیکھو متی ۷-۶ - اور فلپی ۳-۲ (جو کوئی جھوٹھ کو پیار کرتا ہی اور جھوٹھ کا کام کرتا ہی) جیسے رومی ۱-۳۲ پہلے ضرور ہے کہ جھوٹھ کی محبت دل میں پیدا ہو ورنہ کس طرح جھوٹھ کا کام ظہور میں آ سکتا ہے - پھر یہہ بھی ممکن ہے کہ کوئی جھوٹھ سے محبت تو رکھے پر اسکو انجام تک نہ پہونچا سکے - یعنے جھوٹھ کا کام نہ کرے - گو یہاں بیان ہوا ہے کہ یہہ دونوں قسم کے لوگ نئے یروشلیم سے باہر ہیں - غور کے لائق ہے کہ جھوٹھ کی برائی خدا کے کلام میں رفتہ رفتہ زیادہ ظاہر ہوئی اگر عہد عتیق کے پہلے نصف میں تو کئی مقاموں میں یہہ ذکر ہے کہ مقدسوں نے جھوٹھ کہا اور اگرچہ اُسکے واسطے انکی تعریف نہیں ہوئی تو بھی صرف جھوٹھ کے واسطے اُنپر عیب نہیں لگایا گیا - لیکن انبیا کے صحیفوں میں جھوٹھ کی برائی بہت زیادہ مذکور ہوئی اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ زیادہ مذکور ہوتی گئی یہانتک کہ کلام اللہ کے آخری دو بابوں میں یہہ صاف لکھا ہے کہ جھوٹھ اور بڑے بڑے گناہوں کی طرح ابدی عذاب کا سبب ہوتا ہے - لیکن یوحنا رسول کی تصنیفات میں جھوٹھ کا صرف وہ مطلب نہیں ہے جو عموماً سمجھا جاتا ہے یعنے او روں کی نسبت دل میں کچھ رکھنا اور کلام میں اور کچھ دکھانا یعنی جھوٹھ کا عام مطلب اوروں سے تعلق رکھتا ہے مگر یوحنا رسول کی تصنیفات میں جھوٹھ کا مطلب خاص اپنے سے تعلق رکھتا ہے یعنے کسی کے دل کا ایسا حال کہ خود ہی الحق سے الگ رہتا ہے اور فریب کھانے میں خوش ہے +

(۱۶) یوحنا رسول کی طرح خود یسوع اپنا نام لیتا ہے یعنے میں یسوع - جس بات کو مسیح نے ۱۳ وین آیت میں عام طور پر کہا تھا - اُسی کو ۱۶ وین آیت میں خاص کر کے داؤد کے خاندان کے حق میں کہتا ہے - کہ میں اُسکی اصل اور نسل ہوں جیسے ۵-۳ میں داؤد کی بیخ کا ذکر کیا - خاندان داؤد شاہی خاندان ہے اور صرف یہی خاندان خدا کی

۱۶ آیت

بادشاہی سے خاص تعلق رکہتا ہے پس جو کوئی خدا کی بادشاہت مین داخل
ہونا چاہئے ضرور ہے کہ وہ اِس خاندان مین شریک ہو - اِس خاندان کی اصل
بہی یشوع ہے اور نسل بہی - پس جو کوئی اِس خاندان مین شریک ہونا چاہتا ہے ضرور ہے
کہ وہ اِس نسل مین شریک ہو +

(صبح کا روشن ستارہ) اِس مین یسع ۱۴-۱۲ کیطرف اشارہ ہے وہان بابل کا بہی
نام ہے وہ تو گر گیا لیکن یہہ ستارہ یعنے مسیح کبہی گرنے کا نہین بلکہ ترقی پذیر ہے اور
اُسکی روشنی کی کچہہ انتہا نہین ہے +

۱۷ - آیت

(۱۷) (آ آ) بہت مفسرون نے سمجہا کہ روح قدس اور کلیسیا ہم گناہگارون کی طرف
مخاطب ہوکر کہتی ہے کہ آ اور جو کوئی یہہ آواز سُنتا ہے وہ بہی گنہگارون کی طرف
مخاطب ہوکر بلاوے اور کہے آ - الغرض اِن تینون آ کے مخاطب گنہگار ہین - اگرچہ تیسرے
آ کا یہہ مطلب ہے لیکن پہلے دو دفعہ آ کا مخاطب گنہگار نہین بلکہ روح اور کلیسیا مسیح
سے کہتی ہیکہ آ کیونکہ اوّل تو کل کتاب مکاشفہ کا مطلب ہے مسیح کی آمد اِسی کتاب کا مقصود
آدمی کا آنا نہین ہے - دوسرے یہہ کہ ۶ وین باب کے شروع سے یہہ پیشگوئیان
شروع ہوتی ہین اور وہان چار جاندارون نے چار بار یہی الفاظ آ آ آ آ مسیح کیطرف
مخاطب ہوکر کہے - تیسرے اِسی باب کی ۲۰ وین آیت مین بہی یہی لفظ آ پہر مذکور
ہوتا ہے اور وہان اِسکے مخاطب مین کچہہ شک نہین ہے پہر ۲۰ وین آیت مین
اگرچہ مذکور نہین ہوا کہ دولہن متکلم ہے تو بہی جواب ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ
دولہن کا جواب ہے جب ۱۷ وین آیت مین - یعنے دولہن اپنے دولہا کے ملنے
کی نہایت مشتاق ہوکر یہہ دعا مانگتی ہے کہ آ اور روح قدس ہی ہے جو دولہن سے
یہہ دعا منگواتی ہے - دیکہو رومی ۸ - ۲۶ - اِسکا سبب ۲۶ آیت مین لکہا ہے کہ
ہم اپنی کمزوری کے سبب آہ مارتے ہین اور آہ مارنے کے سوائے اور ہم کچہہ نہین
کر سکتے ہین لیکن روح قدس ہماری اُس آہ کو گویا تلفظ دیکر مسیح کے پاس بہیجتا ہے یعنے
ہم تو نادانی سے مانگتے ہین لیکن وہ اُسکا پورا علم رکہکر ہمارے لئے مانگتا ہے - ہمین کبہی

اس بات پر کفایت نہین کرنا چاہیے - کہ تمام کلیسیا دعا مانگتی ہے اب ہمین دعا مانگنا کیا ضرور ہ
ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنے واسطے مانگے اور جس طرح ہم یہہ دعا مانگتے ہین کہ مسیح
آوے اسی طرح ہم اسکو ہمیشہ یاد رکہین اور کوشش کرین کہ ہم بہی اُسکے پاس آوین
نہ کہ صرف وہی ہمارے پاس آوے - یہہ خصوصاً یوحنا ۷ - ۳۷ سے ملتا ہے کہ جو
پیاسا ہی آوے الخ اور جب کوئی ایسا ہی کرتا ہے تب ہی وہ سچائی سے یہہ دعا مانگ
سکتا ہے کہ اے مسیح آ -

۱۸-۱۹-آیا

(۱۸ و ۱۹) ان آیات مین جو وعید ہین اُنسے اس کتاب کی قدر و منزلت صاف
معلوم ہوتی ہے ایسے ہی وعید پرانے عہدنامہ مین استثنا ۴ - ۲ - استثنا ۱۲ - ۳۲
اور امثال ۳۰ - ۵ - و ۶ مین ہین گہٹائی یا بڑہائی - اسکا مطلب ہے زندگی کے اس
راہ کو جو بہت تنگ ہے اور اس کتاب مین بڑی صفائی سے دکہائی گئی ہے - کچھ کشادہ
کرنا دو ہی طرح سے ہو سکتا تہا - یا گہٹانے سے یا بڑہانے سے یعنے جو کام اس کتاب
مین منع کئے گئے ہین اُنکو جائز سمجہنا - اور جن پر عمل کرنے کی نہایت تاکید اس کتاب
مین ہوتی ہے اُنکو ضروری نہ سمجہنا جیسے شیطان نے مسیح کو آزمانے کے وقت جب
۹۱ زبور ۱۱ - ۱۲ - آیات کو پڑہا تو اسمین سے کچھ چہوڑ دیا جس سے اُس آیت کا مطلب
نہایت ہی بگڑ گیا - خصوصاً ایسے زمانہ مین جیسے مین یہہ مکاشفہ لکہا گیا - یعنی جب دنیا
چارون طرف سے حملہ کر کے کلیسیا کو دباتی ہے اس بات کا نہایت ہی خطرہ ہوتا ہی کہ کلیسیا
اور دنیا کے درمیان جو مغایرت کا نشان ہے بہر دیا جائے اور کلیسیا دنیا سے عہد باندہ کے
خدا کے وعدون یا وعیدون سے کچھ کم کرے یا ان مین کچھ بڑہاوے جو سزا یہان ایسا
کام کرنے والون کے لئے مذکور ہوئی - وہ گلاتی ۱ - ۸ و ۹ سے ملتی ہے - اس آیت
مین - اگرچہ بالتخصیص اشارہ ہے کتاب مکاشفہ کیطرف لیکن چونکہ یہہ وعید بائبل
کی آخری کتاب مین لکہے ہین - اسلئے اگر ہم یہہ کہین کہ یہہ کل بائبل سے علاقہ رکہتے ہین
تو یہہ اتفاقی امر نہین ہوگا - موسیٰ کی پانچ کتابون سے آخری کتاب یعنے استثنا مین یہہ وعید
لکہے ہین اور وہ وعید موسیٰ کی پانچون کتابون سے علاقہ رکہتے ہین اُسی طرح بائبل کی آخری

کتاب بہشتی کتاب مکاشفہ مین وعید مذکور ہوتے ہیں یہہ وعید باقی سب بائبل کی کتابون سے علاقہ رکھتے ہین۔ اب اُن لوگون کے لئے جو بائبل سے غافل یا متوقف رہتے ہین وہ اُن کے لئے بھی جو آدمیون کی متواتر باتون کو اسمین ملا دیتے ہین نہایت ہی خطرہ ہے ✦

۲۰۔ آیت

(۲۰) اِس آیت مین وہ گواہ جو اِس کتاب مین خاص گواہ کہلاتا ہے اپنی آخری بات پر گواہی دیتا ہے وہ اِس کتاب مین بہت سی باتون پر گواہی دے چکا لیکن ہم کو چھوڑنے اور غیب ہونے سے پہلے ایک اور بات پر کہتی اُسکو ضرور معلوم ہوتی ہے جس سے ہم بخوبی سیکھ سکتے ہین کہ وہی بات اُسکی سمجھ مین سب باتون سے زیادہ تر ضروری ہے۔ وہ کون بات ہے۔ یہہ کہ مین جلد آتا ہون۔ مبارک ہین وے جو یہہ سُنکر دل و جان سے یہہ جواب دے سکتے ہین آمین۔ اے خداوند آ۔ اِس آیت مین رسول ہی نے کلیسیا کیطرف سے خداوند کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے خداوند آ۔ اب (۲۱) ویں آیت مین رسول خداوند کیطرف سے کلیسیا سے مخاطب ہوتا ہے اور اُس کی طرف سے وہ کلیسیا کو فضل دیتا ہے۔ اور یہہ فضل تمام مقدسون کے لئے ہے۔ یہہ کتاب مقدسون ہی کے واسطے ہے اور کل مقدسون کے واسطے ہے اِسلئے کسی مسیحی آدمی سے اِس کتاب کو باز رہنا نہین چاہئے



صحت نامہ تفسیر کتاب یسعیاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	انکا	انکار	۳۴	۱۴	تکیہ یاڈین	تاکیہ یا ٹونا	۵۵	۳	فتوہ	فتوی
″	۱۲	جینا حیات تھا	حیات تھا	″	۱۷	اوبھار سے	ابھارے	۵۸	۷	فتوی	فتاوی
۲	۴	۰	کہا ہے	۳۵	۸	نہیں	ہیں	″	۹	تره	فتوی
۲	۱۲	ہو	ہوا جو	″	۲۰	یہودا	[illegible]	″	۱۵	اسباب	اس باب
″	۲۱	ستی ۲۳	ستی ۲۴	۳۶	۱	تا علیہ	مکتوب الیہ	۵۹		۳ باب	۳/۲۱
۳	۷	کسطرف سے	سے سے	۳۸	۲	بگر	بگر	۶۲	۱۰	مستقل	مستقبل
۴	۲۲	تصنیف	تصنیف	″	۱۰	نہیں ہو	نہیں ہوا	″	۱۲	ب ا	۶/۱۰
۵	۲۰	رہتیان نے	دوہتیان سے	″	۲۰	گل	ریل	۶۴	۱۴	عموٹ	عمومیت
۹	۱۱	نہین	نہیں ملتا	۳۹	۹	بنرہ	بنرہ	۶۵	۷	توہ گر	دبگردر
۱۱	۸	نہین	بہر ہین	۴۱	۳	دیتے	دیا	″	۱۴	ہیں	ونا کر
″	۳	کلیسے	فلسفی	″	۱۱	فقرہ	فقرے سے	۶۶	۵	چہرا ئے	چھچھا
۱۳	۱۹	بروقت	بہر وقت	۴۴	۴	پیکل	ارنیکل	″	۱۹	بخقوق	حقوق
۱۴	۲۰	سیپو	سیپون	″	۳	کا اگر سے دیدہ	[illegible]	۷۰	۲	کا	کے
۱۵	۱۶	۸ آیت	۱۸ آیت	۴۷	۹	کرتا ہے	کرتا ہو	″	۲۳	۵- آیت	۱۵- آیت
۱۸	۷	ونہا	ونہا	″	۱۳	سے	—	۷۸	۱۲	ببب	باب
۱۹	۱۶	ذیل ۱۰/۲۲و۲۱	[illegible] ۱۰/۲۲و۲۱	″	۱۵	تہا بنا	تھا بنا	″	۶	[illegible]	اوپر
۲۰	۲	حال	حال	۴۸	۱	خدا ہوون کو	خدا ہو نکلا	۷۹	۱	کاکا	کا
۲۱	۱۱	کوئی مقرر	کوئی فرد بشر	″	۱۳	زمین	[illegible]	″	۳	۱۷	۱۷/۱۱
″		سات	سات	″	۱۵	آمین کا ندا	[illegible]	″	۴	ڈہالی	ڈھالی
۲۲	۹	۲و۲	۲و۳	۴۹	۲۱	و ملا لکھ	[illegible]	″	۶	مطاب	مطلب
۲۴	۲۱	حطر	خطر	″	۲۲	[illegible]	[illegible]	″	۹	اپنی ترین خدا کو	اپنی تئیں خدا کو
۲۵	۳	اند با تول	[illegible]	۵۰	۷	[illegible]	لوتوا ۲۳/۳۰	″	۱۰	دیتے دیکے	دیدے
″	۱۳	[illegible]	[illegible]	۵۲	۱	انصلاح	صلاح	″	۱۱	پڑھو	[illegible]
۲۷	۵	اوتر	آفتر	۵۴	۱	نہین	تعین	″	۱۹	زبور ۹۵	[illegible]
۲۹	۰	یہوداہ	یہوواہ	۵	۵	[illegible]	[illegible]	″	۲۲	دیا	دینا
″	″	یہوواہ	یہوواہ	″	۸	محدودی	لا محدودی	۶۰	۳	او	او
۳۰	۲۱	نقلیم	تعلیم	″	۲۳	قادر ہے اوپر	قادر ہو کے اوپر	″	۸	اوس	اور اس
۳۱	۱۳	سطر کو شروع میں ۵ کا ہندسہ چاہئے		۵۵	۱۲	اور کئے	آور کئے	۶۱	۳	مطمئنب	مطمئن
۳۱	۱۰	یہوده	یہووا	۵	۱۹	شیر برمتی	شیر بیر ہمتی	″	۱۰	یادگے	[illegible]
۳۲	۲	نئی آن	[illegible]	۵۶	۳	۹ باب	۹/۲	″	۲۰	زبرٹ	[illegible]
۳۴	۹	زبورہ تھی	زبور تھا	″	۵	اور دبیروں	اور دو بیروں	″	۶	ذزور	[illegible]
۵	۷	تقلیم	تعلیم	″	۱۳	۹ باب	۹/۴	۶۲	۱	شعیاہ	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۱	۳	ہودہ	یہودا
۷۲	۵	اتی ۲۲/۲۳	استی ۲۱/۲۲
"	۸	کی یار	اسی بار
"	۲۰	پیرہ	بیترہ
"	۲۴	بیترہ	بیتر
۷۶	۱۹	حسکیاہ طرح	اسی طرح
۷۷	۱۴	مقدس	مقدس
۷۸	۱۷	مستثنا	مستثنیٰ
۷۹	۲۳	اور سی	اس
۸۰	۲۶	ٹہرنا	ٹھہرنا
۸۱	۳	وہ بھرسے	وہ سرسے
"	۹	۱۴	۱-۳
"	۱۰	۱۰-آیت	۲-آیت
۸۳	۱۹	انبیا رفسفر	انبیائے فسفر
"	۵	فنیفیاہ	شفنیاہ
۸۴	۱۴	قانون	قانون
۸۴	۱	۲ باب ۹	۶/۸
"	۴	بہونکنی	بھونکتے
۸۶	۳	آوے	دوے
"	۴	آوے	اولے
"	۲۲	بہی گگھی	بھی بہا ہوگا
۸۷	۱	پیالہ ایک	پیالہ ایک
"	۱	۱۵ باب ۱۲	۱۵/۱۲ و ۱۱
۸۸	۱۸	حقوق	حبقوق
۹۰	۹	بچھون	بچھوؤن
۹۱	۱۷	۴-آیت	۱۴-آیت
۹۳	۱۷	۱۰ باب ۱۹	۱۰/۱۹ و ۲۰
۹۴	۳	اس	اُس
"	۱۱	کیسیا	کلیسیا
۹۶	۱۰	چیا ہمگو	چاہی
"	۱۸	تہگو	ناہگو
"	۱۹	آلفاظ	الفاظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۲۱	۱۲ باب ۲۴ و ۵	۱۲/۲۴ و ۵
۱۰۰	۶	مستدونکے	ستونکے
۱۰۱	۴	[illegible]	کوئی چیز گر کے [illegible]
"	۱۴	۳-۹	۱۳-۹
"	۱۲	میرہ	سے وغیرہ
"	۲۱	۷-آیت	۱۷ آیت
۱۰۳	۳	اصلاح	اصطلاح
"	۱۰	ہنگاہی	ہنگامے
"	۱۹	لوٹہ	لوتھر
۱۰۵	۷	۸-آیت	۱۰ آیت
"	۲۲	آسمان کان	آسمان
۱۰۶	۲	۱ باب ۲۰	۵/۲۰
"	۱۴	تخمینہ ۸۸ باب	تخمینہ ۱۰/۸۸
"	۲۱	معیشر	سو شر
"	۲۲	او کھتا ہے	اٹھتا ہے
۱۰۹	۱۳	وجہ	اجر
۱۱۱	۷	ابدیت	ابدیت
"	۱۱	عدو آمین	عدد کا ذکر آمین
۱۱۲	۲۰	متی ۴ باب ۸	متی ۲۴/۱۹
۱۱۳	۵	یوحنا باب ۴	یوحنا ۳/۴
۱۱۴	۲۲	تاگرچہ کچھ	تا کہ
"	۱۹	کیونکہ کیونکہ	کیونکہ
۱۱۶	۱۶	تو مقدمہ اور	جو مقدمہ ہوا سو
"	۲۲	اور حملہ آور	مدعی و حملہ آور
۱۱۷	۱۳	۴ باب ۱۰	۴ باب ۱۲
"	۱۵	۱۰-آیت	۱۲-آیت
۱۱۹	۳	سامنان	سامہنا
"	۷	ہسکا	اُسکا
"	۲۳	قوہیں	قومین
۱۲۰	۵	۱۷ باب	۱۷/۱۴
۱۲۱	۴	دانیال	دانیل
"	۹	دانیرا	دانیل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۱	۱۶	حیونیت	حیوانیت
"	۱۷	کہ سر	کہ یہ سر
۱۲۲	۱	دانیل	دانیل
"	۴	"	"
"	۹	"	"
"	۱۸	"	"
۱۲۳	۱۴	"	"
"	۱۵	"	"
"	۲۰	"	"
"	۲۲	کوہی	کوئی
۱۲۵	۲۳	۱۵ باب	۱۵/۱
"	۲۴	شیشیاہ	اشعیا
۱۲۷	۱	دانیل	دانیل
"	۲۴	نشتبہہ	مشتبہہ
۱۲۸	۱۸	۱۵ باب ۱۲	۱۵/۱۲
۱۲۹	۱۰	ٹہرا	ٹھہرا
"	۲	دانیل	دانیل
۱۳۰	۱۰	بھیس ہر	بھیس عبارہ
۱۳۱	۲۳	طمطس	تسیقون و ططس
"	۱۰	چوتہا	چوتھا
"	۱۴	قسطنطین	قسطنطین
"	۲۱	ہمیان	جھمیان
۱۳۲	۲۱	گلاتی	گلاتی
۱۳۳	۱۲	عبتن	حبشن
"	۱۸	چ	یہہ
۱۳۴	۱۷	بر	پر
"	۲۳	۱۲ باب	۲ باب
۱۳۶	۲۳	اصباغ	اصطباغ
۱۳۷	۵	حزقیل	حزقیا
"	۱۰	۴-آیت	۳ و ۴-آیت

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ
[illegible]	[illegible]	۱۰	۱	[illegible]	۱۳ باب ۸	۱۱	۱۴۷	تھیا	تھا	۱۵	۱۳۶
[illegible]	[illegible]									۱۶	”
				ہفتہ [illegible]	ہفت گو	۹	”	کروبیمیہ	[illegible]	۲	۱۳۸
				پیہ بہی	[illegible]			فلستیہ	انگلستہ	۱۸	”
[illegible]	اوسون			بادشاہ سیمون	[illegible]		۱۴۸	[illegible]	[illegible]	۵	۱۳۹
[illegible]	[illegible]			سانتوں	استوان	۱۰		[illegible]	[illegible]		۱۴۶
[illegible]	انتی ۲۹			درنیئیل	دانیئیل	۹		اسکے	[illegible]		
[illegible]	۱۴ باب ۱۹			سیکہ	تیکاہ	۱۰		[illegible]	۱۳ باب ۷	۱۳	
[illegible]	سکے			[illegible]	ابواب ۱	۱۱		پہنچی	پہنچی	۲	
[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]			پہونچی	[illegible]		
				یہوواہ	یہوواہ	۹		تیقش	منیتش	۱۳	۱۴۱
حزقیئیل	حزقیئیل							[illegible]	[illegible]	۹	۱۴۰
حبقوق	حبقوق							تصورت	[illegible]	۱۰	”
رو یوحنا	[illegible]							[illegible]	[illegible]	۱۸	”
[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]	۱۵		[illegible]	[illegible]	۱۰	
[illegible]	[illegible]			[illegible]	۱۲			اتہسلو	[illegible]	۲۰	
[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]			نیا	نیا	۱	
موتی	[illegible]			[illegible]	[illegible]			یونئیاں	یوئیل	۳	
قومی	قومی			لفظ	نقد			مسوا	[illegible]		
سے	سے			[illegible]	[illegible]	۵	۱۸۰	[illegible]	تہسوا	۱۵	
[illegible]	[illegible]	۱۲		[illegible]	[illegible]	۱۴		[illegible]	[illegible]	۵	
[illegible]	[illegible]	۱۴		پہنے یا نہ پہنے	[illegible]			[illegible]	۱۲-۱	۴	
[illegible]	[illegible]	۱۰		[illegible]	[illegible]	۱۲		[illegible]	۴ باب	۱۹	
[illegible]	[illegible]	۲۰		[illegible]	[illegible]	۲۰		[illegible]	۱۳ باب	۲	۱۵۰
[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]	۱۱		[illegible]	[illegible]	۵	”
ابدیت کو	[illegible]	۹		[illegible]	[illegible]	۱۲		[illegible]	[illegible]	۲	۱۵۰
جس نے	جن نے	۱۰		بارھویں	بارویں	۱۳		۴ باب	[illegible]	۱۹	
[illegible]	[illegible]	۳		[illegible]	[illegible]	۱۸		[illegible]	[illegible]	۱	۱۵۶
۱۸ سے	سے			[illegible]	[illegible]	۲۰		[illegible]	[illegible]	۲۲	۱۵۸
[illegible]	[illegible]	۱۴		(۱۵)	(۱۷)			[illegible]	[illegible]	۸	
لفظ	نقط	۱۷		(۱۸ و ۱۷)	(۱۷)	۱		اسباب	اسباب		۱۶۰
[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]			[illegible]	[illegible]	۱۵	۱۶۵